فَضَائِلُ رَحْمَةٍ لِلعَالَمِيْن
23
تفہیمُ السُّنۃ
فضائلِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
محمد اقبال کیلانی
حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ
لاہور، پاکستان

تفہیم السنۃ
23
فَضَائِلُ رَحْمَةٍ لِلعَالَمِيْن
فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
محمد اقبال کیلانی
حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

نام کتاب .... فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ

مؤلف .... محمد اقبال کیلانی بن مولانا حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ

اہتمام .... خالد محمود کیلانی

طابع .... ریاض احمد کیلانی

کمپوزنگ .... ہارون الرشید کیلانی

ناشر .... حدیث پبلیکیشنز ۰ لاہور

قیمت ....

سٹاکسٹ

- معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار، پشاور 091-2214720
- احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5558320
- مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور/فیصل آباد 041-2631204 / 0423-7244973
- دار البلاغ، جیل روڈ، لاہور 0423-5717842
- سجاد الٰہی E-11/1,719-G ڈبل روڈ، اسلام آباد 0321-5336844
- مکتبہ دار السلام، لوئر مال، لاہور 0423-7232400
- علمی کتاب گھر، اردو بازار، کراچی 0213-2628939
- دار السلام، مین طارق روڈ، کراچی 0213-4393936

حدیث پبلیکیشنز

2- شیش محل روڈ ◉ لاہور ◉ پاکستان

☎ 0423-7232808 - 0300-4903927

E-Mail : hadithpublications@yahoo.com

: haroonkailani@gmail.com

: harunkailani@hotmail.com

فہرست

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (21:58)

”اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت 21)

- حمد وثناء صرف اس ذات کے لئے جو عظمت، کبریائی اور جلال میں تنہا ہے جو اول اور آخر ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔
- حمد وثنا صرف اس ذات کے لئے جو رحمٰن اور رحیم ہے جو ستار اور غفار ہے جو حمید اور مجید ہے جو حی اور قیوم ہے، جو مالک ہے عرش عظیم کا جس کا کوئی شریک نہیں۔
- حمد وثنا صرف اس ذات کے لئے جو کائنات کی ہر چیز کو تھامنے والا، کائنات کی ہر شے کو پالنے والا اور کائنات کی ہر چیز کو روشن کرنے والا ہے جس کا کوئی شریک نہیں..................اور
- درود وسلام اُن پر جو صادق اور امین بن کر آئے۔
- درود وسلام ان پر جو شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین بن کر آئے۔
- درود وسلام ان پر جو رءوف اور رحیم وکریم بن کر آئے۔
- درود وسلام ان پر جو بشیر اور نذیر بن کر آئے۔

- درود وسلام ان پر جو سید الانبیاء اور خطیب الانبیاء بن کر آئے۔
- درود وسلام ان پر جو ساقی کوثر اور شافع محشر بن کر آئے۔
- درود وسلام ان پر جو صاحب لواء الحمد اور صاحب مقام محمود بن کر آئے۔

لیکن..........اَشرافِ مکہ، دُور کی کوڑی لائے:

"یہ تو کذاب ہے، ساحر ہے، پاگل ہے، شاعر ہے، کاہن ہے۔"

..........بالآخر یوں تباہ و برباد ہوئے گویا کبھی تھے ہی نہیں۔

—— اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا بول بالا ہو کر رہا۔

وقت پَر لگا کے اُڑتا رہا اور ایک ہزار چار سو اٹھائیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔

- انسان نے ترقی کی ہزاروں منازل طے کر لیں۔
- تہذیب کے لاکھوں مدارج طے کر لئے۔
- علوم وفنون کے سات سمندر کھنگال ڈالے۔
- حقوق انسانی کا علم بلند کیا۔
- احترام آدمیت کا نعرہ لگایا۔
- حریت فکر کا انقلاب بر پا کیا۔

لیکن..........وہ جو رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے، ان کے بارے میں

سوچ ویسی کی ویسی ہی رہی۔

اب اَشرافِ مغرب دُور کی کوڑی لائے ہیں:

''وہ تو قاتل تھا، دہشت گرد تھا، قصاب تھا، جاہل تھا، شہوت پرست تھا۔''

—— اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!

✺ اَشرافِ مکہ بھی دھوکے میں مبتلا تھے اور اَشرافِ مغرب بھی دھوکے میں مبتلا ہیں ...... جس طرح اَشرافِ مکہ ذلیل و رسوا ہو کر تباہ و برباد ہوئے اسی طرح اَشرافِ مغرب بھی ذلیل و رسوا ہو کر تباہ و برباد ہوں گے............اور

—— اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا بول بالا ہو کر رہے گا!

✺ رب کعبہ کی قسم! مستقبل قریب کا ''ورلڈ آرڈر'' ایک اور صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔'' (سورہ المجادلہ، آیت 21)

—— اس ''ورلڈ آرڈر'' کو بدلنا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا کل کے سورج کو طلوع ہونے سے روکنا ناممکن ہے

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے بلاشبہ ہزاروں پہلو ہیں اور بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے اعتبار سے ہر پہلو دوسرے پر سبقت لے جانے والا ہے۔ ہمارے نزدیک دعوت اور تبلیغ کے اعتبار سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا سب سے نمایاں اور امتیازی پہلو آپ ﷺ کا اپنی امت کے لئے رحمت بن کر تشریف لانا ہے۔ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ یقیناً لوگوں کے لئے سرتاسر رحمت تھے مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ پہلی وحی کے بعد جب رسول اکرم ﷺ خوف کی حالت میں گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق والوں کو حق دلاتے ہیں۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ گواہی بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ نبوت سے پہلے بھی آپ لوگوں کے لئے سرتاسر رحمت تھے۔

منصبِ رسالت پر سرفراز ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت تک دین پہنچانے کے لئے جس صبر و تحمل، عفو و درگزر اور شفقت و رحمت کا طرز عمل اختیار فرمایا وہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک ایسا عظیم الشان پہلو ہے جس کی رفعتوں اور بلندیوں کا ادراک کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔

غور فرمائیے کہ چالیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ عمر کا یہ وہ حصہ ہوتا ہے جس میں ہر انسان اپنی عزت اور احترام کے معاملے میں بہت حساس ہوتا ہے۔ چالیس

سال تک امین اور صادق کہلانے کے بعد جب آپ ﷺ کو لوگ جھوٹا، پاگل، شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہوں گے تو آپ ﷺ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی لیکن تاریخ شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے ان گالیوں اور طعنوں کے جواب میں کبھی ایک لفظ تک اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

تین سال خفیہ دعوت کے بعد رسول اکرم ﷺ نے علانیہ دعوت کا اعلان فرمایا تو رسول اکرم ﷺ نے تمام قبائل کو جمع فرما کر توحید کی دعوت پیش کی۔ آپ کے چچا ابولہب (لعنہ اللہ) نے آپ کی سخت توہین کی اور یہ کہہ کر ڈانٹ دیا "تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا تو نے ہمیں اس کام کے لئے جمع کیا تھا؟" رسول اکرم ﷺ نے چچا کے اس ہتک آمیز رویے پر مکمل خاموشی اختیار فرمائی لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب ﴿تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ کہہ کر دے دیا۔

امیہ بن خلف آپ ﷺ کو دیکھتے ہی گالیاں بکنا شروع کر دیتا اور لعن طعن کرتا لیکن آپ ﷺ نے اس کے جواب میں ہمیشہ مکمل خاموشی اختیار فرمائی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب قرآن مجید میں ان الفاظ میں دیا ﴿وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾

ابوجہل نے رسول اکرم ﷺ کو حرم شریف میں سخت ڈانٹا، بُرا بھلا کہا اور بے عزتی کی۔ رسول اکرم ﷺ نے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ واقعہ سنا تو بھتیجے کی بے عزتی برداشت نہ کر سکے اور ابوجہل سے انتقام لیا۔

ابی بن خلف نے ایک بار بوسیدہ ہڈی لے کر توڑی اور ریزہ ریزہ کر کے استہزا کے انداز میں رسول اکرم ﷺ کی طرف اُڑا دی لیکن آپ ﷺ نے کوئی ردعمل ظاہر نہ فرمایا۔

رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فوت ہوئے تو ابولہب، عاص بن وائل، عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل وغیرہ نے آپ ﷺ کو "جڑ کٹا" ہونے کا طعنہ دیا، لیکن رسول اکرم ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا جواب ارشاد فرمایا ﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾

ہم نے یہاں آپ ﷺ کے صبر و تحمل اور عفو و درگزر کی چند مثالیں دی ہیں ورنہ اصل صورت حال تو یہ تھی کہ تیرہ سالہ زندگی میں آپ ﷺ کا مذاق اور ٹھٹھا اڑانا، آپ ﷺ کو گالیاں اور طعنے دینا، آپ ﷺ کے گھر میں غلاظت اور گندگی پھینکنا، آپ ﷺ کی توہین اور بے عزتی کرنا، آپ ﷺ کے راستے میں

کانٹے بچھانا، آپ ﷺ کی دعوت کو قصے اور کہانیاں قرار دینا، دعوت کے دوران آپ ﷺ کا تعاقب کرنا، آپ ﷺ کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ کرنا، آپ ﷺ کو گمراہ اور بے دین قرار دینا، آپ ﷺ پر پتھر پھینکنا، لوگوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکانا اور آئے روز آپ ﷺ کو قتل کرنے کی دھمکیاں دینا روزمرہ کا معمول تھا اور آپ ﷺ کی طرف سے ان سارے مظالم اور جرائم کا جواب صرف ایک سکوت اور خاموشی تھا۔

تاریخ کے صفحات میں جہاں کفار کے گھناؤنے جرائم اور ظلم وستم کی داستانیں محفوظ ہیں وہاں یہ حیرت انگیز حقیقت بھی محفوظ ہے کہ آپ ﷺ نے ان مظالم سے تنگ آ کر اپنی ناراضی کا اظہار کتنی مرتبہ کیا اور کن الفاظ میں کیا؟ تیرہ سالہ طویل مکی زندگی میں صرف تین یا چار مواقع ایسے ملتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ نے کفار مکہ کے ظلم وجور سے تنگ آ کر اپنی ناراضی کا اظہار فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ناراضی کا اظہار بھی آپ ﷺ کے کریمانہ اور شریفانہ اخلاق کا اعلیٰ ترین مظہر ہے۔

پہلا واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ہمسائے میں ابولہب، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الصداء ہذلی جیسے ائمہ کفر کے گھر تھے جو شب و روز آپ ﷺ کے گھر غلاظت اور گندگی پھینک کر آپ ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے جب آپ زیادہ پریشان ہوتے تو دیوار پر چڑھ کر یا دروازے پر کھڑے ہو کر بس اتنا فرماتے: ”اے بنو عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟“ یہ تھا آپ ﷺ کا ردّ عمل اس تکلیف اور اذیت ناک بدتمیزی کا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مسجد حرام میں آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ائمہ کفر نے مشورہ کر کے سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی آپ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی اور خود کھڑے ہو کر قہقہے لگانے لگے حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی اور انہوں نے آ کر اوجھڑی ہٹائی تمام ائمہ کفر (لعنہم اللہ لعنا کبیرا) کھڑے ہو کر تماشا دیکھتے رہے اس وقت آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ الفاظ ادا فرمائے ”اللھم علیک بقریش“ (یا اللہ! تو قریش سے نپٹ لے) قریش کے ظالمانہ اور استہزائیہ کرتوتوں پر یہ آپ ﷺ کا دوسرا ردّ عمل تھا۔

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار دوران طواف مشرکین نے آپ ﷺ کو لعن طعن کی اور ڈانٹا تو آپ ﷺ نے یہ جواب دیا ”میں تمہارے پاس ذبح (کا حکم) لے کر آیا ہوں“ اس پر سارے مشرکین جامد و

... لت ہو کر رہ گئے۔

ایک واقعہ اور ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی گئی۔ ابولہب کا بیٹا عتبہ ایک روز آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں ﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾ کا انکار کرتا ہوں۔" آپ ﷺ کا کرتا پھاڑ ڈالا اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر تھوکنے کی کوشش کی جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا تم پر مسلط کرے۔"

مصائب و آلام اور جور وظلم سے پُر آپ ﷺ کی تیرہ سالہ طویل مکی زندگی میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ ہیں وہ سخت سے سخت الفاظ جو ہمیں تاریخ کے صفحات میں ملتے ہیں۔ جن میں کسی کو گالی دی نہ لعن طعن کیا، کسی سے بدتمیزی کی نہ کسی کا مذاق اڑایا، کسی سے لڑائی جھگڑا مول لیا نہ کسی سے بحث اور تکرار کی بلکہ انتہائی شائستہ اور مہذب الفاظ میں معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ آپ ﷺ اپنے اخلاق اور کردار کے اعتبار سے بالکل ویسے ہی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ ترجمہ: "اے محمد! بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔" (سورہ قلم، آیت نمبر 4) اخلاق کا ایسا عظیم مرتبہ جس پر اس کائنات کا کوئی دوسرا انسان فائز ہے نہ ہوسکتا ہے۔

صبر وتحمل اور عفو ودرگزر کے اس کریمانہ طرز عمل سے بھی ایک قدم آگے حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ وہی لوگ جو دن رات آپ ﷺ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے تھے آپ کو جھوٹا اور پاگل کہہ رہے تھے، آپ ﷺ کا استہزاء اور مذاق اڑا رہے تھے، آپ ﷺ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے نت نئی سازشیں کر رہے تھے، آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لئے مکہ میں جینا دوبھر کردیا تھا، انہی ظالموں اور جانی دشمنوں کے لئے رات کی تنہائیوں میں اللہ کے حضور رو رو کر دعائیں فرماتے، یا اللہ! انہیں ہدایت دے، اور اس بات پر مسلسل مضطرب اور بے چین رہتے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ ارشاد فرما کر آپ ﷺ کو تسلی دی ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ ترجمہ: "اے نبی! شاید تم اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے کہ یہ لوگ ایمان

کیوں نہیں لاتے۔'' (سورۃ الکہف، آیت نمبر 6) رحمۃ اللعالمین کی جان کو ہلکان کرنے والے اس غم کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ سورہ الشعراء میں یہی بات ارشاد فرمائی ﴿ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴾ ترجمہ: ''اے نبی! شاید تم اس غم میں اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔'' (آیت نمبر 3) ایک طرف ایمان نہ لانے والوں کے یہ مظالم، دوسری طرف رحمت عالم ﷺ کی جان کو کھا جانے والا یہ غم رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ایک ایسا عجیب وغریب اور حیرت انگیز پہلو ہے جسے سمجھنے سے انسانی عقل قاصر ہے اور طائف کا واقعہ......اللہ اللہ......طائف کا واقعہ تو ایسا جگر پاش اور المناک واقعہ تھا جس پر فرشتوں کے حوصلے بھی جواب دے گئے، پہاڑوں کا فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام کی معیت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''آپ ﷺ حکم دیں میں انہیں دو پہاڑوں کے درمیان ابھی کچل کے رکھ دوں؟'' رحمۃ اللعالمین، رؤف الرحیم، سید المرسلین بڑے تحمل اور یقین سے گویا ہوئے ''نہیں نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ کی بندگی کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

اپنے دشمنوں کے لئے رحمت اور شفقت کا یہ جذبہ اور یہ حوصلہ! ہے کوئی تاریخ انسانی میں اس کی مثال؟

جنگ بدر کے بعد عمیر بن وہب جمحی اور صفوان بن امیہ دونوں حطیم (بیت اللہ شریف کا غیر مسقف حصہ) میں بیٹھ کر اپنی ذلت اور رسوائی کا رونا رو رہے تھے. عمیر بن وہب نے کہا ''اللہ کی قسم! اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا اور اپنے بعد بیوی بچوں کے ضائع ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں مدینہ جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا.'' صفوان نے کہا ''تمہارا قرض اور بیوی بچوں کی کفالت میرے ذمہ رہی، تم یہ کام کرو۔'' دونوں کے درمیان معاملہ طے ہو گیا. عمیر بن وہب رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے زہر آلود تلوار لے کر مدینہ منورہ آیا اس وقت رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صورت حال کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے عمیر کو گرفتار کر لیا۔ رسول رحمت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ''اسے چھوڑ دو، میرے پاس آنے دو۔'' آپ ﷺ نے عمیر سے پوچھا ''کس لئے آئے ہو؟'' کہنے لگا ''میرا بیٹا بدری قیدی ہے، اسے چھڑانے آیا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر یہ تلوار ساتھ کیوں

لائے ہو؟'' اس کے بعد آپ ﷺ نے عمیر اور صفوان کے درمیان حطیم میں ہونے والی گفتگو کا ذکر کیا تو عمیر نے فوراً اعتراف کر لیا کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتائی ہیں اور کلمہ توحید کی گواہی دی...... رحمتِ عالم ﷺ نے اس کے ارادہ قتل پر کوئی مواخذہ فرمایا نہ کوئی سوال جواب کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کو قرآن مجید پڑھاؤ اور اس کا قیدی چھوڑ دو۔

غزوہ اُحد میں مشرکین آپ ﷺ کو ہر قیمت پر ختم کرنا چاہتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ کے پاس صرف دو صحابی (حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) رہ گئے تھے۔ مشرکین نے اسے سنہری موقع سمجھتے ہوئے آپ ﷺ پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ ایک مشرک عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ پہلو کے بل نیچے گر گئے اور آپ ﷺ کا ایک دانت مبارک ٹوٹ گیا، ہونٹ بھی زخمی ہو گیا۔ ایک اور مشرک نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک زخمی کر دی، تیسرے مشرک نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے کندھے پر وار کیا جس سے آنکھ کے نیچے کی ہڈی پر زخم آیا اور خود کی کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ عین میدان جنگ میں زخموں سے بہتا ہوا خون دیکھ کر لمحہ بھر کے لئے انسانی جذبات غالب آ گئے اور فرمایا ''اس قوم پر اللہ کا سخت عذاب نازل ہو جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا۔'' لیکن دوسرے ہی لمحہ امت کے لئے رحمت و شفقت کا جذبہ پلٹ آیا اور فرمایا ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ)) ترجمہ: ''یا اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے وہ جانتے نہیں۔''

یمامہ کا حاکم ثمامہ بن اثال کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر چکا تھا اور اب مسیلمہ کذاب کے حکم پر بھیس بدل کر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا ''مجھ سے کیسی توقع رکھتے ہو؟'' کہنے لگا ''خیر کی توقع رکھتا ہوں اگر تم مجھے قتل کرو گے تو خونی مجرم کو قتل کرو گے، احسان کرو گے تو مجھے قدر دان پاؤ گے اور اگر مال چاہتے ہو تو جتنا چاہو دوں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ دوسرے روز پھر یہی گفتگو ہوئی۔ آپ ﷺ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی۔ تیسرے روز پھر یہی گفتگو ہوئی۔ رحمت عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا ''اسے آزاد کر دو۔'' نہ اس کے ارادہ

قتل پر کوئی سرزنش فرمائی نہ مقتول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں کوئی مواخذہ فرمایا نہ کوئی ضمانت طلب فرمائی نہ کوئی وعدہ لیا...... محض احسان کے طور پر رہا فرما دیا۔ ثمامہ مسجد نبوی کے قریب ایک کھجوروں کے باغ میں گئے۔ غسل کیا اور واپس آ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

کعب بن زہیر عرب کے عظیم شعراء میں سے تھا۔ آپ ﷺ کی ہجو کرتا، فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے توہین رسالت کے جرم میں اسے قتل کرنے کا حکم جاری فرمایا، لیکن وہ بھاگ نکلا۔ اسکے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اسے خط لکھا کہ جو شخص توبہ کر لے اسے رسول رحمت ﷺ معاف فرما دیتے ہیں اگر جان کی امان چاہتے ہو تو فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ کعب بن زہیر نے سوچ بچار کے بعد بالآخر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ راتوں رات مدینہ پہنچا اور اپنے ایک آشنا انصاری کے ہاں رات بسر کی صبح اپنے میزبان انصاری کے ساتھ مسجد میں پہنچ گیا۔ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی نماز سے فراغت کے بعد انصاری نے کعب کو اشارہ کیا اور کعب اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا بیٹھا آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کعب کو پہچانتے نہیں تھے۔ کعب نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ! کعب توبہ کر کے مسلمان ہو گیا ہے اور آپ ﷺ سے امن کا طلب گار ہے۔ اجازت دیں تو اسے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دوں؟ کیا آپ ﷺ اس کا اسلام قبول فرمالیں گے؟'' رسول رحمت ﷺ نے بلا تامل ارشاد فرمایا ''ہاں'' کعب نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ کعب تو میں ہی ہوں۔'' یہ سن کر ایک انصاری نے آپ ﷺ سے کعب کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں اب اس نے توبہ کر لی ہے۔''

عکرمہ بن ابی جہل بھی ان لوگوں میں شامل تھا جن کا خون سقوط مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے رائیگاں قرار دے دیا تھا۔ عکرمہ کی بیوی ام حکیم بنت حارث حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئیں اور اپنے شوہر کے لئے امان طلب کی۔ رحمت عالم ﷺ نے امان دے دی۔ عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ رضی اللہ عنہ

صفوان بن امیہ بھی آپ ﷺ کے جانی دشمنوں میں سے تھا۔ سقوط مکہ کے بعد جان کے خطرے سے بھاگ گیا۔ حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے صفوان کے لئے امان طلب کی تو رحمت عالم

ﷺ نے اُسے بھی امان دے دی۔ صفوان، عمیر کو لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی ''عمیر کہتا ہے آپ نے مجھے امان دے دی ہے؟'' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ''ہاں عمیر سچ کہتا ہے۔'' اور صفوان بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

جنگ اُحد میں رسول اکرم ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کرنے والا وحشی بھی فتح مکہ کے بعد کئی دوسرے مجرموں کی طرح جان کے خوف سے طائف بھاگ گیا۔ کسی نے اسے بتایا کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے اسے رسول اللہ ﷺ قتل نہیں کرتے۔ وحشی ڈرتے ڈرتے مدینہ منورہ پہنچا اور اچانک بے خبری کے عالم میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے جا کر اونچی آواز میں کلمہ پڑھ لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''وحشی ہو؟'' عرض کیا ''جی ہاں وحشی ہوں۔'' فرمایا ''میرے پاس بیٹھو اور مجھے بتاؤ تم نے میرے چچا کو کیسے قتل کیا تھا؟'' وحشی بتا چکا تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ''بس میری آنکھوں کے سامنے نہ آیا کرو، تمہارا اسلام قبول ہے۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کرنے والی اور کلیجہ نکال کر چبانے والی ہند بنت عتبہ بھی فتح مکہ کے بعد حاضر ہوئی اور عرض کیا ''اللہ کے رسول ﷺ! جو کچھ گزر چکا اسے معاف فرما دیجئے، اللہ آپ کو معاف فرمائے۔'' رحمتِ عالم ﷺ نے اُسے بھی معاف فرما دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد دو مشرکوں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ام ہانی رضی اللہ عنہا نے انہیں پناہ دے دی اور کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ام ہانی رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''میں نے دو آدمیوں کو پناہ دی ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔'' اور یوں دونوں مشرکوں کو جان کی امان مل گئی۔

فتح مکہ دراصل کسی ملک یا شہر کو فتح کرنے کا غزوہ نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرنے کا غزوہ تھا جس میں آپ ﷺ نے تمام چھوٹے بڑے مجرموں سے انتقام لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود یہ فرما کر سب کو معاف فرما دیا ﴿اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءَ﴾ ''جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو۔'' ساتھ ہی یہ اعلان عام فرما دیا ''جو شخص ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے، جو شخص مسجد حرام میں چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے، جو شخص

اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے قتل نہ کیا جائے، جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے، جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔''

سقوط مکہ کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے تھے۔ فضالہ بن عمیر نے آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہا لیکن ہمت نہ کر پایا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے پاس بلا کر اس کے ارادہ سے آگاہ فرمایا۔ قانون نافذ کرنے اور انتقام لینے پر پوری قدرت رکھنے کے باوجود آپ ﷺ نے اس سے کوئی مواخذہ نہ فرمایا۔ فضالہ بن عمیر نے آپ ﷺ کے عفوودرگزر سے متاثر ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی سرح کا خون بھی رسول اللہ ﷺ نے رائیگاں قرار دیا تھا، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی جان بخشی کی سفارش کر دی۔ آپ ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

مکی دور میں رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے چابی طلب کی، لیکن عثمان بن طلحہ نے آپ ﷺ کو چابی دینے سے انکار کر دیا۔ سقوط مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن طلحہ سے چابی لی اور بیت اللہ شریف کے اندر رکھے ہوئے بت گرائے، نماز ادا فرمائی، باہر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! بیت اللہ شریف کی چابی ہمیں عنایت فرما دیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟'' وہ حاضر ہوئے تو فرمایا ''عثمان یہ لو اپنی چابی، آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے۔'' عثمان بن طلحہ بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

غزوہ حنین میں چھ ہزار مشرک قیدی بن کر آئے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ان تمام قیدیوں کو بلا فدیہ ازراہِ احسان آزاد فرما دیا بلکہ ہر قیدی کو ایک ایک چادر ہدیہ کے طور پر عطا فرمائی۔

سیرتِ طیبہ کے مذکورہ بالا حقائق سے دو باتیں روز روشن کی طرح واضح ہیں:

اوّلاً: رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک واقعی بلا امتیاز ہر ایک کے لئے سر تا سر رحمت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ آپ ﷺ یقیناً ویسے ہی تھے۔

ثانیاً: یہ پروپیگنڈہ بالکل باطل اور غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف اور صرف اپنی اعلیٰ وارفع تعلیمات کے باعث پھیلا ہے۔

آخر میں ہم مذکورہ بالا نتائج کی روشنی میں اپنے قارئین کرام کی توجہ ایک انتہائی اہم سوال کی طرف مبذول کرانا چاہیں گے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے دس بیس نہیں سینکڑوں ایسی مثالیں مل جائیں گی کہ آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کو بڑی فراخدلی سے معاف فرمایا، لیکن آپ ﷺ کی 23 سالہ نبوت کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ ساری کی ساری 63 سالہ زندگی میں ڈھونڈنے سے بھی کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملے گی کہ آپ ﷺ نے کسی پر ظلم یا زیادتی کی ہو، کسی کو ناحق قتل کیا ہو یا کروایا ہو، کسی کو گالی دی ہو یا لعن طعن کیا ہو، حتی کہ کسی کو نازیبا یا ناشائستہ کلمہ کہا ہو، کسی سے بدتمیزی کی ہو یا کسی کا استہزاء کیا ہو۔

سوال یہ ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آج پوری غیر مسلم دنیا میں شور و غوغا برپا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ قاتل اور دہشت گرد تھے جبکہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح ساری دنیا کے سامنے موجود ہے؟

ہماری ناقص رائے میں اس کا ایک سبب تو وہی تعصب ، ضد اور ہٹ دھرمی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بھی موجود تھی اور غیر مسلم دانشوروں اور مستشرقین کی ایک بڑی تعداد اسی تعصب کے زیر اثر اپنی رائے قائم کرتی اور پھر اس کا پروپیگنڈہ کرتی ہے، لہٰذا اس کا کوئی حل نہ اس وقت تھا نہ آج ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں ایسی رائے قائم کرنے والوں نے سرے سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہی نہیں۔ ان کی رائے کا سبب مستشرقین کا جھوٹا اور غلط پروپیگنڈہ ہے اگر غیر مسلم براہ راست آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرلیں تو بلاشبہ ان کی اکثریت دائرہ اسلام میں داخل ہونے میں ہرگز تامل نہ کرے۔ عہد نبوی میں ہمیں کتنی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ تادیر کفار کے پروپیگنڈے سے متاثر رہنے والے لوگوں کو جب رسول اکرم ﷺ سے براہ راست گفتگو کا موقع ملا تو وہ آپ ﷺ کے کریمانہ اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور فوراً ایمان لے آئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ نائن الیون کے خود ساختہ ڈرامے کے بعد جب لوگوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں جاننے کا تجسس پیدا ہوا تو دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوگیا؟

ہمارا یہ موقف درست ہے تو پھر ہمیں اپنی اس غفلت اور کوتاہی کا اعتراف کرنا چاہیے کہ پیغمبر اسلام

ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی اشاعت کے سلسلہ میں جو کام مغرب میں ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہوا جس کی تلافی کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اہل علم اور اہل خیر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مغرب میں رائج تمام زبانوں میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر موجود چھوٹی بڑی کتب کے تراجم کرائیں اور وسیع پیمانے پر ان کی اشاعت کا اہتمام کریں۔ ہمیں امید واثق ہے کہ موجودہ صورت حال کو بدلنے میں ''سیرت النبی ﷺ'' کی وسیع پیمانے پر اشاعت بہت موثر ذریعہ ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ!

رحمۃ للعالمین ﷺ اور مغرب کا طوفان بدتمیزی:

کہا جاتا ہے کہ چودہ سو سال کی طویل مدت میں انسان نے ترقی کے بڑے مدارج طے کر لئے ہیں انسان کرہ ارضی سے نکل کر چاند اور تاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے آج کا انسان گزشتہ کل کے انسان کی نسبت بڑا مہذب اور روشن خیال بن چکا ہے۔ احترام آدمیت، حریت فکر اور حریت تحریر اس ترقی یافتہ دور کے سب سے بڑے تحفے ہیں، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ دین اور ایمان کے معاملے میں اس ترقی یافتہ دور کا ''مہذب انسان'' اس قدر متعصب ثابت ہوا ہے کہ آج بھی وہ اسی مقام پر کھڑا ہے جہاں چودہ سو سال پہلے کھڑا تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ دشمنی اور اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا جذبہ آج بھی کفار اور مشرکین میں اسی طرح من وعن موجود ہے جس طرح عہد نبوی ﷺ میں موجود تھا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① ڈنمارک کے اسلام دشمن وزیر اعظم کی اسلام دشمن بیوی (ملکہ ڈنمارک) نے اپنی سوانح حیات لکھی جو اپریل 2005ء میں طبع ہوئی جس میں اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے ''اسلام قتل وغارت گری کا مذہب ہے جو ایک ایسے (نعوذ باللہ) زانی، قاتل، لٹیرے، مجنون پیغمبر کی مجنونانہ باتوں کی پیروی کرتا ہے جس نے ایک دہشت ناک معبود بنالیا جس کا نام ''اللہ'' رکھا (نقلِ کفر، کفر نہ باشد) اپنی کتاب میں اس ملعونہ ملکہ نے اپنے ملک کے عوام کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ آیئے اسلام کے خلاف ہم اپنی مخالفت کھل کر ظاہر کریں۔''❶

② ستمبر 2005ء میں ڈنمارک کے یہودی اخبار ''یولانڈ پوسٹن'' نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں

❶ مجلہ الدعوۃ، لاہور، صفر 1427ھ، صفحہ 17 تا 18

انتہائی گستاخانہ اور توہین آمیز کارٹون شائع کئے۔ ایک کارٹون میں پیغمبر اسلام ﷺ کی پگڑی میں بم باندھا ہوا دکھایا گیا اور دوسرے میں اسلحہ کے ساتھ مردوں کے جھرمٹ میں کھڑا دکھایا گیا۔ ایک اور کارٹون میں آپ ﷺ کو بغل میں بم چھپائے دکھایا گیا اور اس کے نیچے ''دہشت گرد'' لکھا گیا۔ پوری دنیائے اسلام میں ان کارٹونوں کی شدید مذمت کے باوجود ڈنمارک کے کارٹونسٹ کرٹ ویسٹر گارڈ نے کہا کہ اسے یہ خاکے بنانے پر کوئی شرمندگی نہیں کیوں کہ اسلام دہشت گردی کا منبع ہے اور میں نے اپنے اس احساس کو خاکوں میں پیش کیا ہے۔ ڈنمارک کے اسلام دشمن وزیر اعظم نے بھی کہا کہ ان کے ملک نے کوئی جرم نہیں کیا اس لئے وہ ہرگز معافی نہیں مانگیں گے۔ ❶

③ ڈنمارک کے بعد ناروے، فرانس، جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، پرتگال، سپین اور سوئٹزرلینڈ کے اخباروں نے بھی یکے بعد دیگرے یہ خاکے شائع کئے۔ ❷ مغربی ممالک کے کم از کم 75 اخبارات نے یہ خاکے شائع کئے اور 200 ٹی وی سٹیشنوں نے نشر کئے۔

④ مسلم امۃ کے شدید احتجاج کے بعد برسلز میں یورپی یونین کے وزراء خارجہ کا تیسرا اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں شرکاء اجلاس نے امت مسلمہ سے معافی مانگنے کا مطالبہ مسترد کر دیا۔ ❸

⑤ امریکی صدر بش نے مسلمانوں کے احتجاج کو نظر انداز کرتے ہوئے توہین آمیز خاکوں کے معاملے میں ڈنمارک کے وزیر اعظم کے ساتھ ٹیلیفون پر یکجہتی کا اظہار کیا۔ ❹

⑥ برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے بھی توہین آمیز خاکوں پر ڈنمارک کے وزیر اعظم کو فون کر کے اظہار یکجہتی کیا۔ ❺

⑦ اٹلی کے وزیر رابرٹو کالا پرولی نے توہین آمیز خاکوں والی قمیص سر عام پہنی اور اس پر فخر کا اظہار کیا۔ ❻

---

❶ مجلہ الدعوۃ، لاہور، صفر 1427ھ، صفحہ 17 تا 18

❷ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 8 مارچ 2006ء

❸ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 15 فروری 2006ء

❹ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 8 مارچ 2006ء

❺ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 24 فروری 2006ء

❻ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 8 مارچ 2006ء

⑧ ستمبر 2005ء کے بعد اوائل 2006ء میں ڈنمارک کے اخبارات نے دوبارہ توہین آمیز خاکے شائع کیے جس پر ڈنمارک کے وزیراعظم نے بڑے تکبر سے یہ بیان دیا ”مجھ سمیت ڈنمارک کے بہت سے لوگ ان خاکوں کو جارحانہ نہیں سمجھتے اگر مسلمان انہیں جارحانہ سمجھتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کے سامنے جھک جائیں۔ ❶

⑨ کمال اتاترک کی تعریف میں رطب اللسان آر ایم سی آرم اسٹارنگ نے یہ ہرزہ سرائی کی ہے: ”اسلام کیا ہے؟ ایک بداخلاق بدو (معاذ اللہ) کا گھڑا ہوا فلسفہ ہے جو خانہ بدوش صحرانشینوں کے کام تو آ سکتا ہے لیکن جدید ترقی پسند مملکت کے لئے بے کار ہے۔“❷

⑩ عیسائیوں کے عالمی مذہبی رہنما پاپائے روم بینی ڈکٹ نے 12 ستمبر 2006ء کو جرمنی کی ایک یونیورسٹی میں طلباء سے اپنے ابلیسانہ خطاب میں کہا: ”اسلامی تعلیمات میں جہاد کا تصور مقاصد خداوندی کے خلاف ہے اور اشاعتِ اسلام تشدد اور تلوار کی مرہون منت ہے مسلمانوں کو اس تاریکی سے نکلنا چاہیے مجھے دکھاؤ کہ محمد ﷺ نے کونسی نئی بات پیش کی ہے صرف بری باتیں اور غیر انسانی باتیں ہی ان کی تعلیمات میں ملیں گی۔“❸

⑪ اکتوبر 2002ء میں نائجیریا کی حکومت نے اپنے ملک میں عالمی مقابلہ حسن منعقد کرنے کی اجازت دی تو وہاں کے غیرت مند مسلمانون نے شدید احتجاج کیا جس پر ایک مقامی عیسائی اخبار "This Day" (آج کے روز) کی ایک ملعونہ صحافی ”ازومہ ڈینیل“ نے مسلمانوں کے احتجاج کا نہ صرف مذاق اڑایا بلکہ زبان طعن دراز کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں یہاں تک لکھ ڈالا ”اگر پیغمبر اسلام ﷺ اس مقابلے میں شریک ہوتے تو شاید اس مقابلے میں شریک ہونے والی خواتین میں سے کسی ایک سے شادی کر لیتے۔“❹

⑫ نیو جرسی شہر (امریکہ) کے میئر نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا

---

❶ روزنامہ اسلام، لاہور، یکم ستمبر 2006ء
❷ نصاریٰ صلیبیں، از مریم خنساء ہناد، صفحہ نمبر 31 تا 31
❸ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، 13 تا 19 اکتوبر 2006ء
❹ BBCurdu.com، بحوالہ مجلہ الدعوۃ، لاہور، جنوری 2003ء

''حضرت محمد ﷺ قاتل تھے اور قرآن قتل وغارت سکھاتا ہے۔'' ❶

⑬ ہالینڈ میں ''محمد'' کا لفظ قاتل کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ❷

⑭ امریکی پادری جیری فال نے رسول اکرم ﷺ کی شانِ مبارک میں گستاخی کرتے ہوئے یہ ہرزہ سرائی کی ہے ''میرا خیال ہے کہ محمد دہشت گرد تھا میں نے مسلمانوں کا لکھا بہت کچھ پڑھا ہے وہ ایک پُرتشدّد اور جنگ کا آدمی تھا میری رائے میں مسیح نے محبت کی مثال قائم کی اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا لیکن محمد ﷺ نے بالکل اس کے برعکس کیا۔'' ❸

⑮ یہود ونصاریٰ کی شانِ رسالت میں یہ ہرزہ سرائی اور گستاخیاں قطعاً نئی نہیں ہیں بلکہ ایک تسلسل ہے جو چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے مسلمانوں نے سسلی (یورپ کا ایک ملک) پر 264 سال حکومت کی اور عیسائی رعایا سے بہترین سلوک کیا لیکن جب عیسائی حکمران بنے تو راجر اول نے سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ کو حکماً روک دیا۔ مسلمانوں کو ملازمتوں سے نکالا ان کی جائیدادیں چھین لیں گھر جلا دیئے اذان اور نماز جمعہ پر پابندی لگا دی اور ساتھ یہ حکم دیا کہ ہر محفل میں محمد ﷺ کو گالیاں دی جائیں۔ ❹

⑯ ''تاریخ ادب عربی'' کے مصنف نکلسن نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اپنی کتاب میں جابجا ابلیسی اقوال نقل کئے ہیں مثلاً محمد بت پرستی کیا کرتے تھے، گو محمد نے شاعر ہونے سے انکار کیا تھا لیکن یہ محض بہانے بازی تھی وہ شاعروں جیسا ہی تھا۔ محمد کا قرآن مبہم، بورنگ، ڈل اور بائبل کے مقابلہ میں گھٹیا ہے۔ محمد کے تصور جنت اور جہنم میں کوئی چیز روحانی نہیں اسکی جنت عیاشی کا ایک شاندار باغ ہے جہاں متقی ٹھنڈے سایوں میں آرام کریں گے شراب پئیں گے اور سیاہ چشم حوروں سے لطف اندوز ہوں گے اس جنت کا مقصد اپنے سامعین کو ورغلانا اور یہ بتانا تھا کہ اسلام لانے کے بعد وہ شراب سے محروم نہیں ہوں گے بلکہ یہی چیز انہیں جنت میں ملے گی۔ محمد نے جنت کا تصور غالباً عربوں کی

---

❶ ہفت روزہ ضرب مومن، لاہور 25 تا 31 جولائی 2003ء

❷ ہفت روزہ غزوہ، لاہور 18 تا 24 جولائی 2005ء

❸ ہفت روزہ غزوہ، لاہور اکتوبر 2002ء

❹ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ 89

محافل شراب ہی سے لیا تھا جنت کا یہ عیاشانہ تصور محمد کے ذاتی کردار کی بھی غمازی کرتا ہے۔❶

⑰ 1924ء میں ہندوستان میں ایک ملعون ہندو نے توہینِ رسالت کا ارتکاب کرتے ہوئے انتہائی دل آزار کتاب ''رنگیلا رسول'' لکھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس دل آزار کتاب کی طباعت پر جب شدید ردعمل ظاہر کیا تو ہندوستان کے متعصب ہندو اخبارات رنگیلا رسول کے مؤلف کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ دہلی کے معروف روزنامہ پرتاپ نے اداریہ لکھا ''ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اس کتاب کا طرز تحریر ایسا شریفانہ اور معقول ہے کہ کسی بے تعصب شخص کو اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔''❷

⑱ جس طرح آج ''مہذب'' مغربی اقوام ہتک آمیز خاکوں کے حق میں دلائل گھڑ رہے ہیں اسی طرح آج سے 80 سال قبل ہندوؤں نے بھی اس دل آزار کتاب کے حق میں ایسے ہی دلائل پیش کئے۔ ایک متعصب ہندو نے ''رنگیلا رسول'' کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ''اگر بدھ، عیسیٰ، نانک اور دیانند پر نکتہ چینی کی جاسکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ محمد (ﷺ) اس سے بالاتر ہو کوئی بھی ہندو یا آریہ حضرت کے متعلق کسی قسم کی بے ادبی اپنے ذہن میں نہیں لاسکتا۔ ہاں وہ اس اصول کے لئے لڑیں گے کہ حضرت کی زندگی نکتہ چینی سے بالاتر نہیں، مسلمانوں کا کوئی حق نہیں کہ جب کبھی غیر مسلم اس مضمون پر قلم اٹھائے تو وہ آپے سے باہر ہو کر اسے کچلنے کی کوشش کریں۔''❸

توہینِ رسالت کے معاملے میں جس طرح آج ساری دنیا کے کافر متحد ہو گئے ہیں اسی طرح اس وقت ہندوستان کے سارے کافر بھی فوراً ملتِ واحدہ بن گئے تھے۔

⑲ چند سال قبل یہود و ہنود کی ایک مشترکہ تنظیم نے انٹرنیٹ پر ''قرآن...... آخری سچائی'' کے عنوان سے قرآن مجید پر بعض اعتراضات کئے۔ قرآن مجید پر اعتراض کے بعد رسول اکرم ﷺ کے بارے

---

❶ ایک عیسائی یا یہودی کا پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں اس طرح کے ابلیسی اقوال لکھنا اتنا بڑا المیہ نہیں ہے جتنا بڑا المیہ یہ ہے کہ ملعون نکلسن کی یہ کتاب وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جامعات میں بی اے آنرز اور ایم اے عربی کے سلیبس میں طویل مدت تک پڑھائی جاتی رہی ہے ملاحظہ ہو یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، صفحہ نمبر 31 تا 32، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز 1964

❷ روزنامہ پرتاپ، 26 جون 1924ء، بحوالہ مقدس رسولؐ، ص 34

❸ روزنامہ پرتاپ، دہلی، 12 جولائی 1924ء، بحوالہ مقدس رسول، ص 34

میں انتہائی ہتک آمیز اور گندی زبان استعمال کی گئی مثلاً لکھا گیا ہے کہ "قرآن مجید میں اللہ کے لئے بعض جگہ "میں" کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اور بعض جگہ "ہم" کی ضمیر استعمال ہوئی۔ ضمیروں کا یہ تضاد ظاہر کرتا ہے کہ محمد (ﷺ) نے شیطانی مقاصد کے حصول کے لئے یہودیت، عیسائیت اور ہندوازم کی مقدس کتب کے مضامین کو بڑی مکاری اور عیاری سے مسخ کر کے قرآن بنا کر پیش کیا ہے۔" ❶

(21) ایک اور جگہ تبصرہ کیا گیا ہے "قرآن میں تضادات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسے کسی منتشر خیال اور وساوس کا شکار دغاباز انسان نے مرتب کیا ہے یا پھر بہت سے مختلف الخیال انسانوں نے اسے مرتب کیا ہے۔" ❷

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے بارے میں گستاخیاں اور ہرزہ سرائیاں کسی فردِ واحد کی سوچ نہیں بلکہ مشرق و مغرب کے تمام کفار کی اجتماعی سوچ ہے اور یہ طوفان بدتمیزی کوئی نیا بھی نہیں بلکہ گزشتہ چودہ سو سال کا تسلسل ہے۔

پتلون، شرٹ اور نکٹائی کے لبادے میں چلتے پھرتے بش، بلیئر، رچرڈ، شیرون، پوٹن، بینی ڈکٹ اور آندرز فوگ رسموسن درحقیقت ابوجہل، ابولہب، عتبہ بن ابی معیط، عقبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، نضر بن حارث اور حیی بن اخطب ہی تو ہیں اور کون ہیں؟

اسلام دشمنی کا اصل سبب کیا ہے؟

عہدِ رسالت پر ایک نظر دوڑائیں تو یہ سمجھنے میں قطعاً کوئی دقت پیش نہیں آتی کہ عقیدۂ توحید کی دعوت اس قدر سیدھی، صاف اور دل میں اتر جانے والی دعوت ہے کہ ہر قلبِ سلیم رکھنے والا شخص اسے فوراً قبول کر لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ قرآن مجید کا انداز بیان اس قدر موثر اور شیریں ہے کہ اس کے اندر لوگوں کے دل و دماغ کو مسخر کرنے کی بے پناہ قوت ہے۔ مکی زندگی میں مشرکین کے شدید مظالم کی وجہ سے اسلام قبول کرنا گویا اپنی موت کو دعوت دینا تھا، لیکن اس کے باوجود جو شخص ایک دفعہ عقیدۂ توحید

---

❶ http://www.flex.com/~jai/scityamevajayate/koran.htn

❷ http://www.flex.com/~jai/scityamevajayate/koran.htn

سمجھ لیتا اور قرآن مجید کی آیات سن لیتا وہ ہر طرح کا خطرہ مول لے کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔ مشرکین مکہ کی مخالفت، استہزاء، بدترین جسمانی اور ذہنی تشدد میں سے کوئی بھی ہتھکنڈہ لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے نہ روک سکا۔ البتہ مشرکین کے ان مظالم کا یہ اثر ضرور ہوا کہ لوگوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی رفتار کم رہی، لیکن صلح حدیبیہ میں جب یہ بات طے کر دی گئی کہ جو (فرد) یا قبیلہ مسلمانوں سے ملنا چاہے یا قریش مکہ سے ملنا چاہے اسے پوری آزادی ہوگی تب اس معاہدے کے بعد لوگوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی رفتار میں حیرت انگیز حد تک اضافہ ہو گیا۔ صلح حدیبیہ سے قبل اور بعد لوگوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی رفتار کا اندازہ درج ذیل اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے:

ہجرت مدینہ سے قبل مسلمانوں کی کم و بیش تعداد [1]	=	300
11 نبوت میں مدنی مسلمانوں کی تعداد	=	6
بیعت عقبہ اولیٰ (12 نبوت) میں مدنی مسلمانوں کی تعداد	=	12
بیعت عقبہ ثانی (13 نبوت) میں مدنی مسلمانوں کی تعداد	=	72
غزوہ بدر (2ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	313
غزوہ احد (3ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد [2]	=	700
غزوہ احزاب (5ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	1000
غزوہ حدیبیہ (6ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	1400
غزوہ خیبر (7ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	1400

[1] ہجرت مدینہ سے قبل مسلمانوں نے دو دفعہ حبشہ ہجرت کی۔ پہلی دفعہ 16 افراد (12 مرد اور 4 عورتیں) دوسری مرتبہ 101 افراد (82 مرد اور 19 عورتیں) ہجرت میں شامل تھے جن کی کل تعداد 117 بنتی ہے۔ اغلب گمان یہ ہے کہ کم و بیش اتنے ہی مسلمان مکہ میں باقی رہ گئے ہوں گے۔ اس بناء پر ہم نے ہجرت سے قبل مکی مسلمانوں کی تعداد کم و بیش 300 لکھی ہے۔ قاضی محمد سلمان منصور پوری رحمہ اللہ نے ہجرت سے قبل مسلمانوں کی تعداد ''چند سینکڑے'' لکھی ہے جبکہ نعیم صدیقی رحمہ اللہ نے یہ تعداد ''تین صد سے کم نہ ہوں گے۔'' لکھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

[2] اسلامی لشکر مدینہ سے ایک ہزار کی تعداد میں نکلا تھا، لیکن مقام ''شوط'' پر پہنچ کر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت الگ ہو کر واپس چلا گیا تھا۔

مدت				تعداد
①	مکی	13 سال	=	300
②	مدنی	2 سال (غزوہ بدر)	=	313
③	مدنی	3 سال (غزوہ اُحد)	=	700
④	مدنی	5 سال (غزوہ احزاب)	=	1000
⑤	مدنی	6 سال (غزوہ حدیبیہ)	=	1400
⑥	مدنی	7 سال (غزوہ خیبر)	=	1400
⑦	مدنی	8 سال (غزوہ مکہ)	=	10,000
⑧	مدنی	9 سال (غزوہ تبوک)	=	30,000
⑨	مدنی	10 سال (حجۃ الوداع)	=	1,24,000

صلح حدیبیہ (6 ہجری) سے پہلے اور بعد لوگوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی رفتار
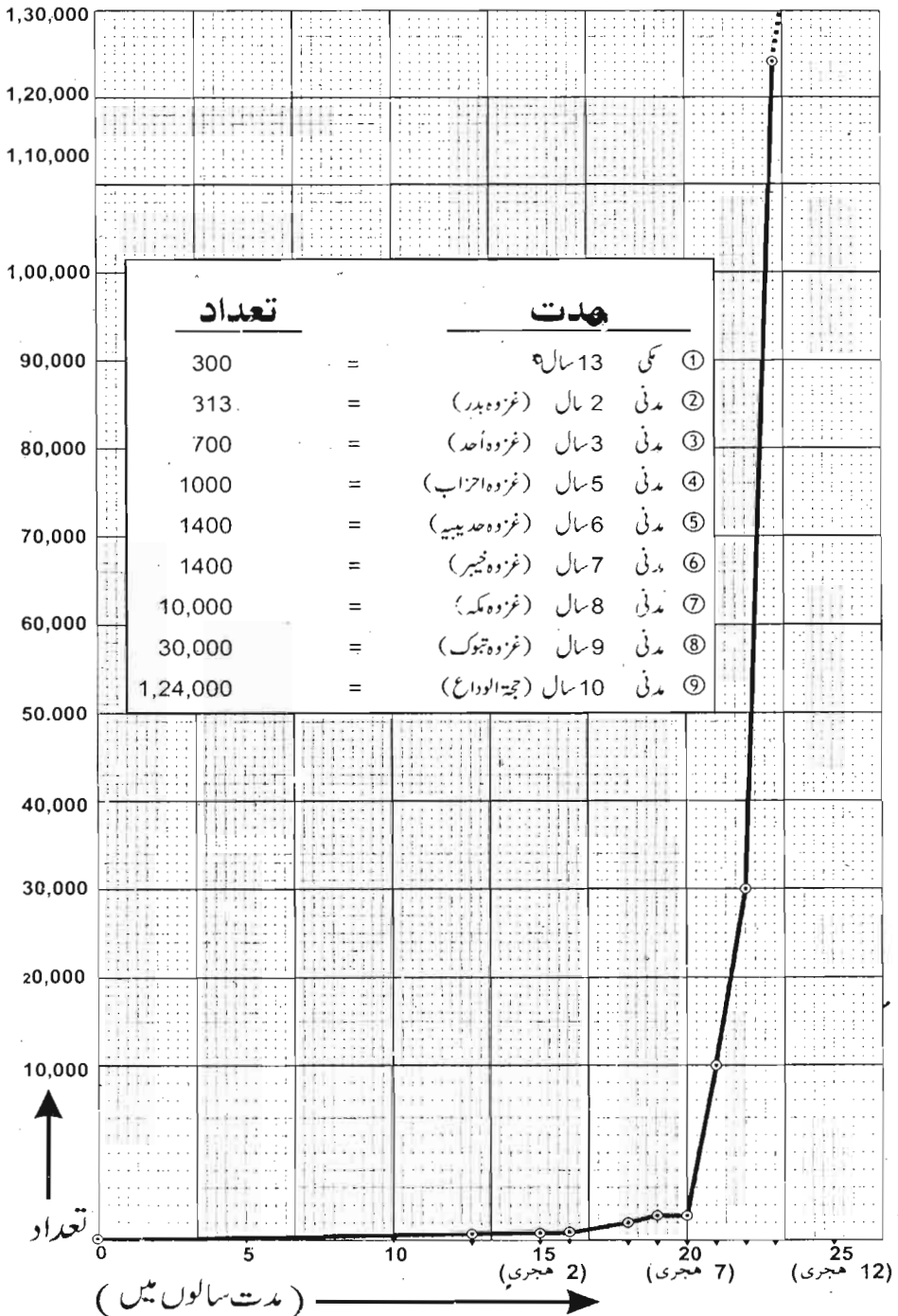
غزوہ مکہ (8ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	10,000
غزوہ تبوک (9ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	30,000
حجۃ الوداع (10ھ) میں اسلامی لشکر کی تعداد	=	1,24,000

غور فرمائیے! صلح حدیبیہ سے قبل 19 سالوں میں اسلامی لشکر کی زیادہ سے زیادہ تعداد 1400 تک رہی جبکہ صلح حدیبیہ کے بعد صرف 4 سالوں میں یہ تعداد 1400 سے بڑھ کر ایک لاکھ 24 ہزار تک پہنچ گئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو زمانہ امن میں آزادی کے ساتھ پھلنے پھولنے کے مواقع میسر آجائیں تو یہ چند سالوں میں دنیا کا اکثریتی مذہب بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد حکومت میں فتوحات کی نسبت اشاعت اسلام پر زیادہ توجہ دی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی سلطنت میں ذمی اس کثرت سے مسلمان ہونے لگے کہ جزیہ کی آمدنی گھٹ گئی اور سرکاری عمال کو باقاعدہ امیر المؤمنین سے شکایت کرنا پڑی جس کے جواب میں امیر المؤمنین نے فرمایا ''اللہ کے رسول ﷺ ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے، تحصیلدار بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ سارے ذمی مسلمان ہوجائیں اور ہم سب کاشتکار بن جائیں، اپنے ہاتھوں سے کمائیں اور کھائیں۔''[1] یہ ہے وہ خوف جو کفار کو ہر زمانے میں کھائے جارہا ہے۔ آج بھی کفار نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا نہ ختم ہونے والا جو منظم سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس کا واحد سبب یہی ہے کہ کفار کو نہ صرف مشرق و مغرب کے آخری کناروں تک اسلام پھیلتا نظر آرہا ہے بلکہ خود ان کے اپنے ممالک میں اسلامی تحریکیں اس تیزی اور قوت سے پھیل رہی ہیں کہ دن رات ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے تھے۔ حقائق پر مشتمل چند خبریں ملاحظہ ہوں:

① برطانوی روزنامہ سنڈے ٹائمز کے مطابق بی بی سی کے ایک سابق ڈائریکٹر جنرل لارڈ برٹ کے بیٹے نے گزشتہ ہفتے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور اپنا اسلامی نام یحییٰ برٹ رکھا ہے۔ یحییٰ برٹ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا ہے۔ یحییٰ نے پہلی بار برطانیہ میں ٹھوس شواہد پر مبنی اعداد و شمار بھی پیش کئے اور ثابت کیا۔ ہے کہ برطانوی اشرافیہ کی بعض اہم شخصیات سمیت 14 ہزار سے زائد سفید فام انگریز عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ سنڈے ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق

---

[1] تاریخ اسلام، از شاہ معین الدین احمد ندوی رحمہ اللہ، حصہ دوم، ص 236

اسلام قبول کرنے والوں میں ایک سابق وزیراعظم ہربرٹ اسکیوتھ کی پوتی ایما کلارک سمیت بڑے بڑے جاگیردار اور برطانوی اسٹیبلشمنٹ کے سینئر عہدیداروں کی اولادیں اور دیگر اہم شخصیات شامل ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ انگریزوں کی اکثریت ایک نومسلم برطانوی سفارت کار چارلس لی گیٹن کی اسلامی تحریروں سے متاثر ہوکر مسلمان ہوئی ہے۔ مسلم کونسل آف برطانیہ نے برطانیہ کے سابق وزیر صحت فرنیک ڈوبسن کے مسلمان بیٹے احمد ڈوب کو تنظیم کی کونسل سازی کی کمیٹی میں شامل کر لیا ہے جبکہ ایما کلارک سرے کاونٹی (شہر کا نام) میں ایک مسجد سے متصل باغ تعمیر کروا رہی ہیں جہاں مسلمانوں کے اجتماعات ہوا کریں گے۔ برطانیہ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے باعث ملکہ برطانیہ نے بکنگھم پیلس کے مسلمان ملازمین کے لئے ایک نئے نظام کی منظوری دی ہے جس کے تحت نماز جمعہ کے لئے اوقاتِ کار میں وقفہ دیا جائے گا۔ [1]

② جدہ سے شائع ہونے والے جریدے ''حج وعمرہ'' کی رپورٹ کے مطابق اسلامک فاؤنڈیشن برطانیہ کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمد مناظر احسن نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ 11 ستمبر کے بعد برطانیہ میں قرآن مجید کی فروخت سات گنا بڑھ گئی ہے۔ قبول اسلام کی شرح میں 5 تا 10 فیصد اضافہ ہوا۔ 11 ستمبر سے پہلے اور بعد اب تک نومسلموں کی تعداد 3 ہزار کے قریب ہے جن میں سے 30 فیصد کا تعلق اعلیٰ اور بااثر گھرانوں سے ہے۔ نومسلموں میں خواتین کی شرح مردوں سے دگنی ہے جبکہ امریکہ میں یہ شرح ایک اور چار ہے۔'' دوماہی برطانوی جریدہ ''ایمل'' کی مدیرہ سارہ جوزف کے مطابق 2020ء میں عملاً برطانیہ کا سب سے بڑا مذہب اسلام ہوگا۔ [2]

③ ممتاز امریکی جریدہ کرسچین سائنس مانیٹر (27 دسمبر 2005ء) کی تجزیاتی رپورٹ کے مطابق 11 ستمبر کے بعد اسلام کے بارے میں ابھرنے والے تجسس کی بناء پر اسلام کا پیغام زیادہ سے زیادہ یورپی باشندوں کو اپیل کرنے کا باعث بن گیا ہے۔ مبصرین کا اندازہ ہے کہ ہر سال کئی ہزار مرد و خواتین اسلام قبول کرتے ہیں۔ [3]

---

[1] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 4 مارچ 2004ء

[2] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 11 اگست 2004ء

[3] مجلۃ الدعوۃ، لاہور، محرم الحرام 1427ھ

④ ''دی نیوز'' مورخہ 23 جنوری 2006ء کی رپورٹ کے مطابق فرانس میں ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر رہے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر اس کا اظہار یا اقرار نہیں کر پاتے چونکہ وہ خوف محسوس کرتے ہیں کہ لوگ انہیں تعصب کی نگاہ سے دیکھیں گے یا وہ انتہا پسند یا دہشت گرد سمجھے جائیں گے یہی وجہ ہے کہ فرانس کی فٹ بال ٹیم کے سپر سٹار ''نکولیس ایشکا'' نے چار سال بعد اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ [1]

⑤ امریکہ میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ ہے جن میں ہر سال 20 ہزار نومسلموں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ [2]

⑥ فرانس کے سابق وزیر داخلہ اور موجودہ وزیر خزانہ نکولس سرکوزی نے امریکن ہفت روزہ ''دی اکانومسٹ'' کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں اس بات کو پسند کروں یا نہ کروں مگر حقیقت ہے کہ فرانس میں عیسائیت کے بعد اسلام دوسرا سب سے بڑا مذہب بن چکا ہے۔ [3] یاد رہے کہ اس وقت فرانس میں چار ہزار مساجد شمار کی جا چکی ہیں۔

⑦ الجیریا کے رکن پارلیمنٹ حسن اریبی، جنہوں نے امریکہ سے گفت وشنید کے ذریعہ گوانتانا موبے سے 18 قیدیوں کو چھڑایا ہے، نے قاہرہ میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ امریکہ کے بدنام زمانہ قید خانہ گوانتانا موبے میں قید مجاہدین کی تبلیغ سے متعدد امریکی کمانڈوز نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ کمانڈوز مجاہدین کی حفاظت پر متعین تھے۔ [4]

⑧ اسلامی سکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک نے الریاض کے شاہ فہد ثقافتی مرکز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغربی میڈیا اسلام کو جس قدر بدنام کرنے اور دبانے کی کوشش کر رہا ہے اسلام اسی قدر تیزی سے پھیل رہا ہے۔ 11 ستمبر کے حملوں کے بعد عیسائیت کے فروغ میں 47 فیصد جبکہ اسلام کے فروغ

---

[1] مجلہ الدعوۃ، لاہور، محرم الحرام 1427ھ

[2] نوائے وقت، کراچی، 7 فروری 2005ء

[3] ترجمان القرآن، جولائی 2007ء

[4] ہفت روزہ ... ، لاہور، 3-10 اکتوبر 2003ھ

میں 235 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ❶

⑨ ہوائی یونیورسٹی امریکہ کے پروفیسر ڈاکٹر وسیم صدیقی نے لاہور میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ امریکہ میں جتنی اسلامی کتب نائن الیون کے بعد شائع ہوئی ہیں اس سے پہلے کبھی منظر عام پر نہیں آئی تھیں۔ ❷

⑩ ڈچ اسلامک سنٹر کے اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ تین برسوں میں دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں دس گنا اضافہ ہوا ہے۔ نیون ہیچ کالج کیمبرج کی 30 سالہ گریجوایٹ لیوشی بشمل میتھیوز نے اسلام کا مطالعہ بدنیتی سے شروع کیا، لیکن بعد میں وہ اس قدر متاثر ہوئی کہ خود اسلام قبول کرلیا۔ ❸

⑪ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اوکائیوزان جرمنی کے ڈائریکٹر سلیم عبداللہ نے ایک جرمن اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ امسال (2005ء) جرمنی میں ایک ہزار افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں 60 فیصد تعداد خواتین پر مشتمل ہے جن کی اکثریت یونیورسٹیوں کی فارغ التحصیل ہے۔ ❹

⑫ ڈنمارک کے معروف اسلامی ریسرچ اسکالر یورجن ہاک لیمونس کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال ستمبر 2005ء میں پیغمبر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کے بعد ڈنمارک میں قرآن مجید کے مطالعہ کا رجحان بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ڈینش باشندوں کی اکثریت اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی خواہشمند ہے۔ ایک مقامی اخبار کی رپورٹ کے مطابق ایک ماہ میں ڈینش زبان میں ترجمے والے پانچ ہزار قرآن مجید کے نسخے فروخت ہوئے۔ ❺

---

❶ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 29 اکتوبر-4 نومبر 2004ھ

❷ اردو ڈائجسٹ، مارچ 2006ھ

❸ سہ روزہ دعوت، دہلی، 10 اپریل 2004ھ

❹ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 23-29 دسمبر 2005ھ

❺ اردو نیوز، 22 دسمبر 2006ھ

⑬ سنٹر فار سٹریٹجک اینڈ انٹرنیشنل سٹڈیز کی رپورٹ کے مطابق یورپ کی 45 کروڑ کی آبادی میں مسلمانوں کی تعداد 2 کروڑ ہے۔ گزشتہ دس برسوں کے دوران مسلمانوں کی تعداد میں دس گنا اضافہ ہوا ہے۔ مغربی یورپ کے ملکوں میں ہر سال دس لاکھ نئے تارکین وطن آتے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ 2050ء تک ہر پانچواں یورپی باشندہ مسلمان ہوگا۔ [1] یاد رہے کہ ترکی گزشتہ نصف صدی سے یورپ میں شامل ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، لیکن مسلمانوں کی یورپ میں تیزی سے بڑھتی ہوئی تعداد سے خائف عیسائی کسی قیمت پر یکدم سات کروڑ مسلمانوں کے یورپ میں اضافہ کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں۔

⑭ اٹلی کی مصنفہ ماریانہ فلالی نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر اپنی پریشانی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے: ''مسلمانوں کی شرح پیدائش میں اضافہ [2] سے یورپ مسلمان ریاست میں تبدیل ہو رہا

---

[1] ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 29 جولائی تا 14 اگست 2005ء

[2] مسلمانوں کی شرح پیدائش میں اضافہ اور اس کے مقابلے میں غیر مسلموں کی شرح پیدائش میں زبردست کمی، یہ دوسرا خوف ہے جو غیر مسلم دانشوروں کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ دراصل اباحیت پسند... جنسی آوارگی کے جس تباہ کن راستے پر مغرب برسوں سے چل رہا تھا آج اس کے خطرناک نتائج ننگی تلوار بن کر پورے مغربی معاشرے پر لٹک رہے ہیں۔ مغرب کی جنسی بے راہ روی نے نہ صرف مغرب کے خاندانی نظام کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے بلکہ شرح پیدائش میں اس حد تک کمی کر دی ہے کہ اب پورا مغرب مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی شرح پیدائش سے لرزہ براندام ہے۔

1992ء-1996ء میں ریپبلکن پارٹی کے صدارتی امیدوار پیٹرک جے بچانن نے حال ہی میں ایک کتاب ''The Death Of The West'' (مغرب کی موت) لکھی ہے جس میں دیئے گئے اعداد و شمار نے پورے مغرب کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ آپ بھی یہ اعداد و شمار ملاحظہ فرمائیں۔

① جرمنی میں گزشتہ دس سال سے شرح پیدائش میں جس رفتار سے کمی واقع ہو رہی ہے اگر یہی شرح برقرار رہی تو 2050ء تک [illegible] 30 لاکھ جرمن صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہوں گے۔ جرمنی کی موجودہ آبادی 8 کروڑ ہے جو گھٹ کر 5 کروڑ 70 لاکھ رہ جائے گی۔

② اٹلی کی آبادی 5 کروڑ 80 لاکھ ہے۔ شرح پیدائش میں کمی کے باعث 2050ء تک یہ آبادی 4 کروڑ 10 لاکھ رہ جائے گی۔ چند نسلیں مزید گزرنے کے بعد اٹلی کا ذکر ایک معدوم ریاست کے طور پر کیا جائے گا۔

③ روس میں شرح اموات، شرح پیدائش کی نسبت 70 فیصد زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے 2050ء تک روس کی آبادی 14 کروڑ 70 لاکھ سے گھٹ کر 11 کروڑ 40 لاکھ رہ جائے گی۔

ہے۔"❶

⑮ برطانوی خاتون صحافی ریڈلی کے قبول اسلام کا واقعہ پورے یورپ کے لئے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ ریڈلی نے اپنے ایک انٹرویو میں یہ کہا ہے کہ "اگرچہ نائن الیون کا واقعہ مسلمانوں کو رگیدنے کے لئے ایک لاٹھی کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، تاہم اس کے نتیجہ میں ایک حیرت انگیز بات یہ ہوئی ہے کہ مجھ جیسے کم علم لوگوں نے اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کے لئے قرآن اور دیگر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ شروع کردیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب اسلام دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا ہے۔ خود برطانیہ میں 11 ستمبر کے بعد سے اب تک کوئی 14 ہزار افراد اسلام قبول کر چکے ہیں اور بہت سے مسلمان اپنے ایمان کو از سر نو تازگی بخشنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔"❷

⑯ 2004ء میں سعودی حکومت نے لندن میں یورپ کا سب سے بڑا اسلامی مرکز تعمیر کروایا۔❸

...... 1.66 بچہ فی عورت ہے۔ 21ویں صدی کے آخر تک انگریز قوم اپنے ہی وطن برطانیہ عظمیٰ میں اقلیت بن کر رہ جائے گی۔ یاد رہے اس وقت لندن میں مختلف نسلوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد 40 فیصد ہے۔

⑤ اسپین میں شرح پیدائش سب سے کم ہے۔ 1950ء میں اسپین کی آبادی مراکش سے 3 گنا زیادہ تھی۔ 2050ء میں مراکش کی آبادی اسپین سے 3 گنا زیادہ ہو جائے گی۔ اسپین اور مراکش کے درمیان صرف آبنائے جبل الطارق کی رکاوٹ ہے۔ (مسلمان ملک) مراکش کی بڑھتی ہوئی آبادی نہ جانے کس وقت اسپین کو اپنا غلام بنا لے۔

⑥ 1960ء میں امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا اور یورپ کی مجموئی آبادی 75 کروڑ تھی، تب ساری دنیا کی آبادی 3 ارب تھی۔ آج 2000ء میں دنیا کی آبادی 3 ارب سے بڑھ کر 6 ارب ہو چکی ہے، لیکن یورپ کی آبادی آج بھی اتنی ہی ہے۔ گویا اس کی شرح پیدائش مکمل طور پر رک چکی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یورپی نسل جو 1960ء میں دنیا کی آبادی کا چوتھا حصہ تھی 2000ء میں دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ رہ گئی۔ 2050ء میں وہ دنیا کی آبادی کا صرف 10 واں حصہ رہ جائے گی۔

یہ اعداد و شمار پیش کرنے کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ دنیا کے 20 ممالک میں شرح پیدائش سب سے کم ہے۔ ان 20 ممالک میں سے 18 ممالک یورپ میں ہیں۔ اگر یورپ نے شرح پیدائش میں کمی کا حل نہ نکالا تو مستقبل میں یورپین نسل بالکل ختم ہو جائے گی۔ (ترجمان القرآن، لاہور، اگست 2007ء) ------ حقیقت یہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے سارے نظام ایک ایک کر کے ناکام ہو چکے ہیں۔ اگر دنیا کو واقعی امن و سلامتی کے ساتھ بنی نوع انسان کی بقا مطلوب ہے تو پھر اسے چارو ناچار اسلام کو بطور نظام حیات اپنانا ہی پڑے گا اس کے علاوہ اب کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں۔

❶ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 29 جولائی تا 14 اگست 2005ء

❷ ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، جولائی 2004ء

❸ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 11 اگست 2004ء

مغرب کے طبقہ اشرافیہ میں اسلام کے بڑھتے ہوئے رجحان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حال ہی میں ایک نومسلم امریکی کانگریس کا رکن منتخب ہوا ہے جس نے بائبل کے بجائے قرآن مجید پر حلف اٹھانے کا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اسی طرح فرانس میں پہلی بار ایک مسلمان خاتون کو کابینہ میں شامل کیا گیا ہے۔ [1]

حقیقت یہ ہے کہ آج امریکہ اور یورپ کا کوئی بڑا شہر ایسا نہیں جس میں مساجد اور اسلامی مراکز قائم نہ ہوں یا اسلام کی دعوت اور تبلیغ کا کام نہ ہو رہا ہو۔ امریکہ اور یورپ میں تیزی سے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اسلام کی تیز رفتار اشاعت نے کفار کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ یہ ہے اصل سبب کفار کی اسلام دشمنی کا جسے کبھی وہ ''دہشت گردی'' کا افسانہ تراش کر، کبھی انتہائی پسندی کا الزام لگا کر، کبھی بنیاد پرستی کا طعنہ دے کر اور کبھی ''امن عالم'' کا شور مچا کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا اظہار کرنے میں یورپی اور امریکی تھنک ٹینکوں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔

سوئٹزرلینڈ کے ایک ممبر پارلیمنٹ الرخ شولر نے شریعت اسلامیہ کو ایک بڑا خطرہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام ایک مذہب نہیں بلکہ نظریۂ حیات ہے جس کا اپنا ایک قانون ہے جس کو شریعت کہتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے اس کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے اگر یہ کام سیاست دانوں نے نہ کیا تو عوام کریں گے۔ ہمیں مساجد سے کوئی تعرض نہیں لیکن مینار ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ایک سیاسی قوت کی علامت ہے اور یورپ میں کوئی دوسری سیاسی قوت ابھرے اور اس کو عروج حاصل ہو یہ ناقابل برداشت ہے۔ شولر نے عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں دستور کی رو سے میناروں کی تعمیر کو ممنوع قرار دیا جائے۔ [2]

واشنگٹن ٹائمز کے ایڈیٹر ٹونی بینکلی نے اپنی کتاب ''کیا ہم تہذیبی جنگ جیت پائیں گے؟'' میں اسلام کو امریکہ اور یورپ کے لئے بہت بڑا خطرہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یورپ کو اسلام پسندوں سے اس وقت اتنا ہی خطرہ ہے جتنا اسے چالیس کی دھائی میں نازیوں سے تھا، لیکن ہم نہ تو یورپ کو کھو دینے کا

[1] نوائے وقت، کراچی، 21 مئی 2007ء

[2] ترجمان القرآن، لاہور، دسمبر 2007

خطرہ مول لے سکتے ہیں نہ ہی یورپ کو آئندہ جہادی کارروائیوں کے لئے ایک لانچنگ پیڈ بنتا دیکھ سکتے ہیں۔ یورپ میں ہمیں بڑھتے ہوئے اسلامی مذہبی اور معاشرتی اثر ونفوذ سے بھی اتنا ہی خطرہ ہے جتنا مسلمان دہشت گردوں سے ہے۔ اہلِ یورپ کو بھی اس بات کا احساس ہونا شروع ہوگیا ہے کہ یورپین لوگوں میں شرح پیدائش میں کمی اور مسلمانوں کی شرح پیدائش میں اضافہ کے نتیجہ میں اس صدی کے آخر تک یورپ میں مغربی تہذیب کو ختم ہونے کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ [1]

یہ ہیں روز روشن کی طرح واضح حقائق، کاش! وطن عزیز کا حکمران اور روشن خیال طبقہ بھی ان حقائق کا ادراک کر سکے؟

نقاب پوش امریکہ اور یورپ کا دوہرا کردار:

رسولِ اکرم ﷺ کی شانِ مبارک میں گستاخانہ اور ابلیسانہ خاکے بنانے کے بعد نہ صرف ڈنمارک کے ملعون کارٹونسٹ کرٹ ویسٹر گارڈ نے کھلے الفاظ میں اسی بات کا اعادہ کیا ہے کہ اسے یہ خاکے بنانے پر کوئی شرمندگی نہیں کیونکہ اسلام دہشت گردی کا منبع ہے اور اس نے اپنے اسی احساس کو خاکوں میں پیش کیا ہے بلکہ ڈنمارک کے ملعون وزیراعظم نے بھی بار بار کہا ہے کہ ان کے ملک نے کوئی جرم نہیں کیا۔ اس لئے وہ ہرگز معافی نہیں مانگے گا۔ [2] اس کے بعد پورا عالم کفر بار بار ایک ہی رٹ لگائے جا رہا ہے کہ یہ فقط آزادی تحریر کا اظہار ہے جس پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ ڈینش وزیراعظم آندرز فوگ رسموسن نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ''ڈینش حکومت اس واقع کے خلاف معافی نہیں مانگ سکتی کیونکہ یہ آزادی اظہار کے منافی ہے۔''

مسلم دنیا میں ڈینش مصنوعات کے بائیکاٹ کے سوال پر وزیراعظم نے کہا ''آزادی اظہار کا تحفظ تجارتی مفاد سے زیادہ اہم ہے اور اسے ترجیحات میں اولیت حاصل ہے۔ [3] ڈینش وزیراعظم کو اپنے

[1] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 25 جنوری 2006ء

[2] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 8 مارچ 2006ء

[3] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 15 فروری 2006ء

موقف کی صحت پر اتنا یقین تھا کہ گیارہ مسلم ممالک کے سفراء نے اس موقعہ پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے کے لئے وزیراعظم سے ملاقات کی درخواست کی لیکن ڈینش وزیراعظم نے ملاقات سے انکار کر دیا۔

امریکی صدر بش اور برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر نے ٹیلیفون پر ڈینش وزیراعظم کے موقف کی تائید کر کے اس کی حوصلہ افزائی کی۔ یورپ کے 75 اخبارات اور 200 ٹی وی چینلوں نے بار بار خاکوں کو نشر کیا۔ یورپی یونین نے اعلان کیا کہ اگر ڈنمارک پر حملہ کیا گیا تو اسے پوری یورپی یونین پر حملہ تصور کیا جائے گا اس طرح گویا امریکہ اور سارے یورپ نے اس قبیح مجرمانہ فعل میں مساوی شرکت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

سوال یہ ہے کہ امریکہ اور مغرب کے نزدیک کیا واقعی یہ آزادیٔ تحریر کے تحفظ کا مسئلہ ہے یا یہ موقف محض اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کا بہانہ ہے؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے درج ذیل حقائق کا مطالعہ یقیناً مفید ثابت ہوگا۔

① 2004ء میں ڈنمارک کے اسی روزنامہ (میلنڈز پوسٹن) کو کرسٹوفرزیلر کارٹونسٹ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کارٹون شائع کرنے کے لئے دیئے لیکن اخبار کی انتظامیہ نے یہ کہہ کر کارٹون شائع کرنے سے انکار کر دیا کہ ان کارٹونوں سے عیسائیوں کے جذبات مجروح ہونے کا خدشہ ہے۔

② 1996ء میں برطانیہ کے سنسر بورڈ نے ایک ایسی فلم ریلیز کرنے سے انکار کر دیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا تاثر پایا جاتا تھا۔ سنسر بورڈ کے اس فیصلہ کے خلاف برطانیہ کی اعلیٰ عدالت ''ہاؤس آف لارڈز'' میں اپیل کی گئی۔ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ''توہین مسیح کا قانون برطانیہ کے لئے ناگزیر ہے۔'' اس فیصلہ کو یورپی یونین کی اعلیٰ عدالت میں چیلنج کیا گیا لیکن وہاں بھی یہ کہہ کر اس فیصلہ کو برقرار رکھا گیا ''توہین مسیح کے قانون کی بدولت حقوق انسانی کا تحفظ برقرار رہتا ہے۔'' یاد رہے کہ برطانیہ کے قانون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر موت کی سزا ہے اور اس سزا کو عالمی عدالت انصاف بھی تسلیم کرتی ہے۔

③ یورپی ممالک میں یہودیوں کے جرمنی میں قتل عام کی خود ساختہ تاریخ کے خلاف کوئی بات تحریر کرنا قانوناً جرم ہے تاکہ یہودیوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ یہودی مقتولین کی تعداد 50لاکھ سے کم تحریر کرنے پر 20 سال قید کی سزا ہے۔

④ 1989ء میں برطانوی سنسر بورڈ نے ایک فلم کو محض اس لئے نمائش سے روک دیا کہ اس میں چرچ (یا عیسائی مذہب) کی توہین پائی جاتی ہے جس سے عیسائیوں کے جذبات مشتعل ہونے کا امکان ہے۔

⑤ گزشتہ دنوں انگلینڈ کے ایک جیوری پینل نے لندن کے میئر کین لیونکسٹن کو محض اس جرم میں معطل کر دیا کہ اس نے ایک یہودی صحافی کو ''نازی گارڈ'' کہہ کر اس کی توہین کی ہے۔ جیوری پینل کے چیئرمین ڈیوڈ لیورک نے کہا کہ میئر کو صرف اس لئے معطل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے کئے پر معافی نہیں مانگی۔ لندن جیوئش فورم نے نہ صرف اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا بلکہ یہ بھی مطالبہ کیا کہ میئر کو آئندہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے جس سے لندن میں بسنے والے یہودیوں کا احترام یقینی ہو جائے۔ [1]

⑥ اسرائیل کے لبنان پر حالیہ حملہ کے بعد امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا اور یہ بیان دیا کہ اب نیا مشرق وسطیٰ (یعنی گریٹر اسرائیل) جنم لے رہا ہے۔ اس پر ایک فلسطینی اخبار نے کنڈولیزا رائس کا ایک کارٹون شائع کیا جس میں اسے اس طرح حاملہ دکھایا گیا کہ اس کے پیٹ میں مسلح بندر ہے۔ نیچے لکھا ہوا ہے ''نئے مشرق وسطیٰ کی پیدائش'' اس کارٹون پر امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ گھناؤنے حملے ہیں۔ [2]

⑦ سنگاپور کے ایک بے روزگار شخص نے سنگاپور کے وزیر اعظم لی لونگ اور ان کے والد 'لی کوان' کے توہین آمیز کارٹون بنائے تو اسے اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت میں جرم ثابت ہونے پر اسے 2 ہزار سنگاپوری ڈالر جرمانہ، تین سال قید، اور تین سے آٹھ کوڑے لگانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ [3]

---

[1] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 15 فروری 2006ء

[2] اردو نیوز، 26 فروری 2006ء

[3] ہفت روزہ غزوہ، 11-17 اگست 2006ء

⑧ امریکی نشریاتی ادارے سی این این نے اپنے ایک پروگرام میں اسامہ بن لادن کی تصویر کے نیچے ''اسامہ کہاں ہیں'' لکھنے کے بجائے غلطی سے ''اوبامہ کہاں ہیں'' لکھ دیا۔ پروگرام کے میزبان وولف بلٹنرز نے اس کے فوراً بعد ہی اس غلطی کی معافی مانگی اور کہا کہ میں آج ہی امریکی سینٹر اوبامہ کو فون کر کے اس سے خود معافی مانگوں گا۔ ❶

⑨ کینیڈا کے وزیراعظم پال مارٹن نے حکمران پارٹی کی ایک خاتون رکن کیرولین پیرشن کو امریکی صدر بش کے پتلے پر کودنے اور اسے پیروں تلے کچلنے پر پارٹی سے نکال دیا ہے کیرولین نے صدر بش کی مذمت کے لئے یہ اقدام ٹی وی پر ایک مزاحیہ پروگرام میں کیا تھا۔ ❷

⑩ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کی بیوی ہیری کلنٹن نے اپنے اس بیان پر ہندوستانیوں سے معذرت کر لی جس میں اس نے یہ کہا تھا کہ موہن داس کرم گاندھی ایک پیٹرول پمپ پر کام کرتا تھا۔ ہیری کلنٹن نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات اس نے مزاح میں کہی تھی ورنہ وہ گاندھی کو تحریک آزادی کا ایک عظیم راہنما سمجھتی ہے۔ ❸

⑩ برطانوی اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے صدر پرویز مشرف کے خلاف اپنے 9 نومبر 2007ء کے اداریے میں سخت زبان استعمال کرنے پر معافی مانگ لی ہے۔ یاد رہے کہ پاکستانی حکومت کی طرف سے اخبار سے معافی مانگنے کا تقاضا نہیں کیا گیا تھا۔ ❹

مذکورہ بالا حقائق میں امریکہ اور مغرب کی دو الگ الگ اور متضاد تصویریں صاف نظر آ رہی ہیں۔ ایک تصویر میں اہل مغرب اپنی تمام حریت فکر اور حریت تحریر کے باوجود اس قدر مہذب، شائستہ اور اخلاقی ضابطوں کے پابند ہیں کہ کسی شخص کی معمولی سی گستاخی یا توہین بھی جرم سمجھتے ہیں اور اگر نادانستہ طور پر کبھی ایسا ہو جائے تو فوراً معافی مانگنے میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ اگر کوئی اعلیٰ منصب کا حامل شخص اپنے منصب کی بنا پر اپنے جرم سے معافی طلب نہ کرے تو اسے سزا دینے میں بھی تامل نہیں کرتے۔ کتنی

---

❶ روزنامہ اردو نیوز، 13 اگست 2006ء

❷ روزنامہ اردو نیوز، جدہ، 22 دسمبر 2006ء

❸ ہفت روزہ غزوہ، 27 نومبر تا 2 دسمبر 2004ء

❹ اردو نیوز، جدہ 8 جنوری 2004ء

خوبصورت اور قابل رشک ہے یہ تصویر اہل مغرب کی! اس تصویر میں اہل مغرب واقعی حقوق انسانی اور احترام آدمیت کے علمبردار اور محافظ نظر آتے ہیں۔

مہذب، شائستہ اور با اخلاق مغرب کی دوسری تصویر یہ ہے کہ جیسے ہی ان کے سامنے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا نام نامی آتا ہے تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے، منہ سے جھاگ بہنے لگتا ہے، چہرہ سرخ ہو جاتا ہے، ہوش و ہواس قائم نہیں رہتے، درندگی اور سفا کی غالب آجاتی ہے۔ سارے اخلاقی ضابطے، تہذیب اور شائستگی دھری کی دھری رہ جاتی ہے، صرف اور صرف ایک ''ضابطہ اخلاق'' باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ ''ہمیں آزادی حاصل ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو گالیاں دینے کی ہمیں آزادی حاصل ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ پر بہتان باندھنے کی ہمیں آزادی حاصل ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین اور گستاخی کرنے کی اور اس آزادی کو ہمارے تمام قومی مفادات پر اولیت حاصل ہے اور ہم ہر قیمت پر اس آزادی کی حفاظت کریں گے۔'' کس قدر غلیظ اور قابل نفرت ہے یہ تصویر امریکہ اور اہل مغرب کی! اس تصویر میں امریکہ اور مغرب روئے زمین پر بسنے والی ساری مخلوق سے زیادہ ذلیل اور اسفل نظر آتے ہیں ﴿كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ ''جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔''

اہل مغرب کا یہ دہرا کردار روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ آزادی تحریر محض دھوکہ اور فریب ہے۔ اصل حقیقت اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ عداوت اور دشمنی ہے جو ان کے رگ و پے میں اس طرح رچ بس چکی ہے جس طرح ان کے آباء واجداد کے رگ و پے میں رچی بسی تھی۔ کاش! ہمارا فریب خوردہ حکمران طبقہ بھی اس کا ادراک کر سکے۔

غیر مسلموں کا پیغمبر اسلام ﷺ کو خراج عقیدت:

نبوت سے قبل حضرت محمد ﷺ کی شخصیت ہر لحاظ سے غیر متنازعہ تھی۔ آپ کی صداقت، شرافت، دیانت اور امانت ہر ایک کے نزدیک مسلمہ تھی۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت جبکہ آپ ﷺ کی عمر شریف صرف 35 سال تھی، مکہ مکرمہ کے تمام قریشی سرداروں کا آپ ﷺ کے حکم بننے پر فوراً متفق ہو جانا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ تمام بڑے بڑے سرداروں کو آپ ﷺ کی فہم و فراست اور دیانت پر مکمل

اعتماد تھا چنانچہ آپ ﷺ نے حجر اسود نصب کرنے کے لئے جو فیصلہ فرمایا اسے نہ صرف تمام سرداروں نے بلا چون و چرا تسلیم کیا بلکہ آپ ﷺ کی فراست اور تدبر کی خوب داد دی اور کھل کر اظہار مسرت کیا۔

نبوت کے بعد بھی قریش مکہ آپ ﷺ کی ذاتی شرافت، صداقت، دیانت اور عظمت کے اسی طرح قائل تھے جس طرح نبوت سے قبل تھے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہجرت کے وقت بھی آپ ﷺ کے پاس کفار مکہ کی امانتیں موجود تھیں جنہیں واپس کرنے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا؟

شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کے بائیکاٹ کی تحریر پھاڑنے سے قبل رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو بتایا کہ بائیکاٹ کی تحریر میں **بِاسْمِکَ اَللّٰهُمَّ** کے علاوہ ساری تحریر کرم خوردہ ہو چکی ہے تو ابو طالب نے سرداران قریش کو جا کر یہی بات بتائی اور ساتھ اس بات کی گواہی دی ''میرا بھتیجا کبھی جھوٹ نہیں بولتا جو بات وہ کہتا ہے ہمیشہ سچ ثابت ہوتی ہے۔''

ابو سفیان نے اسلام قبول کرنے سے پہلے قیصر روم ہرقل کے سامنے بھرے دربار میں یہ گواہی دی ......''محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتے، بدعہدی نہیں کرتے، سچائی، پرہیزگاری اور پاکیزگی کا حکم دیتے ہیں۔''

غزوہ احزاب کے موقع پر یہودی سردار حیی بن اخطب بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس آیا تاکہ اسے مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی پر آمادہ کر سکے۔ کعب بن اسد نے حیی سے کہا ''تم لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، واللہ! میں نے محمد (ﷺ) کے ہاں صدق و وفا کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ [1]

آپ ﷺ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کو اسلام کی دعوت دینے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی قائدانہ صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے ایک شخص بحیرہ بن فراس نے یہ بات کہی ''اللہ کی قسم! اگر میں اس قریشی جوان کو اپنے ساتھ لے لوں تو پورے عرب کو کھا جاؤں۔''

عتبہ بن ربیعہ آپ ﷺ سے مذاکرات کرنے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کی باتیں غور سے سنیں پھر اس کے سامنے سورۃ حم السجدہ تلاوت فرمائی۔ عتبہ غور سے سنتا رہا اور واپس جا کر قریشی سرداروں سے اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کئے ''واللہ! محمد (ﷺ) نہ شاعر ہے نہ کاہن، اس کی دعوت کے نتیجہ میں ایک

---

[1] یاد رہے کہ حیی بن اخطب نے مسلسل [illegible]ار کر کے بعد میں کعب کو عہد شکنی پر آمادہ کر لیا تھا۔

زبردست معرکہ برپا ہوگا اگر یہ شخص مار ڈالا گیا تو تمہارا کام دوسروں کے ہاتھوں سرانجام پائے گا اگر یہ غالب آ گیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی۔''

نبوت سے قبل ابولہب آپ ﷺ کی شرافت، کریمانہ اخلاق اور عظمت کردار کا اتنا گرویدہ تھا کہ اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح آپ ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کررکھے تھے، لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔

عروہ بن مسعود ثقفی نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ ﷺ سے مذاکرات کئے۔ وہ آپ ﷺ کی سیادت اور قیادت سے اس قدر متاثر ہوا کہ واپس جا کر قریشی سرداروں سے کہا ''واللہ! میں نے قیصر وکسریٰ کے بادشاہوں کو بھی دیکھا ہے، لیکن کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اپنے سردار کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔''

سرداران قریش آپ ﷺ کی عظمت کردار، بے داغ شخصیت، آپ ﷺ کی فراست اور فطانت سے اس قدر متاثر تھے کہ ایک مجلس میں آپ ﷺ کے بدترین دشمن ولید بن مغیرہ نے سب کے سامنے اعتراف کیا ''واللہ! محمد شاعر ہے نہ کاہن، ساحر ہے نہ دیوانہ، اس کی بات بڑی شیریں اور دلوں میں اترنے والی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کو شدید اذیت پہنچانے والے قریشی سردار نضر بن حارث نے ایک موقع پر قریشی سرداروں سے مخاطب ہو کر کہا ''محمد (ﷺ) جب جوان تھے تب وہ تمہارے درمیان سب سے زیادہ ہر دلعزیز شخصیت تھے، سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ امانت دار تھے، وہ ادھیڑ عمر میں تمہارے پاس ایک نیا دین لے کر آئے ہیں تو تم کہتے ہو وہ ساحر ہیں، واللہ! وہ ساحر نہیں ہیں، تم کہتے ہو وہ کاہن ہیں، واللہ! وہ کاہن بھی نہیں ہیں، تم کہتے ہو وہ شاعر ہیں، واللہ! وہ شاعر بھی نہیں ہیں، تم کہتے ہو وہ دیوانے ہیں، واللہ! وہ دیوانے بھی نہیں ہیں۔ اے معشر قریش! تمہارے لئے ایک بہت بڑی مصیبت کھڑی ہوگئی ہے اس کا کچھ علاج سوچو۔''

طاغوت اکبر، ابوجہل سے کسی قریشی سردار نے پوچھا ''تم محمد (ﷺ) کو سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟''

ابوجہل نے جواب دیا ''اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) بالکل سچے ہیں، آج تک محمد ﷺ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکلا، لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ اگر لواء (سیادت)، سقایہ (حجاج کو پانی پلانے کی خدمت) حجابہ (بیت اللہ شریف کی حفاظت) اور نبوت سب کچھ بنو قصی کے گھرانے میں چلا جائے تو پھر قریش کے پاس کیا رہ جائے گا؟''

حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ذاتی زندگی کے اوصاف حمیدہ، شرافت، دیانت، امانت، صداقت، تدبر، فہم وفراست کو تمام کفار نے ہمیشہ خراج عقیدت ہی پیش کیا حتی کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کی قائدانہ صلاحیتوں کے اس قدر معترف تھے کہ آپ ﷺ کو اسی جاہلی نظام کے اندر رہتے ہوئے اپنا قائد، سردار اور حکم ماننے کے لئے بھی تیار تھے، لیکن اصل مسئلہ تو تھا آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے کا جسے وہ کسی قیمت پر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

سوال یہ ہے کہ کیا انکار نبوت کے ساتھ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہنے سے کفار کی اسلام دشمنی میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ کیا آپ ﷺ کو صادق اور امین کہنے والے یہی لوگ...... ابوجہل، ابولہب، عتبہ، نضر بن حارث...... مرتے دم تک آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں نہیں کرتے رہے؟ بالکل یہی معاملہ آج کے کفار کا ہے۔ تمام غیر مسلم ''دانشوروں'' کا نبی اکرم ﷺ کو خراج عقیدت پڑھ لیجئے آپ ﷺ کو دنیا کا سب سے بڑا مصلح، سب سے بڑا مقنن، سب سے بڑا سچا انسان، سب سے بڑا مدبر، ایک عظیم رہبر اور ایک عظیم قائد کہنے میں کسی کو تامل نہیں ہوگا، لیکن جیسے ہی آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرنے کا مسئلہ پیش آئے گا فوراً یہ ''دانشور'' نہ صرف الٹے پاؤں پھر جائیں گے بلکہ وہی کچھ بکنا شروع کردیں گے جو ان کے آباؤ اجداد بکتے چلے آئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر ڈی رائٹ اگر واقعی آپ ﷺ کے دین کو دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت سمجھتا تھا تو آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان کیوں نہیں لایا؟ مائیکل ہارٹ اگر دنیا کی عظیم ترین ہستیوں میں سے آپ ﷺ کو واقعی عظیم تر سمجھتا تھا تو آپ ﷺ کی عظمت پر ایمان کیوں نہیں لایا؟ اگر گبن واقعی یہ تسلیم کرتا تھا کہ آپ ﷺ کا مذہب کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے تو وہ آپ ﷺ کے مذہب پر ایمان کیوں نہیں لایا؟ پروفیسر ہوگ اگر واقعی یہ تسلیم کرتا تھا کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات جیسی

تعلیمات کسی دوسرے مذہب کی نہیں ہیں تو وہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایمان کیوں نہیں لایا؟

حقیقت یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دور کے روشن خیال کفار بھی آبائی دین پر قائم رہنے کی اسی ضد اور ہٹ دھری پر قائم ہیں جس پر عہد نبوی کے کفار قائم تھے۔ اُن کے طرزِ عمل اور اِن کے طرزِ عمل میں ذرّہ برابر فرق نہیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ عہد نبوی کے مسلمان غیر مسلموں کے اس ''خراج عقیدت'' سے قطعاً مرعوب نہ تھے بلکہ دل سے انہیں اسلام کا دشمن سمجھتے تھے اور ان کے ساتھ اسلام دشمنوں والا سلوک کرتے تھے جبکہ ہمارے عہد کے مسلمان کفار کے اس ''خراج عقیدت'' سے اس قدر مرعوب ہیں کہ اس کا تذکرہ بڑے فخر سے کرتے ہیں اور اسے اپنے لئے ایک بڑا اعزاز سمجھتے ہیں؟

غور فرمایئے! کیا واقعی ابوجہل، ابولہب، عتبہ بن ربیعہ اور نضر بن حارث وغیرہ کا رسول اللہ ﷺ کو ''خراج عقیدت'' شریعت کی نگاہ میں کسی بھی درجہ میں قابل تحسین ہے؟ اگر نہیں (اور واقعی نہیں) تو پھر ڈاکٹر ڈی رائٹ، مائیکل ہارٹ، گبن، پروفیسر ہوگ اور دیگر غیر مسلموں کا ''خراج عقیدت'' کس اعتبار سے قابل تحسین ہے؟

غیر مسلموں کا یہ خراج تحسین ایک اور پہلو سے بھی قابل غور ہے۔

لارڈ ولیم میور ایک طرف تو یہ لکھتا ہے کہ ''میں رسول اکرم ﷺ کی پاکیزگی اور عظمت اخلاق کی گواہی دیتا ہوں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو جہالت دور کرنے والی تعلیمات سمجھتا ہوں اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دو چیزیں انسانیت کی دشمن ہیں ''محمد کا قرآن اور محمد کی تلوار'' اب آپ بتایئے یہ محمد ﷺ کی خدمت میں خراج عقیدت ہے یا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی چال ہے؟

تھامس کارلائل ایک طرف تو آپ ﷺ کو صداقت کا مجسمہ قرار دیتا ہے، عربوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والا عظیم انقلابی قائد تسلیم کرتا ہے اور دوسری طرف قرآن مجید کو ایک غیر مربوط کلام اور دیوانے کی بڑ سمجھتا ہے۔ کیا یہ خراج تحسین ہے؟

ڈبلیو منٹگمری واٹ ایک طرف تو آپ ﷺ کو ان الفاظ میں ''خراج عقیدت'' پیش کرتا ہے کہ محمد ﷺ ایک کامیاب قائد تھے اور ان کی کامیابی ان کے عقائد کے برحق ہونے کی روشن دلیل ہے، دوسری طرف وہ کہتا ہے کہ مکی عہد محمد ﷺ کی ناکامی کا عہد ہے اور وہ مکہ مکرمہ سے آپ ﷺ کی ہجرت کو ''فرار''

کا نام دیتا ہے مدنی دور کو بھی وہ ایک دنیاوی قائد کے اعتبار سے کامیاب دور قرار دیتا ہے۔ایک رسول یا نبی کی حیثیت سے نہیں۔ کیا اس منافقت کو خراج تحسین کہا جا سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم دانشوروں اور مستشرقین کا یہ انداز خالص مکاری اور عیاری پر مبنی ہے ایک جگہ تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں چند تعریفی کلمات کہہ کر اپنی غیر جانبداری کا تاثر قائم کرتے ہیں اور دوسری جگہ اسلام یا پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اپنے دل میں چھپے ہوئے حسد یا بغض کا ایسی پُر کاری اور مینا کاری سے اظہار کرتے ہیں کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

غیر مسلموں کے اس ''خراج عقیدت'' پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تبصرے سے اچھا تبصرہ کس کا ہو سکتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝﴾ ترجمہ ''اے محمد! یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔'' (سورۃ الانعام، آیت نمبر 33)

آج مغرب میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں جو معاندانہ اور متعصبانہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے اس کا بیج انہی غیر مسلم دانشوروں اور مستشرقین کا بویا ہوا نہیں تو اور کس کا ہے؟

ہمارا موقف یہ ہے کہ جس دانشور کے نزدیک واقعی حضرت محمد ﷺ ایک عظیم اور سچے انسان ہیں اسے سیدھی طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا چاہئے اگر وہ ایمان نہیں لاتا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔راستے دو ہی ہیں، دونوں میں سے بیک وقت ایک ہی کا انتخاب کیا جا سکتا ہے دونوں کا نہیں "Friend Or Foe" ؟

پیغمبر اسلام ﷺ اور تعدد ازواج:

آپ ﷺ کی بعثت مبارک سے قبل عرب معاشرے میں بہت سی برائیاں رائج تھیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ لوگ آٹھ آٹھ، دس دس، بارہ بارہ عورتوں سے بیک وقت نکاح کرتے تھے تعدد ازواج کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔اسلام نے اس قبیح رسم کو ختم کر کے صرف چار کی حد مقرر فرما دی اور چار کو بھی عدل کے ساتھ

مشروط کر دیا اور حکم یہ دیا کہ جو شخص عدل نہ کر سکے وہ صرف ایک ہی نکاح پر اکتفا کرے چار نکاحوں کی اجازت دینے میں بہت سی مصلحتیں کارفرما تھیں۔ مثلاً

① اگر کوئی شخص شہوت کے اعتبار سے واقعی دوسری یا تیسری حتی کہ چوتھی بیوی کی رغبت رکھتا ہے تو اسے شرعاً اجازت دے کر معاشرے میں پھیلنے والی فحاشی اور بے حیائی کو روک دیا جائے۔

② اگر کوئی خاتون مستقل بیمار ہو، لیکن شوہر اسے اپنے ساتھ رکھنا پسند کرتا ہو، تو اسے طلاق دیئے بغیر دوسری عورت سے نکاح کی اجازت دے کر اسلام نے خود اس بیمار عورت پر احسان عظیم کیا ہے۔

③ اگر کسی خاتون کے ہاں اولاد نہیں ہو رہی تو اس کی موجودگی میں دوسری، تیسری یا چوتھی خاتون سے نکاح کی اجازت دے کر اسلام نے نہ صرف بے اولاد خاتون کے مستقبل کو تحفظ فراہم کیا ہے بلکہ معاشی اعتبار سے اسے عزت اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع بھی فراہم کیا ہے۔

④ جس معاشرہ میں برسوں سے لاتعداد نکاحوں کی رسم چلی آ رہی تھی اس معاشرہ میں اگر صرف ایک نکاح کی فوراً پابندی لگا دی جاتی تو یقیناً یہ مصلحت کے خلاف ہوتی اور اشاعت اسلام کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن جاتی۔

تعدد ازواج کا یہ قانون ساری امت کے لئے ایک جیسا ہے، لیکن رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح بعض دوسرے معاملات میں مستثنیٰ فرما رکھا تھا اسی طرح تعدد ازواج میں بھی بعض اہم مصالح کے پیش نظر مستثنیٰ فرما دیا تھا۔❶ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں درج ذیل خواتین سے نکاح فرمایا:

❶ امت سے الگ رسول اکرم ﷺ کے لئے جو خاص احکام تھے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

① نماز تہجد رسول اکرم ﷺ کے لئے فرض تھی جبکہ باقی امت کے لئے نفل کا درجہ رکھتی ہے۔ ② صدقہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کے لئے حلال نہیں جبکہ باقی ساری امت کے لئے حلال ہے۔ ③ آپ ﷺ کے لئے اہل کتاب کی عورت سے نکاح جائز نہیں جبکہ باقی امت کے لئے جائز ہے۔ ④ آپ ﷺ کی میراث ناقابل تقسیم تھی جبکہ باقی ساری امت کی میراث قابل تقسیم ہے۔ ⑤ آپ ﷺ کے لئے اپنی بیویوں کے درمیان عدل سے کام لینا ضروری نہیں تھا جبکہ باقی امت کے لئے ایک سے زائد بیویوں کے درمیان عدل سے کام لینا ضروری ہے۔ ⑥ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کے لئے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں جبکہ امت کے کسی دوسرے فرد کی بیوی کے لئے ایسا حکم نہیں ہے۔

① **حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد رضی اللہ عنہ:** حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں۔ نکاح کے وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 25 سال جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ آپ کی اولاد میں سے صرف ایک صاحبزادے (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ) کے علاوہ باقی تمام اولاد (حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ (طیب وطاہر) رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا 65 سال کی عمر میں فوت ہوئیں اس وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 50 سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تدفین مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلی میں ہوئی۔

② **حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:** حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا دوسرا نکاح شوال 10 نبوت میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ تھیں بوقت نکاح رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 50 سال اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر بھی 50 سال تھی۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد 72 سال کی عمر میں فوت ہوئیں اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

③ **حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا:** تیسرا نکاح (بلا رخصتی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شوال 11 نبوت میں ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 51 سال اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر 6 برس تھی۔ رخصتی 3 سال بعد مدینہ منورہ میں ہوئی رخصتی کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 54 سال اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر 9 سال تھی۔[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 66 سال عمر پائی۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رفاقت کی مدت 9 سال ہے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں باقی تمام امہات المؤمنین بیوہ اور ایک (حضرت زینب بنت

---

[1] مئی 1939ء میں امریکہ کے مختلف جرائد نے پوری تحقیق کے بعد یہ خبر شائع کی کہ 14 مئی 1939ء کو ایک چھ سالہ (5 سال 7 ماہ 21 دن) لڑکی نے بچے کو جنم دیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو http://www.snopes.com/pragnent/medina.asp سوال یہ ہے کہ دنیا کے سرد ترین ملک میں اگر ایک لڑکی چھ سال کی عمر میں بالغ ہو کر بچے کو جنم دے سکتی ہے تو پھر دنیا کے انتہائی گرم ملک (حجاز) میں 9 سال کی عمر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر اعتراض کا کیا جواز ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

جحش رضی اللہ عنہا) مطلقہ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

④ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا چوتھا نکاح 3ھ میں حضرت حفصہ بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ بوقت نکاح آپ ﷺ کی عمر مبارک 55 سال اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر 22 سال تھی۔

⑤ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا پانچواں نکاح حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے 4ھ میں ہوا۔ بوقت نکاح رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 55 سال اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر 30 سال تھی۔ نکاح کے بعد صرف 8 ماہ زندہ رہیں۔

⑥ حضرت ام سلمہ (ہند بنت ابی امیہ) رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا چھٹا نکاح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے 4ھ میں ہوا۔ بوقت نکاح رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 56 سال اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر 26 سال تھی۔ حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہا نے 84 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

⑦ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا ساتواں نکاحِ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے 5ھ میں ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 57 سال اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر 36 سال تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے 52 سال کی عمر انتقال فرمایا۔

⑧ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا آٹھواں نکاح 5ھ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 57 سال اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی عمر 20 سال تھی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے 65 سال عمر پائی۔

⑨ حضرت ام حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان) رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا آٹھواں نکاح حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے 7ھ میں ہوا۔ بوقت نکاح رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 58 سال اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر 36 سال تھی۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے 73 سال عمر پائی۔

⑩ حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا دسواں نکاح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے 7ھ میں ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 59 سال اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی عمر 17 سال تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا 60 سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔

⑪ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: آپ ﷺ کا گیارھواں نکاح حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

سے ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 59 سال اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی عمر 36 سال تھی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے 80 سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ ﷺ کا بارھواں نکاح اسماء بنت جون سے ہوا، لیکن اس نے صحبت سے قبل آپ ﷺ سے طلاق طلب کرلی اور آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔ (بخاری، کتاب الطلاق) آپ ﷺ کا تیرھواں نکاح بھی ہوا (خاتون کا نام معلوم نہیں)، لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ [1] اس طرح عملاً آپ ﷺ کے نکاح میں گیارہ بیویاں آئیں۔

لونڈیاں:

1. حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا: 5ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حرم میں شامل فرمایا۔
2. حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا: 6ھ میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حرم میں شامل ہوئیں۔ آپ کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔
3. حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا: کسی جنگ میں گرفتار ہو کر آئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے حرم میں شامل فرمالیا۔ [2]
4. نام معلوم نہیں: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ہبہ کیا۔ [3]

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق آپ ﷺ کے حرم مبارک میں گیارہ منکوحہ خواتین اور چار لونڈیاں شامل تھیں۔

غیر مسلم دانشوروں (مستشرقین) میں سے بیشتر نے تعدد ازواج کے معاملے میں آپ ﷺ پر بڑے رکیک اور دل آزار حملے کئے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 50 سال تھی۔ 50 سال سے لے کر 63 سال کی عمر مبارک تک آپ ﷺ نے

---

[1] الرحیق المختوم، ص 752

11 نکاح کیے اور لونڈیاں بھی رکھیں گویا تیرہ سالوں میں کم از کم تیرہ (یا پندرہ) خواتین آپ ﷺ کے حرم مبارک میں رہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ساری زندگی شہوت پرستی میں گزری۔ نبوت اور وحی کو آپ ﷺ نے محض ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔

1924ء میں ایک ہندو ناشر راج پال نے تعدد ازواج کے حوالے سے ایک انتہائی دل آزار کتاب شائع کی جس کا نام ''رنگیلا رسول'' تھا۔ اس ابلیسی کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

① ''بہت بیویاں کرنے والو، دیکھو پیغمبروں کی زندگیاں مرقع عبرت ہیں اگر اس عظمت کے لوگ اپنی غلط کاریوں کے برے انجام سے نہیں بچے تو تم اپنی کرتوت کے کڑوے پھلوں سے اپنے آپ کو کیسے محفوظ سمجھتے ہو؟ وش رتھ کا گھر برباد ہوا، محمد کا دین برباد ہوا، کیوں؟ اس لئے کہ بڈھے ہو کر نوخیزوں سے شادیاں کیں [1]

② ''محمد کو ایسا کون سا نام دوں جس سے محمد کی زندگی کا فوٹو آنکھوں میں اتر آئے پچاس سال کا تھا جب خدیجہ نے انتقال کیا 62 سال کا تھا جب خود انتقال کیا۔ اس بارہ سال کے عرصہ میں دس عورتیں کیں یعنی سوا سال میں ایک۔ ان حالات میں اگر میں اپنے رنگیلے رسول کو بیویوں والا نہ کہوں تو کیا موزوں نہ ہوگا؟ بیویوں والا کہا اور محمد کو پالیا، محمد کے دل کو پالیا محمد کی روح کو پالیا۔'' [2]

③ ''خدیجہ کی کہنہ سالی نے عالم موجودات میں عورت کے شباب کی بہار کا لطف نہ اٹھانے دیا...... دنیا کی عورتیں دماغ سے اتر گئیں بہشت کی حوروں کے خواب آنے لگے۔'' [3]

④ ''عائشہ اپنی گڑیاں ساتھ لائی۔ 53 سال کے نوشہ بھی کبھی کبھی اپنی اس ہونہار بیوی کی معصومانہ کھیلوں میں شریک ہو جاتے۔ 53 سال کے بڈھے کا بچوں کے ساتھ کھیلنا معیوب نہیں، لیکن کسی اور حیثیت میں ہونا چاہئے، خاوند کی حیثیت میں نہیں۔ [4]

[1] رنگیلا رسول ص 24، بحوالہ مقدس رسول، از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 117
[2] بحوالہ مقدس رسول، از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 114-115
[3] بحوالہ مقدس رسول، از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 61
[4] بحوالہ مقدس رسول، از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 63

⑤ واقعہ افک پر ملعون مولف کا تبصرہ ملاحظہ ہو: ''سورۃ نور میں خدا اور رسول خدا کا غم و غصہ اب تک مرقوم ہے بدزبان لوگوں کی زبانیں ان کے منہ میں گھسیڑ دی گئیں اب ضرورت ہوئی کہ حرم کو فہمائش کی جائے کیونکہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ یہ خدمت بھی اللہ میاں نے قبول کی اور سورۃ احزاب اتری...... آخر محمد کا اپنی بیویوں کو آپ تنبیہہ وتوبیخ کرنا آداب زوجیت کے خلاف تھا...... اللہ میاں ...... دونوں میاں بیوی کا بزرگ ہے اس کو بیچ میں ڈالا اور جو چاہا کہلوالیا۔''❶

⑥ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر زہر افشانی کرتے ہوئے ملعون مؤلف نے لکھا ہے ''زینب کی زیارت کے بعد محمد نے جھوٹ موٹ کا تامل ظاہر کیا ورنہ دل میں عشق کی آگ اپنا اثر کر چکی تھی اور دم بدم بھڑک رہی تھی۔ وحی ہوتی گئی اور محمد نے فوراً زینب کو پیغام بھیجا کہ پرماتما نے تجھے مجھ سے ملا دیا ہے پھر تو نکاح کی بھی ضرورت نہ رہی، جہاں اللہ دل ملا دے وہاں قاضیوں اور نکاح خوانوں کا بیچ میں پڑنا اس پاک عقد کا مخول نہیں تو اور کیا ہے؟ عوام کی تشفی کرنا لازم تھا سو کہہ دیا ''اللہ نے نکاح پڑھا دیا ہے اور جبرائیل گواہ ہیں، ان دو شرطوں کے علاوہ نکاح کی اور شرط ہے بھی کیا؟ رنگیلے رسول کا یہ رنگ نہایت عجیب ہے بیٹا بیٹا نہ رہا اور بہو بہو نہ رہی۔''❷

⑦ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر ملعون مؤلف نے یوں ہرزہ سرائی کی ہے'': خیبر بھی یہودیوں کی ایک بستی تھی اس پر محمد نے چھاپہ مارا اور فتح کر لیا، بستی کا سردار کنعان مارا گیا اس کی بیوی ہاتھ آئی، محمد نے اس سے بھی نکاح کی خواہش ظاہر کی وہ راضی ہوگئی اب مدینہ واپس جانے کی تاب کسے؟ مٹی کے ڈھیر لگا لگا کر دستر خوان بنائے گئے اوران پر کھجوروں، مکھن اور دہی کی دعوت کی گئی۔ نئی دلہن کو سنوارا گیا اور محمد اسے خلوت میں لے گئے عقیدتمندوں نے احتیاطاً رسول کے خیمہ کا پہرہ دیا، کہیں بے دین عورت اپنے خاوند کے قتل کا بدلہ نہ چکائے مگر یہ احتیاط غیر ضروری ثابت ہوئی۔❸

تعدد ازواج کے حوالہ سے اہل مغرب نے بھی آپ ﷺ پر جتنے اعتراضات کیے ہیں ان سب کا

❶ بحوالہ مقدس رسول. ازمولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 75

❷ بحوالہ مقدس رسول، ازمولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 96

❸ بحوالہ مقدس رسول، ازمولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، ص 104

حاصل یہی کچھ ہے جو'' رنگیلا رسول'' کے مؤلف نے لکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ پر جس بھی مستشرق یا غیر مسلم دانشور نے کیچڑ اچھالنا چاہا اسے آپ ﷺ کی 63 سالہ پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی میں تعدد ازواج کے علاوہ کوئی دوسرا نکتہ مل ہی نہیں سکا حالانکہ تعدّد ازواج کے حوالہ سے بھی آپ ﷺ پر جتنے اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب آپ ﷺ سے اندھی عداوت، تعصب اور عناد پر مبنی ہیں۔غور فرمائیے!

① رسول اکرم ﷺ نے عمر عزیز کے ابتدائی 25 سال یعنی عنفوان شباب کا زمانہ انتہائی پاکیزہ اور بے داغ گزارا۔ عمر کے جس حصہ میں بڑے بڑے مصلحین اور متقین کے دامن کسی نہ کسی لغزش سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔اس عمر میں آپ ﷺ کا دامن ہر طرح کی چھوٹی بڑی لغزش سے قطعی پاک اور صاف رہا۔

② 25 سال کی عمر میں آپ ﷺ نے پہلا نکاح چالیس سالہ بیوہ خاتون (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا) سے کیا اور مزید 25 سال انتہائی پر سکون، خوشگوار، پر مسرت اور مثالی ازدواجی زندگی میں گزار دیئے۔

③ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے 50 سال کی عمر میں پچاس سالہ بیوہ (حضرت سودہ رضی اللہ عنہا) کا انتخاب فرمایا حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا جب قریش مکہ یہ پیش کش کر رہے تھے کہ اگر آپ ﷺ کسی حسین و جمیل عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو ہم مکہ کی سب سے زیادہ حسین و جمیل عورت سے آپ ﷺ کی شادی کروا دیتے ہیں، بشرطیکہ آپ ﷺ نئے دین کی دعوت ترک کر دیں مگر آپ ﷺ نے قریش مکہ کی یہ پیش کش بلا تامل ٹھکرا دی۔جس شخص نے اپنی زندگی کے پچاس سال اس حیاداری اور عفت مآبی کے ساتھ گزارے ہوں کہ دوست دشمن میں سے کوئی بھی انگشت نمائی نہ کر سکے، اس شخص کے بارے میں کوئی ہوش مند آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچنے کے بعد اچانک اس کے اندر شہوت پرستی کی ایسی قوت عود کر آئی تھی کہ اس سے مغلوب ہو کر اس نے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے شروع کر دیئے؟

④ مکی اور مدنی دور میں آپ ﷺ نے جتنے بھی نکاح کئے وہ سب کے سب (سوائے حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے) بیوہ یا مطلقہ خواتین سے کئے اگر چہ مکی دور میں بھی آپ ﷺ کو کنواری اور حسین و جمیل عورتوں سے شادی کی پیش کش کی گئی، کہہ لیجئے کہ اپنے مشن اور مقصد کی خاطر آپ ﷺ نے اسے ٹھکرا دیا۔لیکن مدنی زندگی میں تو بقول عروہ بن مسعود ثقفی صورت حال یہ تھی کہ محمد ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ کی اتنی تعظیم کرتے تھے کہ قیصر و کسریٰ کی بھی ایسی تعظیم دیکھنے میں نہیں آئی ۔ اگر محمد ﷺ کھنکار بھی تھوکتے تو کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا اور وہ اپنے جسم پر مل لیتا جب وہ کوئی حکم دیتے تو سب اس کی بجا آوری کے لئے دوڑ پڑتے جب وضو کرتے تو وضو کا بچا ہوا پانی لینے کے لئے جھپٹ پڑتے جب بولتے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ......غور طلب بات یہ ہے کہ جس قائد ﷺ کے ساتھی اپنی جان و مال اور گھر بار سب کچھ اپنے قائد پر لٹا دینا سعادت دارین سمجھتے ہوں، کیا اس کے لئے مدنی دور میں کنواری اور حسین و جمیل دوشیزاؤں کا حصول کوئی مشکل کام تھا؟ بالکل نہیں! پھر سوال یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ نے جذبہ شہوت سے مغلوب ہو کر یہ شادیاں کیں تو بیوہ اور مطلقہ خواتین سے کیوں کیں؟

⑤ رسول اکرم ﷺ کی دعوت کو روکنے اور ختم کرنے کے لئے مکی اور مدنی دور، دونوں جگہ مشرکین اور منافقین نے ہر طرح کا پروپیگنڈہ کیا حتی کہ مدنی دور میں منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کا الزام تک لگانے سے دریغ نہیں کیا۔ رسول اکرم ﷺ پر بھی کاہن، مجنون، ساحر اور شاعر ہونے کا الزام لگایا گیا، لیکن کیا وجہ ہے کہ نہ تو مکی دور میں کسی دشمن کو آپ پر شہوت پرستی کا الزام لگانے کی جرأت ہوئی نہ مدنی دور میں؟

حقائق و واقعات خود یہ ثابت کر رہے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی 63 سالہ زندگی اس قدر پاکیزہ، بے داغ اور باحیا تھی کہ بقول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا تھے، لیکن المیہ یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ اور مہذب دور کے کفار اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی دشمنی میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ کسی بات پر سنجیدہ غور و فکر کے لئے تیار ہی نہیں۔

اب آیئے ایک اچٹتی سی نگاہ ان مصالح پر ڈالیں جن کے تحت آپ ﷺ نے بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچنے کے بعد اپنی درویشانہ معیشت کے باوجود 9 گھرانوں کی معیشت کا بوجھ اٹھانا گوارا فرمایا۔

① حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے آپ ﷺ نے اپنے انتہائی قریبی، باوفا اور بااعتماد ساتھیوں (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کیا اور دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں ...... حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا...... نکاح میں دیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر کے ان چاروں سابقون الاولون جانثار اور مخلص ساتھیوں کے ساتھ اپنے تعلقات اس قدر پختہ بنائے کہ آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد ان چاروں حضرات نے باری باری جس جرأت اور عزیمت سے شجر اسلام کی آبیاری فرمائی وہ محتاج بیان نہیں، وقت نے ثابت کر دیا کہ ان چاروں بزرگوں سے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا ملت اسلامیہ کی بقا کے لئے بہت ضروری اور اہم تھا۔

② مصاہرت کا تعلق ہر زمانے میں بڑا قابل احترام سمجھا جاتا رہا ہے۔ داماد سے دشمنی رکھنا یا اس کے خلاف جنگ کرنا ہمیشہ قابل عار اور قابل مذمت سمجھا گیا ہے، چنانچہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے نکاح کے بعد قریش کا سپہ سالار ابوسفیان، آپ ﷺ کے مدِ مقابل آنے کی ہمت نہ کر سکا تا آنکہ مکہ فتح ہو گیا اور وہ خود بھی مسلمان ہو گئے۔ حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں جو ابوجہل اور خالد بن ولید کا قبیلہ تھا۔ ابوجہل تو مرتے دم تک کفر پر قائم رہا، لیکن اس نکاح کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میں مخالفت کا وہ دم خم نہ رہا جو نکاح سے پہلے تھا بالآخر وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا یہودی قبیلہ بنونضیر کے سردار کی صاحبزادی تھیں اس نکاح کے بعد بنونضیر پہلی سی محاذ آرائی نہ کر سکے۔ اسی طرح حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی یہودی قبیلہ بنومصطلق کے سردار حارث کی صاحبزادی تھیں۔ یہ قبیلہ بہت سرکش اور باغی تھا لیکن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد یہ قبیلہ بھی آپ ﷺ کے مدمقابل نہ آ سکا۔

③ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح بعض جاہلانہ رسوم کو ختم کرنے کے لئے عمل میں آیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ عرب میں منہ بولے بیٹے کو وہی قانونی حقوق حاصل تھے، جو حقیقی بیٹے کو حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا آپس میں نباہ نہ ہو سکا اور رسول اکرم ﷺ کے نہ چاہتے ہوئے بھی طلاق ہو گئی، چنانچہ جاہلی رسم کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا حکم دیا جس میں آپ ﷺ کی پسند یا ناپسند کو قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ ❶

④ ابتدائے اسلام میں، اسلام قبول کرنے والے مرد و خواتین کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ بہت اہم تھا۔ مردوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ ﷺ کی اپنی ذات ہی کافی تھی، لیکن خواتین کے لئے خواتین معلمات کا ہونا ضروری تھا۔ خواتین بھی ایسی جن کا آپ ﷺ کے ساتھ ازواجی تعلق ہوتا تاکہ وہ خواتین کے مخصوص مسائل آپ ﷺ سے پوچھ کر عورتوں کو بتا سکیں۔ یہ خدمت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بہترین انداز میں سرانجام دی۔

یہ ہیں وہ دینی اور سیاسی مصالح، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو عام قانون ازدواج سے یہ فرما کر مستثنیٰ قرار دے دیا ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ ترجمہ ”یہ رعایت صرف تمہارے لئے ہے، دوسرے مومنوں کے لئے نہیں۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت 50)

اہل ایمان کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہی تمام الزامات کا کافی و شافی جواب ہے جس سے ان کے ایمان میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے جبکہ کفار و مشرکین کے لئے اللہ تعالیٰ نے تعدد ازواج کو فتنہ اور آزمائش بنا دیا ہے جس سے ان کی گمراہی اور کفر میں اضافہ ہوتا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے جسے قرآن مجید میں جا بجا بیان فرمایا گیا ہے: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝﴾ ترجمہ: ”جہاں تک اہل ایمان کا تعلق ہے (قرآن کی ہر آیت) ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہے اور وہ خوش ہو جاتے ہیں

❶ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 37

لیکن جن کے دلوں میں (کفر اور شرک کی) بیماری ہے (قرآن کی ہر آیت) ان کی گندگی میں مزید گندگی کا اضافہ کرتی ہے اور وہ مرتے دم تک کفر میں پھنسے رہتے ہیں۔" (سورۃ التوبہ، آیت 125-124)

طاغوت کے نام:

اس میں شک نہیں کہ روز اول سے ہی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی عداوت اور دشمنی تمہارے رگ و پے میں رچی بسی ہے اور تم نے اس عداوت اور دشمنی کا حق ادا کرنے میں کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ملیا میٹ کرنا پہلے دن سے تمہارا ہدف رہا ہے اس ہدف کے حصول کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ کا قتل تمہاری سب سے پہلی ترجیح تھی، چنانچہ دعوت اسلام کے ابتدائی ایام میں ہی تم نے اپنے ناپاک ارادے کی تکمیل کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔

پہلی بار: تم نے حرم مکی میں آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہا[1] لیکن تمہاری بدبختی تم پر غالب آئی اور تم قتل کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

دوسری بار: تم نے آپ ﷺ کے قتل کی ایک اور سازش تیار کی اور حالت سجدہ میں پتھر سے آپ ﷺ کا سر کچلنا چاہا[2] لیکن اس دفعہ بھی تم اپنے ناپاک ارادے میں ناکام رہے۔

تیسری بار: پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کرنے کے لئے تم نے اپنے ایک قریبی ہمراز کو ننگی تلوار دے کر بھیجا، لیکن تمہارے نصیب، کہ وہ قتل کرنے کے بجائے خود پیغمبر اسلام کے قدموں میں جا گرا[3] اور تم پھر شومئی قسمت پر تلملاتے رہ گئے۔

چوتھی بار: تم نے پیغمبر اسلام کو قتل کرنے کے لئے انفرادی کوشش کے بجائے اجتماعی کوشش کی۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر بدترین اقتصادی اور معاشرتی پابندیاں عائد کر دیں تاکہ پیغمبر

---

[1] مراد ہے ملعون عقبہ بن ابی معیط۔ جنگ بدر کے موقع پر جہنم رسید ہوا۔

[2] مراد ہے ملعون ابوجہل۔

[3] مراد ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

اسلام ﷺ کو قتل کرنے کے لئے تمہارے حوالے کر دیا جائے۔ ❶ اس کوشش میں بھی تمہاری ناکامی اور نامرادی نے تمہاری بدبختی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

پانچویں بار: تم نے براہ راست ابوطالب سے کھلم کھلا ''آدمی کے بدلہ آدمی'' کا سودا کر کے حضرت محمد ﷺ کو حاصل کرنا چاہا تاکہ انہیں قتل کر سکو لیکن وائے ناکامی کہ اس سودے بازی میں بھی تمہیں ہزیمت اٹھانا پڑی۔ ❷

چھٹی بار: تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کے قتل کی ایسی منظم اور گہری سازش تیار کی جس میں آپ ﷺ کے زندہ بچنے کا ایک فیصد بھی امکان نہ تھا۔ تمہارے گیارہ جنگجو ساتھیوں نے ننگی تلواروں سے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا، ❸ لیکن وائے نصیب! تمہاری بدبختی یہاں بھی غالب آئی اور پیغمبر اسلام ﷺ بچ گئے اور تم سر پیٹتے رہ گئے۔

ساتویں بار: اپنا گھر بار چھوڑنے کے باوجود تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کا تعاقب نہ چھوڑا اور انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے لئے عین غار ثور کے دھانے پر پہنچ گئے، لیکن تکبر اور غرور سے اکڑی ہوئی گردنیں تمہاری کامیابی میں رکاوٹ بن گئیں اگر تم نیچے اپنے پاؤں کی طرف دیکھ لیتے تو تمہارے دونوں ''دشمن'' وہیں موجود تھے، انہیں قتل کر کے تم ہمیشہ کے لئے ''سرخرو'' ہو سکتے تھے، لیکن یہ ''سرخروئی'' تو ازل سے تمہارے مقدر میں لکھی ہی نہیں گئی، لہٰذا اس بار بھی نامراد رہے۔

آٹھویں بار: بدر میں بدترین اور ذلت آمیز شکست کا بدلہ لینے کے لئے تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کروانے کے لئے اپنے ایک نمائندے کو مدینہ بھیجا...... وائے ناکامی کہ وہ نمائندہ پیغمبر اسلام ﷺ سے ملاقات کے بعد فوراً نقد جاں ہار بیٹھا اور تم پھر ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ❹

---

❶ ملاحظہ ہو شعب ابی طالب میں محصوری کا پس منظر۔

❷ قریش مکہ نے ابوطالب سے عمارہ بن ولید کے بدلہ حضرت محمد ﷺ کو ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا جسے ابوطالب نے بڑی جرأت سے ٹھکرا دیا۔

❸ اشارہ ہے واقعہ ہجرت کی طرف۔

❹ مراد ہیں عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ، جو قتل کے ارادے سے آئے، لیکن مسلمان ہو گئے۔

نویں بار: تم نے مکان کی چھت سے پیغمبر اسلام ﷺ پر پتھر گرا کر قتل کرنے کی سازش کی لیکن تمہارا منصوبہ مکمل ہونے سے پہلے ہی پیغمبر اسلام ﷺ وہاں سے رخصت ہو گئے اور تم پھر اپنی بدقسمتی پر سر پیٹتے رہ گئے۔ ❶

دسویں بار: پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کرنے کے لئے تم نے پھر اپنا نمائندہ بھیجا۔ تمہاری بدقسمتی کہ وہ گرفتار ہو کر پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر خود دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا ❷ تمہاری بدبختی اور نامرادی پر پھر ایک بار مہر تصدیق ثبت ہو گئی۔

گیارھویں بار: تمہاری عقل عیار نے پیغمبر اسلام ﷺ کو زہر آلود کھانے کے ذریعہ قتل کرنے کی سازش تیار کی لیکن اس میں بھی تم ناکام اور نامراد رہے۔ ❸

بارھویں بار: ایک سفر کے دوران بے خبری کے عالم میں تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی، لیکن تمہاری بدبختی اور نامرادی پھر تمہارے آڑے آ گئی۔ ❹

تیرھویں مرتبہ: تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کرنے کے لئے اپنے دست راست ''شہنشاہ معظم خسرو پرویز'' کا انتخاب کیا، لیکن ملعون پرویز اپنے منصوبہ قتل پر عملدرآمد سے پہلے ہی کیفر کردار کو پہنچ گیا اور تم پھر اپنی بدقسمتی پر ہاتھ ملتے رہ گئے۔

چودھویں بار: تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کو ایک ماہر جادوگر کے ذریعہ قتل کرنے کی سازش کی، اس سازش میں بھی تمہیں ذلیل اور رسوا ہونا پڑا۔

پندرھویں مرتبہ: تم نے دوران طواف میں آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہا، لیکن اس بار بھی منہ کی کھانا پڑی۔ ❺

---

❶ بنونضیر سے دیت کی رقم کا مطالبہ کرنے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

❷ مراد ہیں حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ۔

❸ فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کھلانے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

❹ یہ واقعہ غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر پیش آیا۔

❺ فتح مکہ کے بعد فضالہ بن عمیر نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن ہمت نہ کر سکا۔

سولھویں بار: غزوہ تبوک سے واپسی پر تم نے پھر پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کرنا چاہا، لیکن تمہاری بدبختی اور بدنصیبی نے وہاں بھی تمہارا پیچھا نہ چھوڑا۔

سترھویں بار: تم نے پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کے آخری دنوں میں دھوکے سے قتل کروانے کی سازش کی جو پہلی سازشوں کی طرح ناکام ہوئی۔ ❶

عہد نبوت کے ختم ہوتے ہی تم نے ایک نئے ولولہ اور نئے عزم سے اسلام اور ملت اسلامیہ کو ملیا میٹ کرنے کی سازشیں شروع کر دیں۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں تم نے ملت اسلامیہ کے خلاف مکروہ سازشیں اور ابلیسی چالیں نہ چلی ہوں۔ تمہاری سب سے زیادہ موثر چال ملت اسلامیہ میں طمع اور لالچ کے ذریعہ یا خوف اور دہشت کے ذریعہ غداروں کا ٹولہ پیدا کرنا اور اسے اپنے اہداف کے حصول کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اپنی اس ابلیسانہ چال سے بلاشبہ تم نے تاریخ میں بہت سے ''کارہائے نمایاں'' سرانجام دیئے ہیں۔ مصر، شام، فلسطین، الجزائر، انڈونیشیا، سوڈان، ایران، عراق، ترکی، افغانستان، پاکستان، غرض دنیا میں کون سا ایسا اسلامی ملک ہے جس میں تم نے اپنا یہ ہتھکنڈہ استعمال نہیں کیا۔ تمہاری ان مکارانہ اور عیارانہ دسیسہ کاریوں اور سازشوں کے نتیجہ میں آج واقعی ساری کی ساری ملت اسلامیہ لہولہان اور زخم زدہ ہے، مشکلات اور مصائب سے دوچار ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ الگ الگ فرقوں اور گروہوں میں بٹ چکی ہے۔

چند سال قبل ''دہشت گردی'' کے نام پر تم نے مکر وفریب پر مبنی جو اصطلاح وضع کی وہ واقعی تاریخ انسانی کی سب سے انوکھی دریافت ہے جس نے تمہارے ہاتھ میں ایک ایسی جادو کی چھڑی تھما دی ہے جس سے تم دنیا میں جہاں چاہو جتنا چاہو، ملت اسلامیہ کا بے دریغ خون بہا سکتے ہو، تم اپنی اس ہنرمندی پر پھولے نہیں سما رہے اور آئے روز اپنی کامیابیوں کے بلند بانگ دعوے بھی کرتے رہتے ہو، لیکن کبھی تم نے گزشتہ چودہ سو سالہ کشمکش کے مسلمہ حقائق پر بھی غور کیا ہے؟ اگر تمہیں اپنی سازشوں اور مکر وفریب کی چالوں سے کبھی فرصت ملے تو ذرا تاریخ کے اس ناقابل تردید پہلو پر بھی سوچنا کہ ایک وقت وہ تھا جب شجر اسلام کی

---

❶ عامر بن صعصہ، اربد بن قیس، خالد بن جعفر اور جبار بن اسلم نے آپ ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، لیکن قتل کرنے کی ہمت نہ کر پائے۔

آبیاری کرنے والے صرف دو آدمی تھے اور تمہارے پاس ایک طاقتور جتھہ موجود تھا۔ ❶

اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے وہ بہترین وقت تھا، لیکن یہ تمہاری بدقسمتی تھی کہ تم ایسا نہ کر سکے پھر تمہاری آنکھوں کے سامنے دو آدمیوں سے تین آدمی ہوئے (حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہوا) پھر تین آدمیوں سے چار ہوئے (حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہوا) پھر چار سے پانچ ہوئے (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہوا) پھر پانچ سے چھ ہوئے (حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہوا) پھر چھ سے سات ہوئے (حضرتؓ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہوا)......ان سات افراد کی قلیل اور بے سروسامان جماعت کے مقابلہ میں تمہارے پاس پوری حکومت کی قوت قاہرہ موجود تھی۔ تم بڑی آسانی سے گنتی کے ان چند افراد کو ختم کر سکتے تھے، لیکن ناکامی اور نامرادی تمہارا مقدر بنی اور تم اپنی ساری قوت جابرہ کے باوجود یہ ''کارنامہ'' سرانجام نہ دے سکے۔ پھر جب مسلمانوں کی تعداد ستر یا اسی کے قریب پہنچ گئی تو تمہاری حمیت جاہلیہ نے جوش مارا اور تم نے پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لئے مصائب و آلام کے پہاڑ کھڑے کر دیئے، درندگی اور سفاکی کی ایسی ایسی مثالیں قائم کیں کہ زمین و آسمان کانپ اٹھے، لیکن اس کے باوجود تم مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روک نہ سکے۔ دیکھتے دیکھتے ستر اسی کی تعداد سو سے تجاوز کر گئی پھر دو سو پھر تین سو ہو گئی اور تم اپنے سارے لاؤ لشکر اور قوت قاہرہ و جابرہ کے باوجود قافلہ اسلام کا راستہ نہ روک سکے۔ جانثاران اسلام تمہارا ظلم اور سفاکی برداشت کرتے رہے، لہولہان ہوتے رہے، قربانیاں دیتے رہے، اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہے اور قدم بقدم آگے بڑھتے رہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ قافلہ سخت جاں کسی بھی مرحلہ میں رکا نہ تھما، ڈرا نہ سہما، بلکہ بے خوف و خطر چلتا رہا۔ یہ دیکھ کر تمہارے سینے پر سانپ لوٹنے لگے اور تم نے کھلی جنگ میں مسلمانوں کو تہس نہس کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سامان حرب و ضرب سے لیس ایک ہزار جنگجوؤں کا لشکر لے کر 313 مسلمانوں کی بے سروسامان جماعت پر چل پڑے، لیکن بدبختی اور نامرادی تمہارا مقدر ٹھہری۔ تم ایسی رسوا کن اور ذلت آمیز شکست سے

---

❶ مراد ہیں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ...... دوسرے ایمان لانے والوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ خاتون خانہ تھیں، دوسرے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے جو غلام تھے اور تیسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، جو ابھی نوعمر تھے...... یہ تینوں افراد کفار کے سامنے مزاحمت یا دباؤ کا مقابلہ کرنے میں آپ ﷺ کے لئے زیادہ مددگار ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔

دوچار ہوئے جسے تم آج تک بھلا نہیں سکے۔ دوسری طرف قافلہ اسلام اس عظیم الشان فتح کے نتیجہ میں ایک نئی آن بان کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگیا جسے دیکھ کر تمہارا جذبہ انتقام دوآتشہ ہوگیا اور تم دوبارہ تین ہزار جنگجوؤں کا لشکر جرار لے کر صرف 700 مسلمانوں پر چڑھ دوڑے اور مسلمانوں کی اس قلیل سی جماعت کو ختم کرنے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی جان لینے میں تم نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مسلمانوں کے عارضی نقصان پر تم پھولے نہیں سمارہے تھے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ آئندہ کے لئے تم نے مسلمانوں کی کمر توڑ دی ہے اور وہ کبھی سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے، لیکن یہ دیکھ کر تم غیظ وغضب کی آگ میں جلنے لگے کہ پیغمبر عربی ﷺ کا یہ قافلہ بڑا پر عزم اور جی دار ہے اپنے سے کئی گنا بڑے اور طاقتور دشمن کے ساتھ دو دو ہاتھ کرتا ہے، آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہے، مرتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے، زخموں سے چور اور لہولہان ہونے کے باوجود پھر مدِ مقابل آ کھڑا ہوتا ہے اور نئے عزم اور نئے جذبوں سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوجاتا ہے، چنانچہ ایک بار پھر تم نے ''ہم نہیں یا تم نہیں'' کے جذبہ سے طمع اور لالچ دے کر یا خوف اور دہشت پھیلا کر مختلف قبائل کو یکجا کر کے ایک عظیم الشان اتحاد قائم کیا اور دس ہزار جنگجوؤں کا لشکر جرار لے کر مسلمانوں پر چڑھ دوڑے، لیکن پیغمبر عربی ﷺ کے صرف ایک ہزار جانثاروں نے تمہارے سارے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیئے اور تمہاری ساری قوت، ساری سازشیں، سارے منصوبے اور ساری خواہشات دھری کی دھری رہ گئیں۔ تم نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں کے ساتھ صلح کا ڈول ڈالنے پر مجبور ہوگئے، صلح کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کے پروانوں میں جس تیزی سے اضافہ ہوا اس نے تمہارے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے۔ صرف چھ سالوں میں مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی اور یوں تم پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی بار بار ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوتے رہے۔ ناکامی اور نامرادی نے کبھی تمہارا دامن نہ چھوڑا۔

گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران پلوں کے نیچے سے اتنا پانی گزر چکا ہے کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ تمہاری مکروفریب سے پُر چالوں، سازشوں اور دسیسہ کاریوں کے باوجود پوری دنیا میں پیغمبر عربی ﷺ کے غلاموں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے تجاوز کر چکی ہے اور اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا

ہے...... چند مربع فٹ پر مشتمل مسجد نبوی سے اسلام کی تعلیم و تدریس اور دعوت و تبلیغ کا شروع ہونے والا مختصر سا سلسلہ کروڑہا کروڑ مساجد، مدارس اور اسلامی مراکز کے ذریعہ ساری دنیا میں اس قدر پھیل چکا ہے کہ آج روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا باقی نہیں بچا جس پر پیغمبر اسلام ﷺ کا لایا ہوا دین نہ پہنچا ہو...... کس قدر احمق اور نادان ہو تم، تعصب اور اسلام دشمنی نے تمہارے اندر اتنی بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں چھوڑی کہ جب مسلمانوں کی جماعت مکہ کی چھوٹی سی بستی میں گنتی کے چند افراد پر مشتمل تھی اس وقت تو تم انہیں ملیا میٹ نہ کر سکے اور بار بار ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوتے رہے اور آج جب پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے تجاوز کر رہی ہے تو تم انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے بلند بانگ دعوے کر رہے ہو؟

ذرا غور کرو! چند سال قبل ''دہشت گردی'' کے عنوان سے قافلۂ اسلام کا راستہ روکنے کے لئے تم نے جو ''عظیم الشان'' ڈرامہ رچایا تھا، اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ بلاشبہ تم نے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا، پوری دنیا میں دہشت اور خوف کی فضا پیدا کی، ہر جگہ مشکلات اور مصائب کے پہاڑ کھڑے کر دیئے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ نے بھی اپنے آپ کو دھرانا شروع کر دیا۔ جس اسلام کو مٹانے کے لئے تم نے یہ خود ساختہ ڈرامہ سٹیج کیا تھا وہی اسلام ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا، جس پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین اور گستاخی کرنے کے لئے تم نے ہزاروں بہانے تراشے تھے ان کے اسم مبارک کا چرچا چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ جس قرآن کریم کی تم نے بے حرمتی کرنی چاہی تھی وہی قرآن ساری دنیا کی آنکھوں کا تارا بن گیا، جن مسلمانوں کو تم نے ''دہشت گرد'' قرار دے کر ملیامیٹ کرنا چاہا اسی مٹھی بھر جماعت نے ہر جگہ تمہارا ناطقہ بند کر دیا اور آج پھر تم پہلے کی طرح ذلت اور رسوائی کے ساتھ تاریخ میں عبرت کا نشان بن چکے ہو، اگر تم اپنی آنکھوں سے اسلام دشمنی کی پٹی اتار کر تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہو تو آج بھی کر سکتے ہو۔ گزشتہ چودہ سو سال سے نوشتۂ دیوار تمہارے سامنے ہے۔

﴿ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ ﴾ ترجمہ: ''ہم پہلے ہی اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے یہ وعدہ کر چکے ہیں کہ ان کی یقیناً مدد

کی جائے گی اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔" (سورۃ الصّف، آیت نمبر 172 تا 174)

لیکن اگر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے دشمنی اور تعصب تمہیں یہ نوشتہ دیوار پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا تو پھر یاد رکھو تم پچاس سالہ نہیں پانچ سو سالہ منصوبہ بنالو، دنیا کے پچاس نہیں پانچ سو ممالک کو اپنا اتحادی بنالو اور اپنے اتحادیوں سمیت آسمان سے الٹے بھی لٹک جاؤ تب بھی تم اسلام اور مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکتے نہ ان کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روک سکتے ہو۔ روز ازل سے لوح قلم میں یہ لکھا جا چکا ہے ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے اللہ یقیناً بڑی قوت والا اور سب پر غالب رہنے والا ہے۔" (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 21) جسے بدلنا روز ابد تک تمہارے بس میں نہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى !

انبیاء کرام اور معجزات:

معجزہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ایسا کام جسے کرنے سے تمام لوگ عاجز ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ اسے کسی نبی کے ہاتھ پر نشانی کے طور پر ظاہر فرما دیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے بہت سے معجزات کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا پہاڑ سے برآمد ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کا نہ جلانا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بننا اور ہاتھ کا چمکتے سورج کی طرح روشن ہو جانا، حضرت سلمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور جنات کا مسخر ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اندھے کو بینا کرنا اور مردے کو زندہ کرنا یہ سب مختلف معجزات ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے معجزات تعداد میں شاید تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہیں جن کی تفصیل کتاب ہذا کے باب "آپ ﷺ کے معجزات" میں موجود ہے۔ ان میں سے بعض معجزات یہ ہیں...... قرآن مجید کا قیامت تک محفوظ رہنا، چاند کے دو ٹکڑے ہونا، مکہ کے سنگریزوں کا آپ ﷺ کو سلام کہنا، دوران ہجرت سراقہ بن مالک کے گھوڑے کا زمین میں دھنس جانا، ام معبد رضی اللہ عنہا کی لاغر اور دبلی پتلی دودھ سے خشک بکری کا کثیر مقدار میں دودھ دینا، احد پہاڑ کا آپ ﷺ کے پاؤں کی ضرب سے ساکن ہو جانا، جنگ بدر میں لکڑی کا لوہے کی تلوار بن جانا، دس

آدمیوں کا کھانا ہزار آدمیوں کو کفایت کرنا، تقریباً ایک لٹر پانی سے پندرہ سو آدمیوں کا سیراب ہونا، دو درختوں کا چل کر آنا اور رفع حاجت کے لئے آپ ﷺ کو پردہ مہیا کرنا پھر اپنی جگہ واپس چلے جانا، درخت کا آپ ﷺ سے کلام کرنا، چند کھجوروں میں ڈھیروں من کا اضافہ ہو جانا، کیکر کے درخت کا کلمہ شہادت پڑھنا، کھجور کے خوشہ کا درخت سے الگ ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا، کلمہ شہادت پڑھنا اور پھر واپس اپنی جگہ پر چلے جانا، بھیڑیئے کا آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا، کھانا تناول فرماتے ہوئے کھانے سے تسبیح وتقدیس کی آواز آنا، اونٹ کا اپنے مالک کے خلاف آپ ﷺ سے شکایت کرنا، کھجور کے تنے کا آپ ﷺ کے فراق میں آنسو بہانا، رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر کرنا اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر جانا اور پھر واپس مکہ تشریف لانا، کفّار مکہ کا بیت المقدس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرنا اور آپ ﷺ کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا، یہ تمام واقعات آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے تمام معجزات احادیث شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔ صرف دو معجزے ایسے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ① چاند کے دو ٹکڑے ہونا ② رسول اکرم ﷺ کا رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف سفر کرنا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ معجزہ ایک خلافِ عادت اور عقل سے بالاتر چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقل پرستی کے مرض میں مبتلا لوگوں نے ہر معجزے کی کوئی نہ کوئی تاویل کر کے معجزات کا انکار کیا ہے۔ بلاشبہ ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل سے سرفراز فرمایا ہے، لیکن ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو غیر محدود عقل نہیں دی بلکہ بہت ہی محدود عقل دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾ یعنی ”تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو۔“ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 85) اس لئے حصول ہدایت میں عقل کا حصہ آدھا یا اس سے بھی کم ہے۔ ہدایت کو مکمل کرنے والی چیز علم وحی (قرآن وحدیث) ہے، لہٰذا جو شخص علم وحی کے بغیر عقل استعمال کرے گا وہ یقیناً گمراہ ہو گا اور جو شخص علم وحی (قرآن وحدیث) کی روشنی میں عقل استعمال کرے گا وہ یقیناً ہدایت پائے گا۔

عقل انسان کو یہ بتاتی ہے کہ جو چیز نظر نہ آئے، اس کا انکار کر دو، لہٰذا انسان نے اللہ تعالیٰ کے وجود

کا انکار کر دیا جبکہ علم وحی (قرآن وحدیث) نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتی اور صفات کے ساتھ موجود ہے، لہٰذا درست بات وہی ہے جو علم وحی نے بتائی۔ عقل انسان کو یہ بتاتی ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہیں ،لیکن علم وحی نے بتایا کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا یقینی ہے، لہٰذا درست عقیدہ وہی ہے جو علم وحی (قرآن وحدیث) نے بتائی ہے۔پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہدایت کے لئے معیار قرآن وحدیث ہے عقل نہیں۔

ہمارے ہاں بعض دانشوروں نے قرآن وحدیث میں فرق کرتے ہوئے قرآن کو تو ذریعہ ہدایت تسلیم کیا ہے لیکن حدیث کی حجیت کا انکار کیا ہے۔اس گمراہی کو باقاعدہ ایک مکتب فکر کی شکل دینے کا سہرا مغربی تہذیب اور مادی ترقی سے شدید مرعوب سر سید احمد خان (1817-1898ء) کے سر ہے جنہوں نے نیچریت (عقل پرستی) کی بنیاد پر قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس میں نہ صرف معجزات کا انکار کیا بلکہ جنت اور جہنم کے وجود، ملائکہ اور جنات کے وجود، عذاب قبر اور علامات قیامت مثلاً سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض کا ظہور اور نزول عیسیٰ کا بھی انکار کیا۔پھر اسی مکتبہ فکر کی گود سے مرزا غلام احمد قادیانی نے جنم لیا، جنہیں ختم نبوت یا نزول مسیح کے بارے میں احادیث کا انکار کرنے اور ان کی من مانی (عقلی) تاویلیں کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی جس کے نتیجہ میں انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔مرزا غلام احمد قادیانی (1840-1908ء) کے بعد نیاز فتح پوری (1877-1966ء) اور محمد اسلم جیراجپوری (1899ء) نے فتنہ انکارِ حدیث کی آبیاری کی جن کے بعد غلام احمد پرویز (1903-1985ء) اس تحریک کے سب سے بڑے علمبردار بن کر اٹھے، انہوں نے قرآن وحدیث کے بجائے عقل کو معیار ہدایت بناتے ہوئے یہ فتویٰ صادر فرمایا ''جہاں تک معاملات کا تعلق ہے تنزیل (یعنی قرآن) نے ان کی صرف حدود بیان کر دی ہیں باقی رہیں جزوی تفصیلات تو ان کو انسانوں کی عقل وبصیرت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔[1]

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''اللہ اور رسول سے مراد مرکز نظام اسلامی ہے جہاں سے قرآنی احکام نافذ ہوں۔''[2]

---

[1] مقام سنت از غلام احمد پرویز، ص 62

[2] معراج انسانیت، از غلام احمد پرویز، ص 318

اندازہ فرمائیے ! شریعت اسلامیہ کو اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھوں سے نکال کر حکومت وقت کے ہاتھوں میں دینے کے بعد پانچ نمازوں کی بجائے ایک یا دو نمازیں پڑھنے ،تیس کے بجائے دو یا تین روزے رکھنے ، زکاۃ کی شرح کم وبیش کرنے ، حج اور قربانی کے بجائے روپیہ فلاحی کاموں میں استعمال کرنے ، قانون قصاص ختم کرنے ،قوانین حدود میں ترمیم کرنے ،عورت مرد کو مساوی حقوق دینے ،مخلوط محافل قائم کرنے ،عورت کو طلاق اور اسقاط کا حق دینے ،مردوں کو جنس پرستی کا حق دینے ،سود کو جائز قرار دینے ،موسیقی کو روح کی غذا قرار دینے ،میراتھن ریس کو حج کے اجتماع سے تشبیہ دینے ،عورت کا مردوں کی امامت کروانے ،حجاب اور داڑھی کو تاریک خیالی قرار دینے سے حکومت کو کون روک سکے گا؟

حکومت وقت کو ''رسالت اور الوہیت'' کا یہ مرتبہ دینے پر تمام حکومتیں منکرین احادیث کی بصد مسرت سرپرستی کرتی چلی آرہی ہیں۔موجودہ روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت کے عہد میں اس مکتب فکر کے سرخیل حلقہ اشراق کے ''امام'' حضرت جاوید غامدی ہیں ،جن پر موجودہ روشن خیال حکومت اسی طرح مہربان ہے جس طرح پرویز صاحب پر ایوب حکومت مہربان تھی۔

معجزات کا انکار تو فتنہ انکار حدیث کا محض ایک پہلو ہے وگرنہ حقیقت یہ ہے کہ انکار حدیث دراصل اسلام کی پوری کی پوری عمارت کو منہدم کرنے کا عظیم فتنہ ہے۔جس کا سد باب کرنے کی فکر ہر باشعور مسلمان کو کرنی چاہئے۔اَللّٰہُ یَجْتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَھۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ!

☆☆☆

فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ ایک ایسا موضوع ہے جس کے ان گنت پہلو ہیں ۔ ہر پہلو اپنے اندر فضائل اور عظمت کی ایک ایسی دنیا سمیٹے ہوئے ہے کہ اس کی تکمیل کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا ''آپ ﷺ کا اخلاق پورا قرآن ہے۔''جس طرح قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح قیامت تک مکمل نہیں ہوسکتی ، اسی طرح سیرت طیبہ کا موضوع بھی قیامت تک مکمل نہیں ہوسکتا۔ چودہ صدیوں سے لکھنے والے لکھ رہے ہیں اور قیامت تک لکھتے چلے جائیں گے ،لیکن یہ موضوع پھر بھی تشنہ ہی رہے گا۔میں نے کتاب ہذا میں سیرت طیبہ کے صرف دو پہلوؤں کو نمایاں کرنے کی حقیری سی کوشش کی ہے۔

اولاً : رسول اکرم ﷺ کو اسلام کی دعوت پھیلانے میں کفار ومشرکین کے ہاتھوں کیسی کیسی

تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں۔

ثانیاً : آپ ﷺ کی ذات سر تا سر رحمت تھی، سر تا سر عفو و کرم تھی، اپنوں کے لئے ہی نہیں غیروں کے لئے بھی، صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ حیوانوں اور غیر جانداروں کے لئے بھی۔

سیرت طیبہ کے ان دو پہلوؤں کو اجاگر کرنے سے مطلوب یہ ہے کہ:

اہل ایمان کو یہ شعوری احساس ہو کہ دین اسلام کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے کس قدر شدید تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں نیز یہ کہ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے کتنے رحیم و کریم، شفیق اور مہربان تھے۔ یہ شعوری احساس یقیناً ہر مومن آدمی کے دل میں اپنے محسن اعظم ﷺ کی عقیدت اور محبت میں اضافہ کا باعث بنے گا۔ ایسی عقیدت اور ایسی محبت جو دنیا کے کسی دوسرے انسان سے نہ ہو......نہ ماں سے نہ باپ سے نہ بیوی بچوں سے...... یہ دونوں باتیں یقیناً ایک غیر مسلم قاری کو بھی سوچنے پر مجبور کریں گی کہ وہ ذات جس نے اپنی ساری امت کی خیر اور بھلائی کے لئے اتنی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں اور وہ ذات جو غیر مسلموں کے لئے بھی ویسی ہی رحیم و کریم اور شفیق و مہربان تھی جیسے مسلمانوں کے لئے، وہ ذات قاتل اور دہشت گرد کیسے ہو سکتی ہے؟

اس کتاب کے مطالعہ سے اگر کسی ایک ہی فرد کی سوچ یا طرز عمل کی اصلاح ہو جائے تو میرے لئے یہ ایک عظیم سعادت ہوگی۔

فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ کا موضوع اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک یہ واضح نہ ہو کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ایک مومن پر کیا کیا فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ یا دوسرے الفاظ میں رسول اکرم ﷺ کے ایک مومن پر کونسے حقوق ہیں جو اسے ادا کرنے چاہئیں۔ مثلاً آپ ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کا انداز کیا ہونا چاہئے؟ آپ ﷺ کا ادب اور احترام کس درجہ کا ہونا چاہئے؟ آپ ﷺ سے عقیدت اور محبت کیسی ہونی چاہئے؟ آپ ﷺ کی عزت اور ناموس کا تحفظ کیسے کرنا چاہئے؟ آپ ﷺ کی توہین اور استہزاء کرنے والوں کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہئے؟

ابتداءً تو یہی خیال تھا کہ ان مضامین کو بھی اسی کتاب میں شامل کیا جائے گا، لیکن موضوع کی اہمیت اور کتاب کی ضخامت کے پیش نظر ان مضامین کو الگ کتاب میں مرتب کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا جس کا نام

"حقوق النبی ﷺ" ہوگا جو کہ دراصل "فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ" ہی کا دوسرا حصہ ہوگا۔ان شاء اللہ!

"فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ" کی طباعت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجا لاتا ہوں کہ سارے نیک کام اسی کی توفیق اور اس کے فضل وکرم سے پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔ورنہ من آنم کہ من دانم!

کتاب میں خوبیوں کے تمام پہلو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان کا نتیجہ ہیں جبکہ خامیوں اور غلطیوں کے تمام پہلو میرے نفس کے شر اور شیطان کے طرف سے ہیں جن کے لئے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے حضور توبہ واستغفار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی مغفرت سے کبھی محروم نہیں فرمائے گا۔ وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا(4:19)

کتاب کی تیاری، طباعت اور نشر واشاعت میں حصہ لینے والے تمام واجب الاحترام حضرات کا میں درجہ بدرجہ شکر گزار ہوں خصوصاً اہل علم کا جو مجھے اپنی قیمتی آراء سے مستفید فرماتے رہتے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور بڑی عاجزی اور انکسار کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے سلسلہ تفہیم السنہ کو ہمارے لئے، ہمارے آباؤ اجداد کے لئے، ہمارے اساتذہ کرام کے لئے، ہمارے اہل وعیال کے لئے، ہمارے اعزہ واقارب کے لئے اور ہمارے دوست احباب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔روز قیامت رسول رحمت ﷺ کی شفاعت اور رب رحیم وکریم کی مغفرت کا باعث بنائے نیز ہم سب کو اپنی بے پایاں رحمت سے نوازتے ہوئے جہنم کے عذاب سے بچالے اور جنت الفردوس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین!

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

17 جمادی الثانی 1428ھ

مطابق 2 جولائی 2007ء

الرياض، المملكة العربية السعودية

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اے ہمارے رب! ان لوگوں میں انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھا جو انہیں تیری آیات سنائے، کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے (سورہ البقرۃ، آیت 129)

بنـــو قـــریش

① فـــهـــر (فہر کا لقب قریش [1] ہے)

② غـــالب

③ لـــوی

④ کعـــب ← عدی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان)

⑤ مـــرۃ ← تیم (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان) — ⑤ ← مخزوم (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کا خاندان)

⑥ کـــلاب ← زهره (والدہ رسول اللہ ﷺ، سیدہ آمنہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا خاندان)

⑦ قـــصی ← عبدالدار (کلید بردار کعبہ، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا خاندان) — ⑦ ← عبدالعزی (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، ورقہ بن نوفل اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا خاندان)

⑧ عبد مناف ← عبد الشمس ← امیہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان) ← (سلسلہ خلافت بنوامیہ) — ⑧ ← مطلب (امام شافعی رحمۃ اللہ کا خاندان)

⑨ هـــاشم [2]
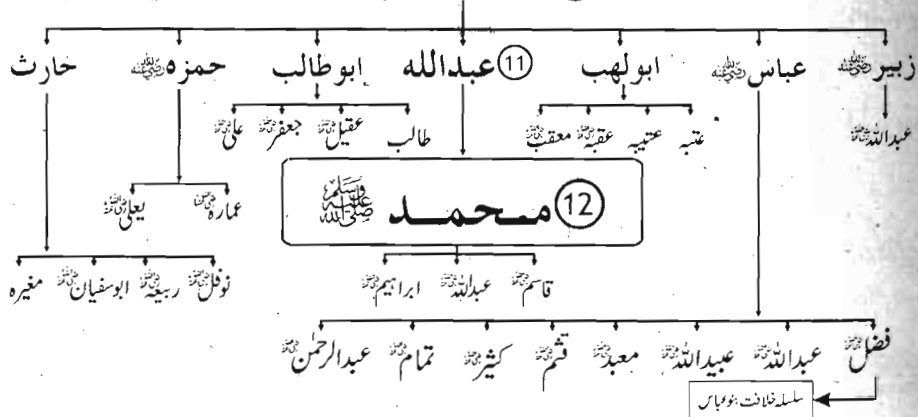
[1] عربی زبان میں قریش سمندر کی وہیل مچھلی کو کہتے ہیں جو سمندر کا سب سے بڑا جانور سمجھا جاتا ہے۔ فہر اپنے وقت میں سب سے زیادہ طاقتور تھا اس لئے اسے قریش کا لقب دیا گیا۔

[2] عربی زبان میں ہاشم کا مطلب ہے "ٹکڑے کرنے والا" ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا اس وقت ہاشم تجارت کے لئے شام گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر اپنے اونٹ روٹیوں اور آٹے سے بھر لائے اور مکہ پہنچ کر دعوت عام کی جس میں روٹیاں توڑ کر گوشت اور شوربے کے ساتھ کھلائی گئیں اس کے بعد ان کا نام ہاشم پڑ گیا۔ اصل نام "عمرو" تھا۔

[3] عبدالمطلب جب پیدا ہوئے تو قدرتی طور پر ان کے سر کے بال سفید تھے لہٰذا ان کا نام "شیبہ" (بوڑھا) رکھا گیا لیکن اپنے دادا کے بھائی "مطلب" سے تعلق کی بناء پر عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوئے۔ عبدالمطلب کی سرداری کے زمانہ میں واقعہ فیل پیش آیا۔ بنو جرہم نے زمزم بند کر دیا تھا عبدالمطلب نے اسے دوبارہ کھولا۔ عبدالمطلب نے ہی رسول اکرم ﷺ کا نام "محمد" رکھا اور آٹھ برس تک آپ ﷺ کی پرورش کی۔

وِلَادَتُـــهُ (ﷺ) السَّعِيْـــدَةُ

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت

مسئلہ 1 آپ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل، ربیع الاول کے مہینہ میں بروز سوموار ہوئی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ.[1]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: عام الفیل سے مراد وہ سال ہے جس سال ابراہہ نے ہاتھیوں کے لشکر سے بیت اللہ شریف پر حملہ کرنا چاہا لیکن تباہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش واقعہ فیل سے پچاس دن بعد ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ فِيْ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ . رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ[2]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ربیع الاول میں سوموار کے روز پیدا ہوئے۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، باب ولد النبی ﷺ عام الفیل

[2] البدایۃ والنہایۃ، الجزء الثانی، سیرۃ الرسول، باب مولد رسول اللہ ﷺ

اَسْمَائُهُ (ﷺ) الْمُبَارَكَة

آپ ﷺ کے اسماءِ مبارکہ

مسئلہ 2 آپ ﷺ کے درج ذیل پانچ نام ہیں:

﴿1﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿2﴾ اَحْمَدُ ﷺ ﴿3﴾ مَاحِيٌ ﷺ ﴿4﴾ حَاشِرٌ ﷺ

﴿5﴾ عَاقِبٌ ﷺ

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِيُ الَّذِيْ يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں محمد (تعریف کیا گیا) ہوں، میں احمد (بہت زیادہ حمد کرنے والا) ہوں اور میں ماحی ہوں جس کے ذریعے کفر مٹایا جائے گا اور میں حاشر ہوں جس کے بعد دوسرے لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں آنے والا) ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 3 دیگر اسماءِ گرامی نَبِيُّ الرَّحْمَةِ اور نَبِيُّ التَّوْبَةِ ہیں۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهُ اَسْمَاءً فَقَالَ ((اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَحْمَدُ وَ الْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَ نَبِيُّ التَّوْبَةِ وَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ہم سے بیان

---

[1] كتاب الفضائل ، باب في اسمائه ﷺ

[2] كتاب الفضائل ، باب في اسمائه ﷺ

فرمائے اور فرمایا ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، اور مقفی (سب کے بعد آنے والا) ہوں اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ (جس نبی کے ہاتھ پر لوگوں کی توبہ قبول ہو) اور نبی الرحمہ (جس نبی کی شریعت سر تا سر رحمت ہو) ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 4 بَشِیْرٌ اور نَذِیْرٌ بھی آپ ﷺ کے صفاتی نام ہیں۔

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ﴾(28:34)

''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشیر (خوشخبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔'' (سورہ سبا، آیت نمبر 28)

مسئلہ 5 مُزَمِّل اور مُدَثِّر بھی آپ ﷺ کے نام ہیں۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ○نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ○اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ○﴾(4-1:73)

''اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، رات کے وقت کچھ دیر کے لئے قیام کیا کرو، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو یا اس سے کچھ زیادہ کر لو اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔'' (سورہ المزمل، آیت نمبر 1-4)

﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○قُمْ فَاَنْذِرْ ○وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ ○﴾(3-1:74)

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے، اٹھو اور (لوگوں کو) خبردار کرو اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔'' (سورہ المدثر، آیت نمبر 1-3)

مسئلہ 6 شَاهِد، مُبَشِّر اور نَذِیْر بھی آپ ﷺ کے اسمائے گرامی ہیں۔

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○﴾(8:48)

''بے شک ہم نے آپ کو شاہد (گواہی دینے والا)، مبشر (خوشخبری سنانے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔'' (سورہ الفتح، آیت نمبر 8)

مسئلہ 7 نَبِیُّ الْمَلْحَمَةِ بھی آپ ﷺ کا اسم مبارک ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَا نَبِیُّ الْمَلْحَمَةِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ. [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں جنگوں کا نبی ہوں۔'' اسے احمد نے

[1] صحیح الجامع الصغیر، للالبانی، رقم الحدیث 1486

روایت کیا ہے۔

مسئلہ 8 مُتَوَکِّلُ بھی آپ ﷺ کے اسماء میں سے ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 48 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 9 آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

مسئلہ 10 آپ ﷺ کی کنیت رکھنا منع ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِی السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ : یَا اَبَا الْقَاسِمِ ! فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ ((سَمُّوْا بِاِسْمِی وَ لاَ تَکْنُوْا بِکُنْیَتِی)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ بازار میں (جا رہے) تھے ایک آدمی نے آواز دی ”اے ابوالقاسم!“ آپ ﷺ نے توجہ فرمائی (تو اس نے کہا میں نے آپ ﷺ کو آواز نہیں دی، تب) آپ ﷺ نے فرمایا ”میرا نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بعض اہل علم کے نزدیک کنیت نہ رکھنے کا حکم آپ ﷺ کی زندگی تک تھا۔ واللہ اعلم بالصواب!

[1] کتاب المناقب ، باب کنیة النبی ﷺ

اَلْـوَجْـهُ الطَّـيِّبُ

حلیہ مبارک

① وَجْـهُـهٗ ﷺ : آپ ﷺ کا چہرہ مبارک

مَسْئلہ 11 آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ حسین وجمیل تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ لَيْلَةٍ اَضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اِلَى الْقَمَرِ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، میں ایک نظر رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور ایک نظر چاند کو، اس وقت آپ ﷺ سرخ رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے، مجھے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ خوبصورت لگا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسے چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

❶ مختصر شمائل المحمدية ، للالبانی ، رقم الحديث 8

❷ كتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ

② یَـــدَاہُ ﷺ : آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک

مَسئلہ 12 آپ ﷺ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذْتُ بِیَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰی وَجْهِیْ فَاِذَا هِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ اَطْیَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْکِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے چہرے پر رکھا، آپ ﷺ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ اچھی تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

③ کَـــفَّـاہُ ﷺ : آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک

مَسئلہ 13 آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم و نازک تھی۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِیْرًا وَ لَا دِیْبَاجًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ النَّبِیِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کوئی موٹا یا باریک ریشم آپ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ ملائم نہیں دیکھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

④ اَخْمَصَـــاہُ ﷺ : آپ ﷺ کے تلوے مبارک

مَسئلہ 14 آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور تلوے مبارک گوشت سے پُر تھے۔

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمْ یَکُنِ النَّبِیِّ ﷺ بِالطَّوِیْلِ وَ لَا بِالْقَصِیْرِ شَثْنَ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ ضَخْمَ الرَّأْسِ ضَخْمَ الْکَرَادِیْسِ طَوِیْلَ الْمَسْرُبَةِ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[3] (صحیح)

---

[1] کتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ
[2] کتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ
[3] ابواب الفضائل ، باب صفة النبی ﷺ (2877/3)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طویل تھے نہ پستہ قد اور آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے مبارک گوشت سے پُر تھے۔آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور ہڈیوں کے جوڑ کشادہ تھے۔ سینہ سے ناف تک باریک بال تھے۔میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد کسی کو ایسا نہیں دیکھا۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

***

⑤ رَأْسُـــــهُ ﷺ : آپ ﷺ کا سر مبارک

مسئلہ 15 آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور ہڈیوں کے جوڑ کشادہ تھے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 14 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

***

⑥ فَمُـــــهُ ﷺ : آپ ﷺ کا دہن مبارک

مسئلہ 16 آپ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶

(صحيح)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن تھے۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

***

⑦ عَيْـــنَاهُ ﷺ : آپ ﷺ کی آنکھ مبارک

مسئلہ 17 آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷

(صحيح)

---

❶ ابواب الفضائل ، باب ماجاء فی خاتم النبوة (2884/3)

❷ ابواب الفضائل ، باب ماجاء فی خاتم النبوة (2884/3)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

***

⑧ عَقِبَاهُ ﷺ : آپ ﷺ کی ایڑی مبارک

مسئلہ 18 آپ ﷺ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا یعنی پتلی تھیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

***

⑨ سَاقَاهُ ﷺ : آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک

مسئلہ 19 آپ ﷺ کی پنڈلیاں سفید چمک دار تھیں۔

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ ﷺ عَنْ اَبِيهِ قَالَ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْضِ سَاقَيْهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو میں نے آپ ﷺ کی سفید چمک دار پنڈلیاں دیکھیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

⑩ اِبْطَاهُ ﷺ : آپ ﷺ کی بغل مبارک

مسئلہ 20 آپ ﷺ کی بغلیں سفید تھیں۔

---

❶ ابواب الفضائل ، باب ماجاء فی خاتم النبوۃ (2884/3)

❷ کتاب المناقب ، باب صفۃ النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِکِ ابْنِ بُجَیْنَةَ الْاَسَدِیِّ ﷛ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی نَرٰی بِیَاضَ اِبِطَیْهِ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❶

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ (پیٹ سے) الگ رکھتے حتی کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

⑪ قَــامَـتُــهٗ ﷺ : آپ ﷺ کا قد مبارک

مَسْئلہ 21 آپ ﷺ دراز قد تھے نہ پستہ قد۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 14 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

***

⑫ شَــعْــرُهٗ ﷺ : آپ ﷺ کے بال مبارک

مَسْئلہ 22 سر کے بال نہ زیادہ گھنگھریالے نہ بالکل سیدھے بلکہ اس کے درمیان تھے۔

مَسْئلہ 23 آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

عَنْ قَتَادَةَ ﷛ قَالَ : قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ کَیْفَ کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ کَانَ شَعْرًا رَجِلاً لَیْسَ بِالْجَعْدِ وَ لاَ السَّبْطِ بَیْنَ اُذُنَیْهِ وَ عَاتِقِهٖ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا ”رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟“ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا ”نہ زیادہ گھنگھریالے نہ سیدھے بلکہ اس کے درمیان تھے اور کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسْئلہ 24 آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے زیادہ نہ تھی۔

---

❶ کتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ

❷ کتاب المناقب ، باب صفة شعر النبی ﷺ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَیْسَ فِیْ رَأْسِهٖ وَ لِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَاءَ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 25 آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے لے کر ناف تک باریک بال تھے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 14 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

***

⑬ طِیْبُ بَدَنِهٖ ﷺ : آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو

مسئلہ 26 آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو دنیا کی تمام خوشبوؤں سے زیادہ اچھی تھی۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَا شَمَمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَ لاَ مِسْكًا وَ لاَ شَيْئًا اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک سے اچھی خوشبو نہ عنبر میں محسوس کی، نہ مشک میں نہ کسی دوسری چیز میں۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

***

⑭ طِیْبُ عَرَقِهٖ ﷺ : آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو

مسئلہ 27 آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے بہترین خوشبو آتی تھی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ : عِنْدَنَا، فَعَرِقَ، وَ جَاءَتْ اُمِّیْ بِقَارُوْرَةٍ ،فَجَعَلَتْ تَسْلِتُ الْعَرَقَ فِیْهَا ، فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ ((یَا اُمَّ سُلَیْمٍ ! مَا هٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ ؟)) قَالَتْ : هٰذَا عِرْقُکَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا ، وَهُوَ اَطْیَبُ الطِّیْبِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

---

❶ کتاب المناقب ، باب صفة النبی ﷺ
❷ کتاب الفضائل ، باب طیب ریحه ﷺ
❸ کتاب الفضائل ، باب طیب عرقه ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا میری ماں (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا) ایک شیشی لے آئیں اور آپ ﷺ کا پسینہ جمع کر کے اس میں ڈالنے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ کو جاگ آ گئی اور دریافت فرمایا ''ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟'' میری ماں نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا پسینہ جمع کر رہی ہوں تا کہ اسے اپنی خوشبو میں شامل کروں کیونکہ آپ کا پسینہ مبارک تو بہترین خوشبو ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

***

⑮ لَــوْنُــهُ ﷺ : آپ ﷺ کا رنگ مبارک

مَسئلہ 28 آپ ﷺ کا رنگ مبارک گورا چٹا تھا۔

عَنِ الْجُرَيْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قُلْتُ لَهُ أَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : نَعَمْ! كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْعَ الْوَجْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت جریری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ''کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا؟'' اس نے کہا ''ہاں! آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوبصورت سفید تھا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

***

⑯ عَلَامَــةُ النُّــبُــوَّةِ ﷺ : مہر نبوت

مَسئلہ 29 آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان پشت پر کبوتری کے انڈے کے برابر نبوت کا نشان یا مہر تھی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ خَاتَمًا فِيْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّهُ بَيْضَةُ حَمَامٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر کبوتری کے انڈے جیسی مہر دیکھی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب الفضائل ، باب کان النبی ﷺ ابیض ملیح الوجہ
[2] کتاب الفضائل ، باب اثبات خاتم النبوۃ

فَضَــائِلُهُ ﷺ قَبْــلَ النُّبُــوَّةِ

نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے فضائل

مَسئلہ 30 ایام رضاعت میں آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو بڑی خیر و برکت سے نوازا۔

عَـنْ حَلِيْمَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اُمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّعْدِيَةِ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ قَـالَتْ خَرَجْنَا فِيْ سَنَةٍ شَهْبَاءَ لَمْ تُبْقِ لَنَا شَيْئًا وَ مَعِيَ زَوْجِيَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِالْعُزّٰى وَ مَعَنَا شَارِفٌ لَنَا وَاللّٰهِ اَنْ تَبِضَّ عَلَيْنَا بِقَطْرَةٍ مِنْ لَبَنٍ ، وَ مَعِيَ صَبِيٌّ لِيْ اَنْ تَنَامَ لَيْلَتَنَا مَعَ بُكَائِهِ ، مَا فِيْ ثَدْيَيَّ مَا يُعْتِبُهُ وَ مَا فِيْ شَارِفِنَا مِنْ لَبَنٍ نَغْذُوْهُ اِلَّا اَنَا نَرْجُوْ . فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ لَمْ يَبْقَ مِنَّا اِمْـرَأَةٌ اِلَّا عُرِضَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَـابَـاهُ ، وَ اِنَّمَا كُنَّا نَرْجُوْ كَرَامَةَ رِضَاعِهِ مِنْ وَالِدِ الْـمَوْلُوْدِ كَانَ يَتِيْمًا ، فَكُنَّا نَقُوْلُ : مَا عَسٰى اَنْ تَصْنَعَ اُمُّهُ؟ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ صَوَاحِبِيْ اِمْرَأَةٌ اِلَّا اَخَـذَتْ صَبِيًّا غَيْرِيْ وَ كَرِهْتُ اَنْ اَرْجِعَ وَلَمْ اٰخُذْ شَيْئًا وَ قَدْ اَخَذَتْ صَوَاحِبِيْ ، فَقُلْتُ لِزَوْجِيْ : وَاللّٰهِ لَاَرْجِعَنَّ اِلٰى ذٰلِكَ فَلَاٰخُذَنَّهُ . قَالَتْ : فَاَتَيْتُهُ فَاَخَذْتُهُ فَرَجَعْتُهُ اِلٰى رَحْلِيْ ، فَقَالَ زَوْجِيْ : قَدْ اَخَذْتِيْهِ ؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ وَاللّٰهِ ذَاكَ اِنْ لَمْ اَجِدْ غَيْرَهُ ، فَقَالَ : قَدْ اَصَبْتِ ، فَعَسَـى الـلّٰـهُ اَنْ يَجْعَلَ فِيْهِ خَيْرًا فَقَالَتْ : وَاللّٰهِ ! مَا هُوَ اِلَّا اَنْ جَعَلْتُهُ فِيْ حُجْرِيْ ، قَالَتْ : فَـاَقْبَـلَ عَلَيْهِ ثَدْيَيَّ بِمَا شَاءَ مِنَ اللَّبَنِ ، قَالَ : فَشَرِبَ حَتّٰى رَوِيَ ، وَ شَرِبَ اَخُوْهُ تَعْنِيْ اَبْنَهَا حَتّٰى رَوِيَ وَ قَـامَ زَوْجِـيْ اِلٰى شَارِفِنَا مِنَ اللَّيْلِ فَاِذَا هِيَ حَافِلٌ فَحَلَبَتْ لَنَا مَا سَئَنَّنَا فَشَرِبَ حَتّٰى رَوِيَ . قَـالَـتْ : وَ شَـرِبْتُ حَتّٰى رَوِيْتُ فَبِتْنَا لَيْلَتَنَا تِلْكَ بِخَيْرٍ شِبَاعًا رِوَاءً وَ قَدْ نَامَ صِبْيَـانُـنَـا قَـالَـتْ : يَـقُوْلُ اَبُوْهُ يَعْنِيْ : زَوْجَهَا وَاللّٰهِ ! يَا حَلِيْمَةُ مَا اَرَاكِ اِلَّا اَصَبْتِ نَسَمَةً

مُبَارَكَةً ، قَدْ نَامَ صِبِيُّنَا وَ رَوِىَ . قَالَتْ : ثُمَّ خَرَجْنَا فَوَاللّٰهِ لَخَرَجَتْ اَتَانِيْ اَمَامَ الرَّكْبِ قَدْ قَطَعَتْهُ حَتّٰى مَا يَبْلُغُوْنَهَا ، حَتّٰى اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ : وَيْحَكَ يَا بِنْتَ الْحَارِثِ كُفِّىْ عَلَيْنَا أَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِأَتَانِكِ الَّتِيْ خَرَجْتِ عَلَيْهَا ؟ فَاَقُوْلُ : بَلٰى ، وَاللّٰهِ ، وَهِيَ قُدَّامُنَا ، حَتّٰى قَدِمْنَا مَنَازِلَنَا مِنْ حَاضِرِ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ ، فَقَدِمْنَا عَلٰى اجْدَبِ اَرْضِ اللّٰهِ ، فَوَالَّذِيْ نَفْسُ حَلِيْمَةَ بِيَدِهٖ اِنْ كَانُوْا لَيَسْرَحُوْنَ اَغْنَامَهُمْ اِذَا اَصْبَحُوْا ، وَ يَسْرَحُ رَاعِيْ غَنَمِيْ ، فَتَرُوْحُ غَنَمِيْ بِطَانًا لُبَّنًا حُفَّلاً ، وَ تَرُوْحُ اَغْنَامُهُمْ جِيَاعًا هَالِكَةً مَابِهَا مِنْ لَبَنٍ . قَالَتْ : فَشَرِبْنَا مَا شِئْنَا مِنْ لَبَنٍ وَ مَا فِي الْحَاضِرِ اَحَدٌ يَحْلِبُ قَطْرَةً ، وَ لاَ يَجِدُهَا ، فَيَقُوْلُوْنَ لِرِعَاتِهِمْ : وَيْلَكُمْ اَلاَ تَسْرَحُوْنَ حَيْثُ يَسْرَحُ رَاعِيْ حَلِيْمَةَ ؟ فَيَسْرَحُوْنَ فِي الشِّعْبِ الَّذِيْ يَسْرَحُ فِيْهِ رَاعِيْنَا وَ تَرُوْحُ اَغْنَامُهُمْ جِيَاعًا مَا بِهَا مِنْ لَبَنٍ وَ تَرُوْحُ غَنَمِيْ حُفَّلاً لُبَّنًا . رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَ الطَّبَرَانِيُّ[1] (صحيح)

رسول اکرم ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ کے ساتھ مکہ روانہ ہوئی، یہ قحط سالی کے دن تھے جنہوں نے ہمارے لئے کوئی چیز (کھانے پینے کی) نہ چھوڑی تھی۔ ہمارے ساتھ ہماری اونٹنی تھی جس سے واللہ، دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ نکلتا تھا۔ میرے ساتھ میرا بچہ بھی تھا جو بھوک کی وجہ سے اس قدر روتا تھا کہ ہم رات کو سو بھی نہ سکتے تھے، نہ تو میری چھاتی میں دودھ تھا نہ اونٹنی میں دودھ تھا جو میں بچے کو دیتی، بس ایک خوشحال مستقبل کی امید ہی ہمارے پاس تھی۔ جب ہم مکہ پہنچے تو ہم میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو مگر سب نے لینے سے انکار کر دیا۔ ہم لوگ بچے کے والد سے رضاعت کے بدلہ میں اچھی خدمات کی امید رکھتے تھے جبکہ محمد ﷺ تو یتیم تھے اس لئے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس کی ماں ہمیں کیا دے گی؟ میرے علاوہ کوئی عورت ایسی نہ تھی جسے بچہ نہ ملا ہو اور میں ناپسند کرتی تھی کہ خالی ہاتھ واپس لوٹوں، لہٰذا میں نے اپنے شوہر سے کہا میں اس (یتیم بچے) کے گھر واپس جاؤں گی اور اسے ضرور لے کے رہوں گی۔ چنانچہ میں اس بچے کو اپنے قافلہ میں لے آئی تو میرے شوہر نے کہا ”لے آئی ہو؟“ میں نے کہا ”ہاں ! لے آئی ہوں، واللہ! اس کے علاوہ

[1] مجمع الزوائد ، تحقیق عبداللہ الدرویش ، الجزء الثامن ، رقم الحدیث 13840

کوئی دوسرا بچہ ہے ہی نہیں۔'' شوہر نے کہا ''چلو اچھا کیا، ممکن ہے اللہ ہمیں اسی سے فائدہ پہنچا دے۔'' حلیمہ کہتی ہیں '' اللہ کی قسم ! جیسے ہی میں نے اسے اپنی گود میں لیا اور اس کے منہ میں اپنی چھاتی دی تو اتنا دودھ اترا کہ اس نے خود بھی جی بھر کر پیا اور اس کے بھائی (یعنی حلیمہ کے حقیقی بیٹے) نے بھی خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔'' رات کو میرے شوہر اونٹنی کا دودھ دوہنے اٹھے تو دیکھا کہ اونٹنی کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ اونٹنی نے ہمیں بہت دودھ دیا جسے میرے شوہر نے خوب سیر ہو کر پیا اور میں نے بھی خوب جی بھر کر پیا۔ یہ رات ہم نے آسودگی اور خیریت کے ساتھ گزاری، ہمارے بچے بھی آرام کی نیند سوئے۔ بچوں کے باپ نے کہا '' واللہ ! حلیمہ تم نے بڑی بابرکت روح حاصل کی ہے، ہمارے بچوں کے پیٹ بھی بھر گئے اور وہ آرام کی نیند بھی سوئے۔'' پھر ہم واپس ہوئے ، واللہ ! ہماری سواری سب سے آگے تھی اور کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہیں مل رہا تھا حتی کہ لوگ کہنے لگے، ارے بنتِ حارث ! ذرا ہم پر مہربانی کر، کیا یہ وہی سواری ہے جس پر تم مکہ آئی تھی ؟'' میں کہتی '' ہاں ! واللہ وہی ہے۔'' اور ہماری اونٹنی آگے ہی آگے تھی حتی کہ ہم بنوسعد بن بکر کے گھروں میں پہنچ گئے۔ ہم اللہ کی زمین میں سے سب سے زیادہ قحط زدہ زمین پر آئے ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حلیمہ کی جان ہے، صبح کے وقت لوگوں کی بکریاں بھی چرنے جاتیں اور میری بکریاں بھی چرواہا وہیں چرانے لے جاتا، میری بکریاں خوب آسودہ اور دودھ سے بھری ہوئی واپس پلٹتیں اور لوگوں کی بکریاں بھوکی اور دودھ سے بالکل خالی واپس آتیں، ہم جتنا دودھ چاہتے پیتے جبکہ دوسروں کو ایک قطرہ بھی میسر نہ آتا۔ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے '' بے وقوفو ! تم اپنی بکریوں کو وہاں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کا چرواہا چراتا ہے، چنانچہ دوسرے چرواہوں نے بھی اپنی بکریاں وہیں چرانا شروع کر دیں جہاں ہمارا چرواہا چراتا تھا، اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی اور دودھ سے خالی لوٹتیں اور میری بکریاں خوب دودھ سے بھری ہوئی واپس آتیں۔'' اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 31 ولادت کے چوتھے یا پانچویں سال قبیلہ بنوسعد کے ہاں آپ ﷺ کو شق صدر کا پہلا واقعہ پیش آیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ علیہ السلام وَ هُوَ يَلْعَبُ مَعَ

الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ اَعَادَهُ فِيْ مَكَانِهٖ وَ جَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهُ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَ هُوَ مُنْتَقِعٌ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ ﷛ وَ قَدْ كُنْتُ اَرٰى اَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ آپ ﷺ اس وقت لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا، سینہ چیرا اور اس سے دل نکالا پھر اس سے گوشت کا ایک لوتھڑا الگ کیا اور کہا یہ حصہ تمہارے اندر شیطان کا حصہ تھا، پھر دل کو زمزم کے پانی سے طشت میں دھویا پھر اسے سیا اور واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اتنے میں لڑکے دوڑے دوڑے آپ ﷺ کی (رضاعی) ماں (حلیمہ سعدیہ) کے پاس آئے اور بتایا ”محمد ﷺ تو قتل کر دیئے گئے ہیں۔“ لوگ بھاگے بھاگے آئے، دیکھا تو آپ ﷺ صحیح سالم تھے، لیکن آپ کا رنگ (ڈر کی وجہ سے) اُڑا ہوا تھا۔ حضرت انس ﷛ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے سینے پر سلائی کے نشان دیکھتا تھا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے شق صدر کا واقعہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں دو مرتبہ پیش آیا۔ پہلا واقعہ بچپن میں جس کا ذکر سطور بالا میں ہے اور دوسرا واقعہ معراج شریف سے پہلے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 333

مسئلہ 32 رسول اکرم ﷺ نبوت سے قبل بھی لات اور عزیٰ کی عبادت سے نفرت فرماتے تھے۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ ﷛ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَارٌ لِخَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لِخَدِيْجَةَ ((اَيْ خَدِيْجَةُ! وَاللّٰهِ لَا اَعْبُدُ اللَّاتَ اَبَدًا وَاللّٰهِ لَا اَعْبُدُ الْعُزّٰى اَبَدًا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ ❷ (صحیح)

حضرت عروہ بن زبیر ﷛ کہتے ہیں حضرت خدیجہ بنت خویلد ﷞ کے ایک ہمسائے نے کہا کہ میں

---

❶ کتاب الایمان، باب الاسراء

❷ مجمع الزوائد، تحقیق عبد اللہ الدرویش، الجزء الثامن، رقم الحدیث 13861

نے سنا آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا ''خدیجہ، واللہ! میں کبھی لات کی عبادت نہیں کروں گا، اللہ کی قسم! میں کبھی عزیٰ کی عبادت نہیں کروں گا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 33 نبوت سے قبل آپ ﷺ اہل مکہ میں ''امین'' کے لقب سے مشہور تھے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ فِیْ بِنَاءِ الْكَعْبَةِ قَالَ لَمَّا رَأَوا النَّبِیَّ ﷺ قَدْ دَخَلَ قَالُوْا : قَدْ جَاءَ الْاَمِیْنُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ شریف کی تعمیر کے جھگڑے میں جب اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو (اگلی صبح سب سے پہلے) حرم شریف میں داخل ہوتے دیکھا تو (خوشی سے) پکار اٹھے ''امین آ گیا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 34 شام کے سفر میں ایک وادی کے حجر و شجر آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے جھک گئے۔

مسئلہ 35 عیسائی راہب نے مہر نبوت سے پہچان کر آپ ﷺ کو سید العالمین اور رحمۃ للعالمین کا لقب دیا۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَ خَرَجَ مَعَهُ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ ، فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا ، فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ ، فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ ، وَ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَلْتَفِتُ، قَالَ : فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ ، فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ ، حَتّٰی جَاءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ : هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ ، هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ، فَقَالَ لَهٗ اَشْیَاخٌ مِنْ قُرَیْشٍ : مَا عِلْمُكَ ؟ فَقَالَ : اِنَّكُمْ حِیْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ یَبْقَ حَجَرٌ وَ لَا شَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا . وَ لَا یَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِیٍّ ، وَ اِنِّیْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ

❶ مجمع الزوائد ، تحقیق عبد اللہ الدرویش ، الجزء الثامن ، رقم الحدیث 13880

غُضْرُوْفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ، ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا ، فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهِ ، وَ كَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْاِبِلِ ، فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَ عَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ . فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ ، فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : اُنْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ ...... فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَيُّكُمْ وَلِيُّهُ؟ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ اَبُوْ طَالِبٍ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (صحيح)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوطالب ملک شام کے لئے نکلے تو نبی اکرم ﷺ بھی قریش کے اکابر کی معیشت میں ابوطالب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ابوطالب (اوران کا قافلہ شام کے شہر بصرہ میں) بحیرہ راہب کے ہاں پہنچا تو اپنی سواریوں کو بٹھایا اتنے میں راہب ان کے پاس آیا، جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا حالانکہ ابھی قافلہ سواریوں سے اپنا سامان اتار رہا تھا، راہب کسی آدمی کو تلاش کر رہا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ”یہ سید العالمین ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گا۔“ اکابر قریش نے راہب سے دریافت کیا ”تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟“ راہب نے جواب دیا ”جب تم اس گھاٹی سے اترے تھے تو سبھی درخت اور پتھر تعظیماً جھک گئے تھے اور یہ حجر و شجر سوا نبی کے کسی کے لئے نہیں جھکتے، اس کے علاوہ اس کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند موجود مہر نبوت سے بھی میں اسے پہچانتا ہوں۔“ اس کے بعد وہ راہب واپس گیا، قافلہ والوں کے لئے کھانا تیار کیا، راہب کھانا لے کر آیا تو آپ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے۔ راہب نے کہا ”اسے بھی بلاؤ۔“ آپ ﷺ تشریف لائے تو ایک بادل آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب آپ ﷺ لوگوں کے قریب پہنچے تو لوگوں کو درخت کے سائے تلے پایا جب آپ ﷺ وہاں تشریف لائے تو درخت کا سایہ آپ ﷺ پر جھک گیا۔ راہب نے کہا ”دیکھو سایہ اس پر جھکا ہوا ہے۔“ پھر راہب نے قافلہ والوں سے کہا ”میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ اس بچے کا سرپرست کون ہے؟“ قافلہ والوں نے بتایا ”ابوطالب!“ راہب مسلسل اللہ کا واسطہ دیتا رہا کہ اسے مکہ واپس بھیج دو (کہیں دشمن اسے قتل نہ کر دیں) حتی کہ ابوطالب نے آپ ﷺ کو وہیں سے مکہ واپس بھیج دیا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] ابواب المناقب ، باب ماجاء فی بدء نبوة النبی ﷺ (2862/3)

مسئلہ 36 نبوت سے قبل مکہ کا ایک پتھر آپ ﷺ کو سلام کیا کرتا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مکہ کے اُس پتھر کو میں اب بھی پہچانتا ہوں جو نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 37 رسول اکرم ﷺ نبوت سے قبل بھی لوگوں کے لئے سرتاسر رحمت تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی خَدِيْجَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ ((زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ)) فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيْجَةَ ((اَیْ خَدِيْجَةُ ! مَالِیْ ؟)) وَ اَخْبَرَهَا الْخَبَرَ، قَالَ ((لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰی نَفْسِیْ)) قَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا : كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِی الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ (غار حرا سے) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس (گھر) واپس تشریف لائے تو فرمایا ”مجھے کپڑا اوڑھاؤ، کپڑا اوڑھاؤ۔“ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کپڑا اوڑھا دیا) حتی کہ آپ ﷺ کی گھبراہٹ دور ہوگئی تب آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرکے فرمایا ”خدیجہ! مجھے کیا ہو رہا ہے؟“ اور (وحی کی ساری) بات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائی اور فرمایا ”خدیجہ! مجھے اپنے بارے میں ڈر سا لگ رہا ہے۔“ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”آپ ہرگز نہ ڈریں، آپ مطمئن رہیں واللہ! اللہ آپ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں اور غریبوں محتاجوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، بے سہاروں کے لئے سہارا بنتے ہیں، مہمانوں کی خاطر تواضع فرماتے ہیں اور شدید مصائب و آلام میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الفضائل ، باب فضل نسب النبی ﷺ

[2] كتاب الايمان ، باب بدء الوحی الی رسول الله ﷺ

فَضَـائِلُـهُ ﷺ فِیْ ضَـوْءِ الْـقُرْآنِ

آپ ﷺ کے فضائل قرآن مجید کی روشنی میں

مسئلہ 38 آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ (107:21)

''اے نبی! ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (سورہ الانبیاء، آیت نمبر 107)

مسئلہ 39 آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں۔

﴿ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ (4:68)

''بے شک آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔'' (سورہ القلم، آیت نمبر 4)

مسئلہ 40 دنیا میں سب سے زیادہ چرچا آپ ﷺ کے نام نامی کا ہے۔

﴿ وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ﴾ (4:94)

''اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔'' (سورہ الم نشرح، آیت نمبر 4)

مسئلہ 41 رسول اکرم ﷺ اپنی امت کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ، سب سے زیادہ شفقت فرمانے والے اور سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

﴿ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (128:9)

''تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے جس چیز سے تمہیں تکلیف پہنچے وہ اس پر گراں گزرتی ہے، تمہارے فائدے کے لئے وہ بہت حریص ہے ایمان لانے والوں کے لئے بہت شفیق اور بہت مہربان ہے۔'' (سورہ التوبہ، آیت نمبر 128)

مسئلہ 42 رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○﴾(164:3)

"اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر بڑا احسان فرمایا کہ خود انہی میں سے ایک رسول ان کی طرف بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے ان کی زندگیاں سنوارتا ہے انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔" (سورہ آل عمران، آیت نمبر 164)

مسئلہ 43 تمام انبیاء سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○﴾(3:81-82)

"اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے یہ عہد لیا تھا کہ آج میں تمہیں کتاب اور حکمت (نبوت) دے رہا ہوں، لیکن اس کے بعد تمہارے پاس کوئی دوسرا رسول آیا جس نے تمہاری تعلیمات کی تصدیق کی تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ نے (انبیاء سے) پوچھا کیا تم اس بات کا وعدہ کرتے ہو اور میری طرف سے یہ بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم وعدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اچھا تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، اس کے بعد جو عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہیں۔" (سورہ آل عمران، آیت نمبر 81-82)

مسئلہ 44 آپ ﷺ ساری دنیا کے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ﴾(158:7)

"اے محمد! کہو اے لوگو، میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں اس اللہ کی طرف سے جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔" (سورہ الاعراف، آیت نمبر 158)

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾(28:34)

"اے محمد! ہم نے تمہیں سارے لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (سورہ سبا، آیت نمبر 28)

مسئلہ 45 آپ ﷺ جنات کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

﴿ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ﴾(31:46)

"اے ہماری قوم! اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لاؤ اس طرح اللہ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچائے گا۔" (سورہ الاحقاف، آیت 31)

مسئلہ 46 اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لامحدود نعمتوں سے نوازا ہے جن میں آخرت کی یہ دو نعمتیں ① میدان حشر میں حوض کوثر اور ② جنت میں نہر کوثر بھی شامل ہیں۔

﴿ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ ﴾(1:108)

"بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا ہے۔" (سورہ الکوثر، آیت نمبر 1)

فَضَـــائِلُهٗ ﷺ فِیْ ضَــوْءِ التَّــوْرَاةِ

آپ ﷺ کے فضائل تورات شریف کی روشنی میں

مسئلہ 47 تورات شریف میں آپ کا اسم گرامی ''محمد رسول اللہ ﷺ''، آپ ﷺ کی جائے پیدائش ''مکہ'' اور آپ ﷺ کی جائے ہجرت ''طابہ'' (یعنی مدینہ منورہ) اور آپ ﷺ کی حکومت ملک شام تک بتائی گئی ہے۔

عَنْ كَعْبٍ ﷜ قَالَ : اِنِّیْ اَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، لَافَظٌّ وَ لَا غَلِيْظٌ وَ لَا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِی السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَ لٰكِنْ يَعْفُوْ وَ يَصْفَحُ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَ يُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ نَجْدٍ يَأْتَذِرُوْنَ اِلٰى اَنْصَافِهِمْ وَ يُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَهُمْ صَفُّهُمْ فِی الصَّلَاةِ وَ صَفُّهُمْ فِی الْقِتَالِ سَوَاءٌ ، مُنَادِيْهِمْ يُنَادِیْ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ لَهُمْ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ دَوِیٌّ كَدَوِیِّ النَّحْلِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَ مُهَاجَرُهٗ بِطَابَةَ وَ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ. رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ[1] (صحیح)

حضرت کعب ﷜ فرماتے ہیں میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا ''محمد اللہ کے رسول ہوں گے، نہ تیز مزاج نہ ترش رُو، بازاروں میں شور وشغب کرنے والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہوں گے ان کی امت بہت زیادہ حمد وثناء کرنے والی ہوگی ہر جگہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں گے ہر اونچی جگہ پر (چڑھتے ہوئے) اللہ اکبر کہیں گے ان کے تہہ بند پنڈلیوں تک ہوں گے، اپنے اعضاء کا وضو کریں گے، نماز اور قتال کے لئے ایک ہی طرح صف بنائیں گے ان کا منادی (یعنی مؤذن) کھلی فضاء میں اذان دے گا، آدھی رات کے وقت ان کے اذکار کی آواز شہد کی مکھیوں

[1] شرح السنة ، للارناؤط ، الجزء الثالث عشر ، رقم الحديث 3628

کی طرح آہستہ ہوگی، اس رسول کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، جائے ہجرت طابہ (یعنی مدینہ منورہ) ہوگی اور اس کی حکومت کی سرحدیں شام تک پہنچیں گی۔'' اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں تبوک تک کا علاقہ فتح ہوا تھا جو اس وقت ملک شام کی سرحد میں واقع تھا اور ملک شام رومی سلطنت کا حصہ تھا۔

مسئلہ 48 تورات شریف میں رسول اللہ ﷺ کی بعض صفات بھی بیان کی گئیں ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷛ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴾ وَ حِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ ، اَنْتَ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ ، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَ لَا غَلِيْظٍ ، وَ لَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ ،وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ ، وَ لٰكِنْ يَعْفُوْ وَ يَغْفِرُ ، وَ لَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ ، بِاَنْ يَقُوْلُوْا : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ يَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَ اٰذَانًا صُمًّا وَ قُلُوْبًا غُلْفًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے تورات شریف میں رسول اللہ ﷺ کے ذکر خیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ''واللہ! رسول اللہ ﷺ کی بعض وہی صفات تورات میں مذکور ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں یعنی اے نبی، ہم نے تجھے شاہد، مبشر، نذیر اور امیوں کو (جہنم سے) بچانے والا بنا کر بھیجا ہے، تو میرا بندہ اور رسول ہے، میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے، تیز مزاج نہ سخت رُو، بازاروں میں شور وشغب مچانے والا نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والا بلکہ معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں فرمائے گا جب تک وہ گمراہ لوگوں کو سیدھی راہ پر نہ لے آئے اور لوگ کہنے لگیں ''لا الہ الا اللہ'' اس کلمہ کے ذریعہ وہ لوگوں کی بند آنکھیں کھول دے گا، بہرے کانوں تک آواز پہنچا دے گا اور دلوں پر چڑھے غلاف اتار دے گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

---

[1] كتاب البيوع ، كراهية السخب في السوق

فَضَائِلُهُ ﷺ فِيْ ضَوْءِ السُّنَّةِ

آپ ﷺ کے فضائل احادیث کی روشنی میں

مسئلہ 49 آپ ﷺ ساری مخلوق میں سے اعلیٰ وافضل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِیٌّ ؟ قَالَ ((مَا عَلِمْتُ حَتّٰی اُعْلِمْتُ ذٰلِكَ اَتَانِیْ مَلَكَانِ وَ اَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ زِنْهُ بِرَجُلٍ فَوَزِنْتُ بِرَجُلٍ فَرَجَحْتُهُ قَالَ فَزِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوَزَنَنِیْ بِعَشَرَةٍ فَوَزَنْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمَائَةٍ فَوَزَنَنِیْ بِمَائَةٍ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوَزَنَنِیْ بِاَلْفٍ فَرَجَحْتُهُمْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ لَوْ وَزَنْتَهُ بِاُمَّتِهِ لَرَجَحَهَا)). رَوَاهُ الْبَزَّارُ [1] (صحیح)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ نبی ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جب تک مجھے آگاہ نہیں کیا گیا، تب تک مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ میں بطحاء مکہ کی ایک جانب تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ایک نے کہا ”کیا یہ وہی شخص ہے؟“ (جس کے پاس جانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے) تب ان میں سے ایک فرشتے نے کہا ”ہاں اس کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو پس مجھے ایک آدمی کے ساتھ تولا گیا میں اس پر غالب آ گیا، فرشتے نے کہا اس کا دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو پھر انہوں نے مجھے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کیا تب بھی میں غالب رہا، پھر اس نے کہا اچھا اس کا سو آدمیوں سے وزن کرو، چنانچہ میرا سو آدمیوں کے ساتھ وزن کیا گیا اور میں غالب رہا، پھر فرشتے نے کہا اس کا ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میرا ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کیا گیا میں پھر بھی غالب رہا تب ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اگر اس کا ساری امت سے وزن کیا جائے تب بھی یہ غالب رہے گا۔“ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

[1] مجمع الزوائد ، تحقيق عبدالله الدرويش ، الجزء الثامن ، رقم الحديث 13931

وضاحت : امت محمد یہ ساری امتوں میں سے افضل ہے۔ افضل ترین امت میں سے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ سب سے افضل ہے، لہٰذا آپ ﷺ ساری مخلوق میں سے افضل و اعلیٰ ٹھہرے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ!

مَسئلہ 50 اولاد اسماعیل میں سے آپ ﷺ کی ذات سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ﷺ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 51 حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل آپ ﷺ کی نبوت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ ؟ قَالَ ((وَ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو نبوت کب عطا ہوئی ؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس وقت جب آدم، روح اور جسم کے مرحلہ میں تھا۔'' (یعنی آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکی جا چکی تھی، لیکن جسم متحرک نہیں تھا۔ واللہ اعلم بالصواب!) اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 52 حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بھی طے ہو چکا تھا۔

مَسئلہ 53 آپ ﷺ کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہے۔

---

[1] كتاب الفضائل ، باب فضل نسب النبي ﷺ

[2] الباب في فضل النبي ﷺ

مسئلہ 54 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو آپ ﷺ کی بشارت دی تھی۔

مسئلہ 55 آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے اپنے جسم سے ایک نور برآمد ہوتے دیکھا جس نے شام کے محلات تک روشن کر دیئے۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ اِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ وَ سَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَشَارَةُ عِيْسٰی وَ رُؤْيَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِیْ وَ قَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ حَبَّانَ وَالْحَاكِمُ [1] (صحیح)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرا خاتم النبیین ہونا اس وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں طے ہو گیا تھا جب آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے، میرے ابتداء کی خبر یہ ہے کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں جو میری والدہ نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔" اسے احمد، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سورہ البقرہ کی آیت نمبر 129 میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر سورہ الصف کی آیت نمبر 6 میں ہے۔

مسئلہ 56 دیگر انبیاء کرام کے مقابلہ میں رسول اکرم ﷺ کو درج ذیل چھ فضیلتیں حاصل ہیں:

① جوامع الکلم کی خوبی ② دشمن پر رعب ہونا ③ مال غنیمت کا حلال ہونا ④ ساری زمین کا مسجد ہونا ⑤ ساری مخلوق کی طرف نبی ہونا ⑥ آپ ﷺ پر نبوت کا ختم ہونا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ

[1] مشکوۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 5759

جَوَامِعُ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طُهُوْرًا وَ مَسْجِدًا وَ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں چھ باتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ ① مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ ② دشمن پر رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ ③ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔ ④ ساری زمین میرے لئے پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنائی گئی ہے۔ ⑤ مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ⑥ نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہوگیا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① جوامع الکلم سے مراد ایسا کلام ہے جس میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں، یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف۔
② دشمن پر رعب کے بارے میں دوسری حدیث شریف میں یہ وضاحت بھی ہے کہ ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر میرا رعب طاری ہوجاتا ہے۔
③ یاد رہے کہ پہلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔

مَسئلہ 57 آپ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ ❷ (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ کا اخلاق عین قرآن کے مطابق تھا۔ اسے مسلم، احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید نے جن باتوں کا حکم دیا ہے اس پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے آپ ﷺ تھے اور جن باتوں سے قرآن مجید نے منع فرمایا ہے ان باتوں سے سب سے زیادہ دور رہنے والے آپ ﷺ تھے۔

مَسئلہ 58 رسول اکرم ﷺ تمام لوگوں میں سے اعلیٰ اور افضل اخلاق کے مالک تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ))

---

❶ كتاب المساجد، باب مواضع الصلاة

❷ صحيح الجامع الصغير ، للالبانی ، الجزء الرابع ، رقم الحديث 4697

رَوَاهُ اَحْمَدُ ❶ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک میں صالح اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 59 قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ نورانی اور سب سے زیادہ اونچے منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنبَرًا مِنْ نُوْرٍ وَ اِنِّيْ لَعَلٰى أَطْوَلِهَا وَ أَنْوَرِهَا)) رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ ❷ (حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز ہر نبی کے لئے نور کا ایک منبر ہوگا اور میں سب سے بلند اور سب سے زیادہ نورانی منبر پر بیٹھوں گا۔“ اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 60 قیامت کے روز تمام اولاد آدم (کفار سمیت) آپ ﷺ کو اپنا سردار تسلیم کرے گی۔

مسئلہ 61 قیامت کے روز ”حمد“ کا جھنڈا آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیاء آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا فَخْرَ وَ بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَ لَا فَخْرَ وَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَ لَا فَخْرَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❸ (صحیح)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میں یہ بات کسی فخر کے بغیر کہہ رہا ہوں، میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور میں یہ بات کسی فخر

---

❶ مجمع الزوائد ، كتاب البر والصلة ، باب مكارم الاخلاق (13683/8)

❷ ابواب تفسير القرآن ، باب و من سورة بنى اسرائيل (2516/3)

❸ ابواب المناقب ، باب ماجاء فى فضل النبى ﷺ (2859/3)

کے بغیر (حقیقت کے طور پر) کہہ رہا ہوں اور آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور قیامت کے روز سب سے پہلے میری قبر کھلے گی۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت کے طور پر بیان کرر ہا ہوں۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62 قیامت کے روز رسول اکرم ﷺ تمام انبیاء کے قائد، تمام انبیاء کے نمائندے اور تمام انبیاء کے سفارشی ہوں گے۔

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَ خَطِيْبَهُمْ وَ صَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (صحیح)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’قیامت کے روز میں تمام انبیاء کا امام، ان کا نمائندہ اور ان کی سفارش کرنے والا ہوں گا۔ یہ بات کسی فخر کے بغیر کہہ رہا ہوں۔ (محض ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر)‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 63 آپ ﷺ کے حوض مبارک پر پانی پینے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

عَنْ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَ اِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ وَارِدَةً وَ اِنِّيْ اَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷ (صحیح)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’ہر نبی کے لئے ایک حوض ہے اور تمام انبیاء آپس میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر پانی پینے والے زیادہ آتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ میرے حوض پر آنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 64 قیامت کے روز آپ ﷺ کے امتیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

مسئلہ 65 سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ جنت میں داخل ہوں گے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ

---

❶ ابواب المناقب ، باب ما جاء فی فضل النبی ﷺ (2858/3)

❷ ابواب صفة القيامة ، باب ما جاء فی صفة الحوض (1988/2)

اَلْقِیَامَةِ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز سب سے زیادہ امتی میرے ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 66 قیامت کے روز سب سے پہلے سفارش کی اجازت حضرت محمد ﷺ کو ملے گی اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی سفارش قبول کی جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ شَقَّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 67 اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لے آئیں تو وہ بھی حضرت محمد ﷺ کے امتی بن کر دنیا میں رہیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَ لَوْ کَانَ حَیًّا وَ اَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ)) رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ [3] (حسن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں اور تم لوگ میری بجائے ان کی اتباع شروع کر دو، تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے، تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے۔'' اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 68 عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے تو دنیا میں

---

[1] کتاب الایمان ، باب فی قول النبی ﷺ ((انا اول الناس یشفع فی الجنة و انا ......))

[2] کتاب الفضائل ، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق

[3] کتاب الفضائل ، باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم......

رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے زندگی بسر فرمائیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالِ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لاَ اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو (اس وقت کا) امام کہے گا "آیئے نماز پڑھائیں۔" عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے "نہیں، تم خود ہی ایک دوسرے پر حاکم ہو۔" یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائی ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] كتاب الايمان ، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد ﷺ الى جميع الناس

مَا لَقِيَ مِنْ اَذَى الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ

آپ ﷺ پر مشرکین اور منافقین کے ظلم اور زیادتیاں

مسئلہ 69 علانیہ دعوت کے پہلے خطبہ میں آپ ﷺ کے چچا ابولہب نے یہ کہہ کر آپ ﷺ کی سخت توہین اور گستاخی کی ''اللہ کرے تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ اِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ اِلَى الْجَبَلِ فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ ((اَرَاَيْتُمْ اِنْ حَدَّثْتُكُمْ اِنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ اَوْ مُمَسِّيكُمْ اَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ؟ قَالُوْا نَعَمْ ، قَالَ ((فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ)) فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ تَبًّا لَكَ ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَ تَبَّ ﴾ اِلٰى اٰخِرِهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مکہ کے پتھریلے میدان (بطحا) کی طرف تشریف لائے اور کوہ (صفا) پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکارا ''یا صباحاہ'' (لوگو! ہوشیار) یہ آواز سن کر قریش کے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بتاؤ، اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا میری بات کو سچ مان لو گے؟'' لوگوں نے جواب دیا ''ہاں!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو پھر (سنو) میں تمہیں آنے والے سخت عذاب سے خبردار کرنے والا ہوں۔'' ابولہب نے کہا ''تیرا ہاتھ ٹوٹ جائے، کیا تو نے اس لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا؟'' اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب نازل فرمائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 70 ابولہب آپ ﷺ کے خلاف لوگوں میں یہ پروپیگنڈہ کرتا کہ یہ شخص

---

[1] كتاب التفسير ، سورة تبت يدا ابى لهب

بے دین اور جھوٹا ہے۔

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبَادٍ ﷛ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ سُوْقِ ذِي الْمَجَازِ وَ هُوَ يَقُوْلُ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا : لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا)) وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ وَ وَرَاءَهُ رَجُلٌ وَضِيُّ الْوَجْهِ أَحْوَلُ ذُوْ غَدِيْرَتَيْنِ يَقُوْلُ إِنَّهُ صَابِئٌ كَاذِبٌ يَتْبَعُهُ حَيْثُ ذَهَبَ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَمُّهُ أَبُوْ لَهَبٍ . رَوَاهُ أَحْمَدُ[1]

حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا آپ فرماتے تھے ”لوگو! لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہو فلاح پاؤ گے۔“ لوگ آپ کی بات سننے کے لئے اکٹھے ہو جاتے۔ آپ کے پیچھے ایک آدمی تھا روشن چہرے والا بھینگی آنکھ والا اور بالوں کی دو مینڈھیوں والا وہ کہہ رہا تھا کہ یہ شخص بے دین ہو گیا ہے جو کچھ کہہ رہا ہے سب جھوٹ ہے۔ رسول اللہ ﷺ جدھر جدھر تشریف لے جاتے وہ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا۔ میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا ”یہ کون ہے؟“ لوگوں نے بتایا ”یہ اس کا چچا ابولہب ہے۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 71 فترۃ الوحی کے زمانہ میں ابولہب کی بیوی آپ ﷺ کو طعنے دیتی کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ ﷛ قَالَ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ : يَا مُحَمَّدُ ﷺ ! إِنِّيْ لَأَرْجُوْا أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَالضُّحٰى ○ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ○﴾ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ بیمار ہو گئے اور دو یا تین رات تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے۔ ایک ہمسائی عورت (ابولہب کی بیوی، ابوسفیان کی بہن، عوراء بنت حرب) آئی اور کہنے لگی ”محمد ﷺ! میرا خیال ہے تیرے شیطان (یعنی جبرائیل علیہ السلام) نے تجھے چھوڑ دیا ہے، دو یا تین راتوں سے وہ تیرے پاس نہیں آیا۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا

[1] کتاب التفسیر ، سورۃ تبت یدا ابی لھب

[2] کتاب التفسیر ، باب قولہ ما ودعک ربک و ما قلٰی

سجی ما ودعک ربک و ما قلی ﴾ ترجمہ ”قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا نہ ناراض ہوا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 72 ابولہب کی بیوی ام جمیل ، رسول اللہ ﷺ کو مارنے کے لئے نوکدار پتھر لے کر آئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ فرمالیا۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ ﴾ اَقْبَلَتِ الْعَوْرَاءُ اُمُّ جَمِیْلٍ بِنْتُ حَرْبٍ وَ لَھَا وَلْوَلَۃٌ وَ فِیْ یَدِھَا فِھْرٌ وَ ھِیَ تَقُوْلُ مُذَمَّمًا اَبَیْنَا ، وَ دِیْنَہٗ قَلَیْنَا وَاَمْرَہٗ عَصَیْنَا ، وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَ مَعَہٗ اَبُوْ بَکْرٍ ﷺ فَلَمَّا رَآھَا اَبُوْبَکْرٍ ﷺ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَقَدْ اَقْبَلَتْ وَ اَنَا اَخَافُ عَلَیْکَ اَنْ تَرَاکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّھَا لَنْ تَرَانِیْ وَقَرَءَ قُرْآنًا اِعْتَصَمَ بِہٖ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ ...... مَسْتُوْرًا فَاَقْبَلَتْ حَتّٰی وَقَفَتْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ﷺ وَ لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ یَا اَبَا بَکْرٍ ﷺ اِنِّیْ اُخْبِرْتُ اَنَّ صَاحِبَکَ ھَجَانِیْ فَقَالَ : لَا وَ رَبِّ ھٰذَا الْبَیْتِ مَا ھَجَاکِ فَوَلَّتْ وَ ھِیَ تَقُوْلُ قَدْ عَلِمَتْ قُرَیْشٌ اَنِّیْ اَبْنَۃُ سَیِّدِھَا .رَوَاہُ اَبُوْ حَاتِمٍ [1]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب سورہ لہب نازل ہوئی تو بھینگی عورت ام جمیل بنت حرب ہاتھ میں نوکیلا پتھر لئے ہوئے چیختی چلاتی یہ کہتے ہوئے آئی ”ہم نے مذمم کا انکار کیا اس کے دین سے الگ ہوئے اور اس کے حکم کی نافرمانی کی۔“ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا ”یارسول اللہ ﷺ! یہ آرہی ہے مجھے ڈر ہے یہ آپ کو دیکھ کر کوئی بدتمیزی نہ کرے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی۔“ پھر آپ ﷺ نے اس سے بچنے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اے محمد! جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان نظر نہ آنے والا پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 45) ام جمیل آئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کھڑی ہوگئی لیکن رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکی۔ کہنے لگی ”ابوبکر! مجھے پتہ چلا ہے کہ تیرے دوست نے

[1] تفسیر القرآن العظیم، لامام ابن کثیر ، تفسیر سورۃ تبت یدا ابی لھب

میری ہجو کی ہے۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اس گھر کے رب کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کی۔" اس پر اُمِ جمیل یہ کہتی ہوئی واپس پلٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔" اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① یاد رہے کہ ابولہب کی بیوی کا نام اروی تھا، کنیت ام جمیل تھی، ابوسفیان بن حرب کی بہن اور حرب بن امیہ کی بیٹی تھی۔ لعنها الله

② بزار کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فرشتہ میرے اور ام جمیل کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑا ہوگیا تھا اس لئے وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔ (ابن کثیر)

③ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "محمد! نے تمہاری ہجو نہیں کی، اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ہجو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے نہ کہ محمد ﷺ نے۔

مسئلہ 73 آپ ﷺ کے بیٹے کی وفات پر آپ ﷺ کی توہین اور استہزاء کے طور پر عاص بن وائل اور ابولہب (لعنهما الله) نے آپ ﷺ کو "جڑ کٹا" کہا۔

عَنْ يَزِيْدِ بْنِ رُوْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ إِذَا ذُكِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ دَعُوْهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَبْتَرُ لَا عَقِبَ لَهُ فَإِذَا هَلَكَ انْقَطَعَ ذِكْرُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ ﴿ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴾ ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ ❶

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عاص بن وائل (لعنہ اللہ) کے سامنے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا تو کہتا "اس کی بات چھوڑو، وہ جڑ کٹا آدمی ہے اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں جب مر گیا تو اس کا کوئی نام لینے والا نہیں ہوگا۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجمہ: "بے شک تیرا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔" اسے ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : حِيْنَ مَاتَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبَ أَبُوْ لَهَبٍ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ بُتِرَ مُحَمَّدٌ نِ اللَّيْلَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ ﴿ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴾ ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ ❷

---

❶ تفسير ابن كثير سورة الكوثر

❷ تفسير ابن كثير سورة الكوثر

حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا بیٹا فوت ہوا تو ابولہب بھاگا بھاگا مشرکین کے پاس گیا اور کہا آج رات محمد ﷺ کی جڑ کٹ گئی ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ اسے ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ 74 مسجد الحرام میں عقبہ بن ابی معیط (لَعَنَهُ اللّٰه) نے رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آڑے آ گئے۔

عَنْ عُرْوَةِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنْ اَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ عُقْبَةَ ابْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهُ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَاءَ كُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف کون سی دی تھی؟ انہوں نے کہا "میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد حرام میں) نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط (لعنہ اللہ) آیا اور اپنی چادر آپ ﷺ کے گلے میں ڈال کر زور سے گلا گھونٹا، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے آئے اور عقبہ کو پیچھے دھکیل کر آپ ﷺ کو بچایا اور فرمایا "کیا تم ایک آدمی کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 75 ابوجہل (لعنہ اللہ) نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اپنے ارادے پر عمل نہ کر سکا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَاَطَاَنَّ عَلٰى عُنُقِهٖ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((لَوْ فَعَلَهُ لَاَخَذَتْهُ الْمَلاَئِكَةُ تَابَعَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے

---

[1] کتاب المناقب ، باب مناقب المهاجرين

[2] كتاب التفسير ، باب قوله تعالى ﴿لئن لم ينته لنسفعا بالناصية ناصية كاذبة خاطئه﴾

نزدیک نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن کچل ڈالوں گا۔ آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا "اگر وہ ایسی حرکت کرتا تو فرشتے اس کو پکڑ لیتے اور اس کی بوٹی بوٹی کر دیتے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 76 ابو جہل (لعنہ اللہ) رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن نامراد واپس پلٹا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ یُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ ﷺ وَجْهَهُ بَیْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ : فَقِیْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَئِنْ رَاَیْتُهُ یَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰی رَقَبَتِهٖ اَوْ لَاُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِی التُّرَابِ قَالَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ یُصَلِّیْ زَعَمَ لِیَطَاَ عَلٰی رَقَبَتِهٖ قَالَ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا هُوَ یَنْكِصُ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَ یَتَّقِیْ بِیَدَیْهِ قَالَ فَقِیْلَ لَهُ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَ هَوْلًا وَاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ دَنَا مِنِّیْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل (لعنہ اللہ) نے لوگوں سے پوچھا "کیا محمد ﷺ (نماز کے لئے) اپنا منہ زمین پر رکھتا ہے؟" لوگوں نے جواب دیا "ہاں!" ابو جہل نے کہا "لات وعزیٰ کی قسم! اب اگر میں نے اسے ایسا کرتے دیکھا تو میں اس کی گردن روند ڈالوں گا یا اس کا منہ مٹی کر دوں گا۔" ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ آپ کی گردن روندنے کے لئے آگے بڑھا، لیکن فوراً ہی الٹے پاؤں پیچھے بھاگا اور ہاتھ سے اپنے آپ کو بچانے لگا۔ لوگوں نے پوچھا "کیا ہوا؟" ابو جہل نے کہا "میرے اور محمد ﷺ کے درمیان خطرناک آگ کی خندق تھی اور بہت سے بازو تھے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے چیتھڑے اڑا دیتے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 77 ابو جہل (لعنہ اللہ) نے رسول اکرم ﷺ کا سر مبارک دوران نماز پتھر سے کچلنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچا لیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ قِصَّةٍ طَوِیْلَةٍ ...... قَالَ اَبُوْجَهْلِ بْنُ هِشَامٍ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ اَبٰی اِلَّا مَا تَرَوْنَ مِنْ عَیْبِ دِیْنِنَا وَ شَتْمِ اٰبَائِنَا وَ تَسْفِیْهِ

[1] کتاب صفات المنافقین، باب صفة القیامة والجنة والنار

اَحْلَامَنَا وَ سَبَّ اٰلِهَتِنَا وَ اِنِّیْ عَاهَدُ اللّٰهَ لَاَجْلِسُ لَهٗ غَدًا بِحَجَرٍ فَاِذَا سَجَدَ فِیْ صَلَاتِهٖ فَضَخْتُ بِهٖ رَأْسَهٗ فَلْيَصْنَعْ بَعْدَ ذٰلِکَ بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ مَا بَدَا لَهُمْ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ جَهْلٍ ...... لَعَنَهُ اللّٰهُ ...... اَخَذَ حَجَرًا ثُمَّ جَلَسَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْتَظِرُهٗ وَ غَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا كَانَ يَغْدُوْ ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ وَ قَدْ غَدَتْ قُرَيْشٌ فَجَلَسُوْا فِیْ اَنْدِيَتِهِمْ يَنْتَظِرُوْنَ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَمَلَ اَبُوْ جَهْلٍ الْحَجَرَ ثُمَّ اَقْبَلَ نَحْوَهٗ حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنْهُ رَجَعَ مُنْتَهِيًا مُنْتَقِعًا لَوْنُهٗ مَرْعُوْبًا قَدْ يَبِسَتْ يَدَاهُ عَلٰی حَجَرِهٖ حَتّٰی قَذَفَ الْحَجَرَ مِنْ يَدِهٖ وَ قَامَتْ اِلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوْا لَهٗ مَا لَکَ يَا اَبَا الْحَكَمِ ؟ فَقَالَ : قُمْتُ اِلَيْهِ لِاَفْعَلَ مَا قُلْتُ لَكُمُ الْبَارِحَةَ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ عَرَضَ لِیْ دُوْنَهٗ فَحْلٌ مِنَ الْاِبِلِ وَ اللّٰهِ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هَامَتِهٖ وَ لَا قَصَرَتِهٖ وَ لَا اَنْيَابِهِ الْفَحْلِ قَطُّ فَهُوَ يَاْكُلُنِیْ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل بن ہشام نے قریش مکہ سے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ محمد ہمارے دین میں عیب چینی، آباؤ اجداد کی گستاخی، ہماری عقلوں کی برائی اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے باز نہیں آ رہا، لہٰذا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کل ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جب وہ دوران نماز میں سجدہ کرے گا تو اس کا سر کچل دوں گا اس کے بعد بنو عبد مناف جو چاہیں کریں۔ جب صبح ہوئی تو ابو جہل ......لعنہ اللہ...... نے ایک پتھر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ حسب معمول تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ قریش مکہ بھی اپنی اپنی مجالس میں آ کر بیٹھ چکے تھے اور ابو جہل کی کارروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب سجدہ کیا تو ابو جہل پتھر اٹھا کر آگے بڑھا، جب آپ ﷺ کے قریب ہوا تو بھونچکا سا ہو کر واپس پلٹا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور اس قدر مرعوب تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ پتھر پر جم کے رہ گئے، اس نے بمشکل پتھر پھینکا۔ قریشی سردار بھاگے بھاگے آئے اور پوچھا ''ابو الحکم! کیا ہوا؟'' ابو جہل کہنے لگا ''کل والی بات پر عمل کرنے کے لئے جب میں کھڑا ہوا اور محمد کے قریب گیا تو ایک سانڈھ نما اونٹ میرے سامنے آ گیا واللہ! میں نے آج تک کسی اونٹ کی ایسی کھوپڑی، ایسی گردن اور ایسے دانت نہیں دیکھے جیسے اس کے تھے، اور وہ مجھے کھانا چاہتا تھا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1] البداية والنهاية ، سيرة الرسول ، باب الامر بابلاغ الرسالة (48/3)

مسئلہ 78 قریش مکہ نے اسلام کی دعوت روکنے کے لئے رسول اکرم ﷺ اور جناب ابوطالب دونوں کو قتل کرنے کی علی الاعلان دھمکی دے دی۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ جَاءَ تْ قُرَيْشٌ اِلٰى اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالُوْا : يَا اَبَا طَالِبٍ اِنَّ لَكَ سِنًّا وَ شَرَفًا وَمَنْزِلَةً فِيْنَا وَ اِنَّا قَدِ اسْتَنْهَيْنَاكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَلَمْ تَنْهَهُ عَنَّا وَ اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نَصْبِرُ عَلٰى هٰذَا مِنْ شَتْمِ اٰبَاءِ نَا وَ تَسْفِيْهِ اَحْلَامِنَا وَ عَيْبِ اٰلِهَتِنَا حَتّٰى تَكُفَّهُ عَنَّا اَوْ نُنَازِلَهُ وَ اِيَّاكَ فِىْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُهْلِكَ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ ، بَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَا ابْنَ اَخِىْ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَاءُ وْنِىْ فَقَالُوْا لِىْ كَذَا وَ كَذَا لِلَّذِىْ كَانُوْا قَالُوْا لَهُ فَاَبْقِ عَلَىَّ وَ عَلٰى نَفْسِكَ وَ لَا تُحَمِّلْنِىْ مِنَ الْاَمْرِ مَا لَا اُطِيْقُ قَالَ فَظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَدْ بَدَا لِعَمِّهٖ فِيْهِ بُدُوٌّ وَ اَنَّهُ خَاذِلُهُ وَ مُسْلِمُهُ وَ اِنَّهُ قَدْ ضَعُفَ عَنْ نُصْرَتِهٖ وَالْقِيَامِ مَعَهُ قَالَ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَمِّ وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِىْ يَمِيْنِىْ وَالْقَمَرَ فِىْ يَسَارِىْ عَلٰى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اَهْلِكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَعْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكٰى ثُمَّ قَامَ فَلَمَّا وَلّٰى نَادَاهُ اَبُوْ طَالِبٌ فَقَالَ اَقْبِلْ يَا بْنَ اَخِىْ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِذْهَبْ يَابْنَ اَخِىْ فَقُلْ مَا اَحْبَبْتَ فَوَ اللّٰهِ لَا اُسْلِمُكَ لِشَىْءٍ اَبَدًا . اَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں قریش کا وفد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا ”اے ابوطالب! آپ ہمارے درمیان عمر، بزرگی اور عزت میں سب سے بڑھ کر ہیں ہم نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو روکیں لیکن آپ نے نہیں روکا۔ اللہ کی قسم! اب ہم صبر نہیں کر سکتے محمد نے ہمارے بزرگوں کو برا بھلا کہا ہے، ہماری عقلوں کا ماتم کیا ہے، ہمارے معبودوں میں عیب نکالے ہیں اب آپ اسے روکیں ورنہ آپ سے اور محمد ﷺ سے ایسی جنگ شروع ہوگی جس سے دونوں فریقوں میں سے ایک ضرور ہلاک ہو کر رہے گا۔“ اس پر ابوطالب نے محمد ﷺ کو بلا بھیجا اور کہا ”اے میرے بھتیجے! تیری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ اور یہ کہا ہے، میرے بھتیجے! اب تم مجھ پر اور اپنے آپ پر بھی کچھ رحم کرو اور اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالو جو میں اٹھا نہ سکوں۔“ رسول اکرم ﷺ نے سوچا کہ چچا کے دل میں کوئی نئی بات آ گئی ہے اور اب

[1] البدایۃ والنہایۃ ، باب سیرۃ الرسول ، فضل مفاوضہ قریش ابی طالب (53/2)

میرا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہیں اور کفار کے حوالے کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ میری مدد کرنے اور میرا ساتھ دینے سے عاجز آ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''چچا جان، اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تاکہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تب بھی ہرگز نہیں چھوڑوں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو غالب فرما دے یا میں اسی جدوجہد میں ہلاک ہو جاؤں۔'' پھر آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، آپ ﷺ رو دیئے۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس چل دیئے۔ ابو طالب نے آپ ﷺ کو واپس بلایا، جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ابو طالب نے کہا ''میرے بھتیجے! جاؤ جو چاہو کہو، اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا۔'' اسے ابن کثیر نے بیان کیا ہے

مسئلہ 79 رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے سرداران قریش کی جناب ابو طالب سے سودے بازی کی ایک اور کوشش۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ اَنَّ قُرَيْشًا حِيْنَ عَرَفُوْا اَنَّ اَبَا طَالِبٍ قَدْ اَبٰى خُذْلاَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اِسْلاَمِهٖ وَ اِجْمَاعَهٗ لِفِرَاقِهِمْ فِيْ ذٰلِكَ وَ عَدَاوَتَهٗ ، مَشَوْا اِلَيْهِ بِعِمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالُوْا لَهٗ يَا اَبَا طَالِبٍ هٰذَا عَمَّارَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَنْهَدُ فَتًى فِيْ قُرَيْشٍ وَ اَجْمَلُهٗ فَخُذْهُ تِلْكَ عَقْلُهٗ وَ نَصْرُهٗ وَ اتَّخِذْهُ وَلَدًا فَهُوَ لَكَ؟ وَ اَسْلِمْ اِلَيْنَا ابْنَ اَخِيْكَ هٰذَا الَّذِيْ قَدْ خَالَفَ دِيْنَكَ وَ دِيْنَ اٰبَائِكَ وَ فَرَّقَ جَمَاعَةَ قَوْمِكَ وَ سَفَّهَ اَحْلاَمَنَا فَنَقْتُلُهٗ فَاِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ بِرَجُلٍ قَالَ وَاللّٰهِ لَبِئْسَ مَا تَسُوْمُوْنَنِيْ اَتُعْطُوْنَنِيْ اِبْنَكُمْ اَغْذُوْهُ لَكُمْ وَ اُعْطِيْكُمْ اِبْنِيْ تَقْتُلُوْنَهٗ ، هٰذَا وَاللّٰهِ مَالاَ يَكُوْنُ اَبَدًا. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب قریش کو یقین ہو گیا کہ ابو طالب رسول اللہ ﷺ کو کسی قیمت پر چھوڑنے اور اسے ہمارے حوالے کرنے والے نہیں بلکہ (اس کے برعکس) ابو طالب نے مشرکین کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو انہیں اپنے ساتھ ابو طالب کی دشمنی کا احساس ہو گیا (ایک روز قریشی سردار)، عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو لے کر، ابو طالب کے پاس گئے اور کہا ''ابو طالب! عمارہ بن ولید قریش میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور خوبصورت نوجوان ہے اسے آپ لے لیں اس کی دیت اور نصرت کے آپ حق دار ہوں گے اسے

[1] البداية والنهاية، سيرة الرسول، فضل معاوضة قريش ابى طالب (53/3)

اپنا بیٹا بنالیں یہ آپ ہی کا ہوگا اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردیں جس نے آپ اور آپ کے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے آپ کی قوم کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے اور ہماری عقلوں کا ماتم کیا ہے ہم اسے قتل کریں گے بس یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہوگا۔'' ابوطالب نے کہا ''واللہ! یہ تو بہت ہی برا سودا ہے جو تم مجھ سے کر رہے ہو کیا تم مجھے اپنا بیٹا اس لئے دیتے ہو کہ میں اسے کھلاؤں، پلاؤں اور اپنا بیٹا تمہیں اس لئے دے دوں کہ تم اسے قتل کرو، اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔'' اسے ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ 80 ابوجہل نے کوہ صفا کے قریب نبی اکرم ﷺ کو بہت گالیاں دیں اور سخت بے عزتی کی، لیکن آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِمَّنْ اَسْلَمَ وَ کَانَ وَاعِیَةً اَنَّ اَبَا جَهْلٍ اِعْتَرَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الصَّفَا فَاٰذَاهُ وَ شَتَمَهُ وَ قَالَ فِیْهِ مَا یَکْرَهُ مِنَ الْعَیْبِ لِدِیْنِهٖ وَالتَّضْعِیْفِ لَهٗ فَلَمْ یُکَلِّمْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذُکِرَ لِحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاَقْبَلَ نَحْوَهٗ حَتّٰی اِذَا قَامَ عَلٰی رَأْسِهٖ رَفَعَ الْقَوْسَ فَضَرَبَهٗ بِهَا ضَرْبَةً شَجَّهٗ مِنْهَا شَجَّةً مُنْکَرَةً وَ قَامَتْ رِجَالٌ مِنْ قُرَیْشٍ مِنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ اِلٰی حَمْزَةَ لِیَنْصُرُوْا اَبَا جَهْلٍ مِنْهُ وَ قَالُوْا مَا نَرَاکَ یَا حَمْزَةُ اِلَّا قَدْ صَبَوْتَ قَالَ حَمْزَةُ وَ مَنْ یَمْنَعُنِیْ وَ قَدِ اسْتَبَانَ لِیْ مِنْهُ مَا اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَّ الَّذِیْ یَقُوْلُ حَقٌّ فَوَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُ فَامْنَعُوْنِیْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ. ذَکَرَهُ ابْنُ کَثِیْرٍ [1]

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ واقعہ ایک ایسے آدمی نے بیان کیا ہے جو اسلام لا چکا تھا اور اس کا حافظہ قوی تھا، ایک مرتبہ ابوجہل نے کوہ صفا کے قریب رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی، گالیاں دیں، آپ ﷺ کی شان اور آپ ﷺ کے دین کے بارے میں بہت برے الفاظ استعمال کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں کوئی بات نہ کی۔ اس واقعہ کا ذکر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا گیا تو وہ سیدھے ابوجہل کے پاس آئے اور آ کر اس کے سر پر کھڑے ہوگئے اپنی کمان اٹھائی اور اس کے سر پر دے ماری جس سے اس کے سر میں شدید زخم آ گیا۔ اس پر قریش کے بنو مخزوم قبیلہ کے چند آدمی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف آئے تاکہ ابوجہل کی حمایت کریں اور اسے حمزہ سے بچائیں۔ انہوں نے کہا ''حمزہ! ہمیں

[1] البدایة والنهایة، سیرة الرسول، باب اسلام حمزه بن عبدالمطلب (38/3)

معلوم ہوتا ہے کہ تم نیا دین اختیار کر چکے ہو۔'' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''جب مجھ پر وہ بات واضح ہو چکی ہے جس کی میں گواہی دیتا ہوں یعنی یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق اور سچ ہے، تو پھر کون ہے جو مجھے اس بات کو قبول کرنے سے روک سکتا ہے؟ واللہ! میں اب اس بات سے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دکھاؤ۔'' ابن کثیر نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

مسئلہ 81 رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ابوجہل (لَعَنَهُ اللّٰه) نے سرداران قریش سے بنو ہاشم کے بائیکاٹ کی ظالمانہ قرارداد منظور کروائی۔

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : ثُمَّ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ اشْتَدُّوْا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ كَاَشَدُّ مَا كَانُوْا حَتّٰى بَلَغَ الْمُسْلِمِيْنَ الْجُهْدَ ، وَاشْتَدَّ عَلَيْهِمُ الْبَلاَءُ ، وَاجْتَمَعَتْ قُرَيْشٌ فِيْ مَكْرِهَا اَنْ يَقْتُلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلاَنِيَةً فَلَمَّا رَاٰى اَبُوْطَالِبٌ عَمَلَ الْقَوْمِ جَمَعَ بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَدْخُلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شِعْبَهُمْ ، وَ يَمْنَعُوْهُ مِمَّنْ اَرَادَ قَتْلَهُ فَاجْتَمَعُوْا عَلٰى ذٰلِكَ مُسْلِمُهُمْ وَ كَافِرُهُمْ ، فَمِنْهُمْ مَنْ فَعَلَهُ حَمِيَّةً ، وَ مِنْهُمْ مَنْ فَعَلَهُ اِيْمَانًا وَ يَقِيْنًا فَلَمَّا عَرَفَتْ قُرَيْشٌ اِنَّ الْقَوْمَ قَدْ مَنَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاجْتَمَعُوْا عَلٰى ذٰلِكَ ، اِجْتَمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ فَاَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ اَنْ لاَ يُجَالِسُوْهُمْ وَ لاَ يُبَايِعُوْهُمْ وَ لاَ يَدْخُلُوْا بُيُوْتَهُمْ حَتّٰى يُسَلِّمُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِلْقَتْلِ ، وَ كَتَبُوْا فِيْ مَكْرِهِمْ صَحِيْفَةً وَ عُهُوْدًا وَ مَوَاثِيْقَ لاَ يَقْبَلُوْا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اَبَدًا صُلْحًا وَ لاَ تَاْخُذُهُمْ بِهِ رَاْفَةٌ حَتّٰى يُسَلِّمُوْهُ لِلْقَتْلِ فَلَبِثَ بَنُوْ هَاشِمَ فِيْ شِعْبِهِمْ يَعْنِيْ ثَلاَثَ سِنِيْنَ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِمُ الْبَلاَءُ وَالْجُهْدُ ، وَ قَطَعُوْا عَنْهُمُ الْاَسْوَاقَ فَلاَ يَتْرُكُوْا طَعَامًا يَقْدَمُ مَكَّةَ وَلاَ بَيْعًا اِلاَّ بَادَرُوْهُمْ اِلَيْهِ فَاشْتَرَوْهُ ، يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اَنْ يَدْرُكُوْا سَفْكَ دَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ فِيْ دَلاَئِلِ النُّبُوَّةِ[1]

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین مکہ نے (بالآخر) مسلمانوں پر اتنی سختی شروع کر دی جتنی وہ کر سکتے تھے۔ اس سے مسلمان سخت غم زدہ ہوئے۔ ان کے مصائب و آلام میں بہت اضافہ

[1] دلائل النبوة للبيهقي ، باب دخول النبي ﷺ مع من بقي من اصحابه شعب ابي طالب (311/1)

ہو گیا۔قریش مکہ رسول اکرم ﷺ کو علانیہ قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ جب ابو طالب نے یہ صورت حال دیکھی تو بنو عبدالمطلب کو جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو شعب ابی طالب میں پناہ دے کر قتل ہونے سے بچائیں۔ چنانچہ وہ سب، مسلمان بھی اور کافر بھی اس بات پر متفق ہو گئے۔ بنو مطلب میں سے کسی نے تو یہ کام محض اپنے قبیلہ کی حمیت میں کیا اور کسی نے اپنے ایمان کی وجہ سے۔ جب قریش مکہ کو معلوم ہوا کہ بنو مطلب نے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لئے اتفاق کر لیا ہے تو سارے مشرکین قریش اکٹھے ہوئے اور آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بنو مطلب کے ساتھ کوئی بھی نہ اٹھے بیٹھے گا نہ خرید وفروخت کرے گا نہ ان کے گھروں میں آمد و رفت رکھے گا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ مشرکین نے باقاعدہ دستاویز تیار کی جس میں یہ عہد و پیمان تحریر کیا گیا کہ بنو ہاشم سے کبھی صلح کی پیش کش قبول نہ کریں گے نہ ہی ان کے ساتھ خدا ترسی کا معاملہ کریں گے تا آنکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے مشرکین کے حوالے نہ کر دیں۔ بنو ہاشم، شعب ابی طالب میں تین سال تک رہے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے حالات انتہائی سنگین اور تکلیف دہ ہو گئے۔ مشرکین مکہ مسلمانوں کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز نہ آنے دیتے اور مکہ میں جو چیز فروخت کے لئے آتی وہ بھی مسلمانوں کے لئے نہ چھوڑتے۔ جلدی جلدی خود خرید لیتے۔ مشرکین مکہ یہ سارے جتن اس لئے کر رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کو قتل کر سکیں۔ اسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 82 طائف کے تین سرداروں کے سامنے آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی۔ تینوں نے آپ ﷺ کا تمسخر اور مذاق اڑایا۔

مَسئلہ 83 تینوں سرداروں کی شہ پر وہاں کے اوباشوں اور بدمعاشوں نے آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ ﷺ قَالَ : لَمَّا انْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الطَّائِفِ ، عَمَدَ اِلٰى نَفَرٍ مِنْ ثَقِيْفٍ ، هُمْ يَوْمَئِذٍ سَادَةُ ثَقِيْفٍ وَاَشْرَافُهُمْ وَ هُمْ اِخْوَةٌ ثَلَاثَةٌ : عَبْدُيَالَيْلَ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ ، وَ مَسْعُوْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ وَ حَبِيْبُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عُقْدَةَ بْنِ غِيَرَةَ بْنِ عَوْفِ بْنِ ثَقِيْفٍ ، وَ عِنْدَ اَحَدِهِمْ اِمْرَاَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي جُمَحَ ،

فَجَلَسَ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَاهُمْ اِلَی اللّٰهِ وَ كَلَّمَهُمْ بِمَا جَاءَ هُمْ لَهُ مِنْ نُصْرَتِهِ عَلَی الْاِسْلَامِ ، وَالْقِيَامِ مَعَهُ عَلٰی مَنْ خَالَفَهُ مِنْ قَوْمِهِ فَقَالَ لَهُ اَحَدُهُمْ : هُوَ يَمْرُطُ ثِيَابَ الْكَعْبَةِ اِنْ كَانَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ ، وَ قَالَ الْاٰخَرُ : اَمَا وَجَدَ اللّٰهُ اَحَدًا يُرْسِلُهُ غَيْرَكَ ! وَ قَالَ الثَّالِثُ : وَ اللّٰهِ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا. لَئِنْ كُنْتَ رَسُوْلًا مِنَ اللّٰهِ كَمَا تَقُوْلُ ، لَاَنْتَ اَعْظَمُ خَطَرًا مِنْ اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ الْكَلَامَ وَ لَئِنْ كُنْتَ تَكْذِبُ عَلَی اللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِيْ اَنْ اُكَلِّمَكَ . فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِمْ وَ قَدْ يَئِسَ مِنْ خَيْرِ ثَقِيْفٍ ، وَ قَدْ قَالَ لَهُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوْا عَنِّيْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا ، وَ اَغْرَوْا بِهِ سُفَهَاءَ هُمْ وَعَبِيْدَهُمْ ، يَسُبُّوْنَهُ وَ يَصِيْحُوْنَ بِهِ ، حَتّٰی اِجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ ، وَالْجَؤُوْهُ اِلٰی حَائِطٍ لِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ هُمَا فِيْهِ ، وَ رَجَعَ عَنْهُ مِنْ سُفَهَاءِ ثَقِيْفٍ مَنْ كَانَ يَتْبَعُهُ ، فَعَمَدَ اِلٰی ظِلِّ حَبْلَةٍ مِنْ عِنَبٍ ، فَجَلَسَ فِيْهِ وَ ابْنَا رَبِيْعَةَ يَنْظُرَانِ اِلَيْهِ وَ يَرَيَانِ مَالَقِيَ مِنْ سُفَهَاءِ اَهْلِ الطَّائِفِ وَ قَدْ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْاَةَ الَّتِيْ مِنْ بَنِيْ جُمَحَ ، فَقَالَ لَهَا : مَاذَا لَقِيْنَا مِنْ اَحْمَائِكَ ؟ فَلَمَّا اطْمَاَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ ، وَ هَوَانِيْ عَلَی النَّاسِ ،يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ، اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ ، وَ اَنْتَ رَبِّيْ اِلٰی مَنْ تَكِلُنِيْ ؟ اِلٰی بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِيْ ؟ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ اَمْرِيْ؟ اِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيْ وَ لٰكِنْ عَافِيَتُكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ ، وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِيْ غَضَبَكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سُخْطُكَ ، لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی ، وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ)) قَالَ : فَلَمَّا رَاٰهُ ابْنَا رَبِيْعَةَ ، عُتْبَةُ وَ شَيْبَةُ وَ مَا لَقِيَ تَحَرَّكَتْ لَهُ رَحِمُهُمَا فَدَعَوْا غُلَامًا لَهُمَا نَصْرَانِيًّا ، يُقَالُ لَهُ عَدَّاسٌ فَقَالَا لَهُ : خُذْ قِطْفًا مِنَ الْعِنَبِ ، فَضَعْهُ فِيْ هٰذَا الطَّبَقِ ، ثُمَّ اذْهَبْ بِهِ اِلٰی ذٰلِكَ الرَّجُلِ ، فَقُلْ لَهُ يَاْكُلْ مِنْهُ فَفَعَلَ عَدَّاسٌ ، ثُمَّ اَقْبَلَ بِهِ حَتّٰی وَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لَهُ : كُلْ ، فَلَمَّا وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ يَدَهُ ، قَالَ ((بِاسْمِ اللّٰهِ)) ثُمَّ اَكَلَ ، فَنَظَرَ عَدَّاسٌ فِيْ وَجْهِهِ ، ثُمَّ قَالَ : وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ مَا يَقُوْلُهُ اَهْلُ هٰذِهِ الْبِلَادِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَ مِنْ اَهْلِ اَيِّ الْبِلَادِ اَنْتَ يَا

عَـدَاسُ ، وَ مَا دِیْنُکَ ؟)) قَالَ : نَصْرَانِیٌّ وَ اَنَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ نِیْنَوٰی . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ قَرْیَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی ؟)) فَقَالَ لَهٗ عَدَاسٌ : وَ مَا یُدْرِیْکَ مَا یُوْنُسُ بْنُ مَتّٰی ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذَاکَ اَخِیْ کَانَ نَبِیًّا وَ اَنَا نَبِیٌّ)) فَاَکَبَّ عَدَاسٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُقَبِّلُ رَاْسَهٗ وَ یَدَیْهِ وَ قَدَمَیْهِ . ذَکَرَهٗ فِیْ رَوْضِ الْاَنَفِ [1]

حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب طائف پہنچے تو بنوثقیف کے تین سرداروں کے پاس تشریف لے گئے ① عبدیالیل بن عمرو بن عمیر ② مسعود بن عمرو بن عمیر اور ③ حبیب بن عمرو بن عمیر...... یہ تینوں آپس میں بھائی تھے ان میں سے ایک بھائی کے ساتھ قریش کے قبیلہ بنو جمح کی عورت بیاہی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بیٹھ گئے اور انہیں اللہ (کے دین) کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ میں اسلام کی نصرت کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں اور اس معاملہ میں مخالفت کرنے والوں کے خلاف آپ کا تعاون چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک بھائی نے کہا ''اگر اللہ نے تجھے پیغمبر بنایا ہے تو میں کعبے کا پردہ پھاڑ دوں گا (لیکن تیری حمایت نہیں کروں گا) دوسرے نے کہا'' کیا تمہارے سوا اللہ کو کوئی دوسرا آدمی رسالت کے لئے نہیں ملا تھا؟ تیسرے نے کہا'' واللہ! میں تو تمہارے ساتھ کبھی بات نہیں کروں گا اگر تو واقعی اپنے دعوی کے مطابق رسول ہے تو پھر تمہاری بات کو رد کرنا میرے لئے سخت خطرے کا باعث ہے اور اگر تو اللہ پر جھوٹ باندھ رہا ہے تو پھر تجھ سے بات کرنی ہی نہیں چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ ثقیف والوں کی طرف سے مایوس ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے البتہ ان سے یہ کہا'' تم لوگوں نے میرے ساتھ جو سلوک کیا سو کیا لیکن اسے مخفی رکھنا۔'' لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور اپنے ہاں کے اوباشوں اور غلاموں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا، جو آپ ﷺ کو گالیاں دیتے اور تالیاں پیٹتے، اسی دوران لوگوں کی بھیڑ لگ گئی اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ کی دیوار میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد ثقیف کے سارے اوباش واپس پلٹ گئے۔ آپ ﷺ ایک انگور کی بیل کے سائے میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے (عتبہ اور شیبہ) بھی یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ کو اہل طائف کی طرف سے اذیت پہنچ رہی تھی وہ بھی دیکھ رہے تھے۔ اس موقع پر آپ ﷺ بنو جمح کی عورت سے ملے اور اسے کہا'' دیکھو تمہارے سسرال نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟'' جب نبی

[1] الروض الانف ، باب الرسول ﷺ یسعی الی الطائف (2/229-234)

اکرم ﷺ کی طبیعت میں کچھ سکون آیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی ''یا اللہ! اپنی کمزوری، بے بسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی ناقدری کا شکوہ میں تجھی سے کرتا ہوں، یا ارحم الراحمین! تو ہی کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا رب ہے تو نے مجھے کس کے حوالے کر دیا ہے؟ کسی ایسے بیگانے کے جو میرے ساتھ سختی سے پیش آئے یا کسی ایسے دشمن کے جسے تو نے میرے معاملات کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں تو پھر مجھے (اس تکلیف کی) کوئی پروا نہیں، لیکن تیری عافیت (میری اس کمزوری کے مقابلہ میں) بہت وسیع ہے میں تیرے اس رخ انور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں دور ہوتی ہیں، جس کے صدقے دنیا اور آخرت کے معاملات سنورتے ہیں (میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے) کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیرا عتاب نازل ہو مجھے تو صرف تیری رضا مطلوب ہے حتیٰ کہ تو خوش ہو جائے، تیری توفیق کے بغیر نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔'' جب رسول اللہ ﷺ کو ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے اس حالت میں دیکھا تو ان میں جذبہ ترحم بیدار ہوا، اپنے عیسائی غلام عداس کو بلایا اور کہا ''انگور کا ایک گچھا لے کر پلیٹ میں رکھو اور اس آدمی کو کھانے کے لئے دے آؤ۔'' عداس انگور لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا ''تناول فرمائیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور انگور کھانے لگے، عداس غور سے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا ''اس علاقے کے لوگ تو یہ جملہ (بسم اللہ) نہیں بولتے۔'' رسول اللہ ﷺ نے عداس سے پوچھا ''عداس! تم کس علاقے کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟'' عداس نے جواب دیا ''میں عیسائی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اچھا تم مرد صالح یونس بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو، وہ تو میرے بھائی تھے، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔'' یہ سن کر عداس رسول اللہ ﷺ پر جھک پڑا اور آپ ﷺ کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔'' یہ واقعہ روض الانف میں بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ 84 ہجرت سے قبل مشرکین مکہ نے ابو جہل (لَعَنَهُ اللّٰه) کی تجویز پر رسول اکرم ﷺ کو اجتماعی طور پر قتل کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا تا کہ بنو ہاشم کسی ایک قبیلہ سے قصاص کا مطالبہ نہ کر سکیں۔

﴿وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝﴾(30:8)

''جب کافروں نے تمہارے خلاف سازش کی کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں (اس وقت) وہ تو اپنی چالیں چل رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔'' (سورہ الانفال، آیت نمبر 30)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اِنَّ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ اَشْرَافِ كُلِّ قَبِيْلَةٍ اِجْتَمَعُوْا لِيَدْخُلُوْا دَارَ النَّدْوَةِ فَاعْتَرَضَهُمْ اِبْلِيْسُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْخٍ جَلِيْلٍ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا لَهُ مَنْ اَنْتَ ؟ قَالَ شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ، سَمِعْتُ اِنَّكُمْ اِجْتَمَعْتُمْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَحْضُرَكُمْ وَ لَنْ يَعْدِمَكُمْ رَاْيِيْ وَ نُصْحِيْ . قَالُوْا : اَجَلْ ، اُدْخُلْ ، فَدَخَلَ مَعَهُمْ ، فَقَالَ : اُنْظُرُوْا فِيْ شَاْنِ هٰذَا الرَّجُلِ ، وَاللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يُوَاثِبَكُمْ فِيْ اَمْرِكُمْ بِاَمْرِهٖ . فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ : اَحْبِسُوْهُ وَ فِيْ وَثَاقٍ ثُمَّ تَرَبَّصُوْا بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ حَتّٰى يُهْلِكَ كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الشُّعَرَاءِ زُهَيْرٌ وَالنَّابِغَةُ اِنَّمَا هُوَ كَاَحَدِهِمْ قَالَ : فَصَرَخَ عَدُوُّ اللّٰهِ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ ، فَقَالَ : وَاللّٰهِ مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَاْيٍ وَاللّٰهِ لَيُخْرِجَنَّهُ رَبُّهُ مِنْ مَحْبِسِهٖ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَلَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّثِبُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى يَاْخُذُوْهُ مِنْ اَيْدِيْكُمْ فَيَمْنَعُوْهُ مِنْكُمْ ، فَمَا اٰمَنَ عَلَيْكُمْ اَنْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ بِلَادِكُمْ ، قَالُوْا : صَدَقَ الشَّيْخُ فَانْظُرُوْا فِيْ غَيْرِ هٰذَا . قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَخْرِجُوْا مِنْ بَيْنِ اَظْهَرِكُمْ فَتَسْتَرِيْحُوْا مِنْهُ فَاِنَّهُ اِذَا خَرَجَ لَنْ يَضُرَّكُمْ مَا صَنَعَ وَ اَيْنَ وَقَعَ اِذَا غَابَ عَنْكُمْ اَذَاهُ وَ اسْتَرَحْتُمْ وَ كَانَ اَمْرُهُ فِيْ غَيْرِكُمْ فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ : وَاللّٰهِ مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَاْيٍ اَلَمْ تَرَوْا حَلَاوَةَ قَوْلِهٖ وَ طَلَاقَةَ لِسَانِهٖ . وَ اَخْذَ الْقُلُوْبِ مَا تَسْمَعُ مِنْ حَدِيْثِهٖ ؟ وَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتُمْ ثُمَّ اسْتَعْرَضَ الْعَرَبَ لَيَجْتَمِعُنَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لَيَاْتِيَنَّ اِلَيْكُمْ حَتّٰى يُخْرِجَكُمْ مِنْ بِلَادِكُمْ وَ يَقْتُلَ اَشْرَافَكُمْ . قَالُوْا : صَدَقَ وَاللّٰهِ ، فَانْظُرُوْا رَاْيًا غَيْرَ هٰذَا . قَالَ : فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ ، وَ اللّٰهِ لَاُشِيْرَنَّ عَلَيْكُمْ بِرَاْيٍ مَا اَرَاكُمْ اَبْصَرْتُمُوْهُ بَعْدُ ، لَا اَرٰى غَيْرَهُ . قَالُوْا : وَ مَا هُوَ؟ قَالَ : تَاْخُذُوْنَ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ غُلَامًا شَابًّا وَسِيْطًا نَهْدًا ، ثُمَّ يُعْطٰى كُلُّ غُلَامٍ مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا ،

ثُمَّ يَضْرِبُوْنَهُ ضَرْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ ، فَإِذَا قَتَلُوْهُ تَفَرَّقَ دَمُهُ فِي الْقَبَائِلِ كُلِّهَا ، فَمَا أَظُنُّ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ يَقْوُوْنَ عَلٰى حَرْبِ قُرَيْشٍ كُلِّهَا . فَإِنَّهُمْ إِذَا رَاَوْ ذٰلِكَ ، قَبِلُوا الْعَقْلَ وَاسْتَرَحْنَا وَ قَطَعْنَا عَنَّا اَذَاهُ . قَالَ : فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ : هٰذَا وَاللّٰهِ هُوَ الرَّأْيُ ، اَلْقَوْلُ مَا قَالَ الْفَتَى ، لَا اَرٰى غَيْرَهُ . قَالَ : فَتَفَرَّقُوْا عَلٰى ذٰلِكَ وَ هُمْ مُجْمِعُوْنَ لَهُ . فَاَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهُ اَنْ لَا يَبِيْتَ فِيْ مَضْجِعِهِ الَّذِيْ كَانَ يَبِيْتُ فِيْهِ وَاَخْبَرَهُ بِمَكْرِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَبِتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَاَذِنَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ بِالْخُرُوْجِ. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریشی سرداروں کا دارالندوہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ابلیس بھی ایک بزرگ شیخ کی شکل میں وہاں پہنچ گیا،لوگوں نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' کہنے لگا ''میں نجد کا شیخ ہوں، میں نے سنا تھا کہ تم لوگ اجلاس منعقد کرنے والے ہو،لہٰذا میں بھی چلا آیا تا کہ تم میرے مشورے اوررائے سے محروم نہ رہ جاؤ۔'' لوگوں نے کہا ''تو پھر تشریف لائیں۔'' آتے ہی کہنے لگا ''اس شخص کے بارے میں خوب سوچ بچار سے کام لو، واللہ! مجھے ڈر ہے کہیں یہ شخص تم پر غالب نہ آ جائے۔'' ایک آدمی نے رائے دی ''اسے قید کر دینا چاہئے حتی کہ قید میں ہی ہلاک ہو جائے جیسے اس سے پہلے زہیر اور نابغہ شاعروں کو قید میں ہلاک کیا جا چکا ہے اور یہ بھی ہے تو شاعروں میں سے۔'' اس پر اللہ کا دشمن نجدی شیخ چیخ اٹھا ''واللہ! میری تو یہ رائے ہرگز نہیں واللہ! اس کا رب اس کو قید سے نکال لے جائے گا اور یہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائے گا اور عین ممکن ہے کہ اس کے اصحاب کوشش کر کے اسے تمہارے ہاتھوں سے نکال لے جائیں اور پھر تم سے اسے بچا کے رکھیں اور مجھے خدشہ ہے کہ اس کے بعد وہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیں گے۔'' لوگوں نے کہا ''شیخ نجدی صحیح کہتا ہے، کوئی اور تجویز سوچو۔'' دوسرے آدمی نے کہا ''اسے اپنے ملک سے جلاوطن کر دو پھر جو چاہے کرتا رہے تم آرام سے زندگی بسر کرو جب وہ یہاں ہوگا نہیں تو پھر تم آرام سے رہو گے اس کا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔'' شیخ نجدی بولا ''واللہ! یہ رائے بھی درست معلوم نہیں ہوتی، کیا تم دیکھتے نہیں اس کی زبان میں کتنی مٹھاس ہے واللہ! اگر تم نے یہ قدم اٹھایا تو وہ سارے عالم عرب کو اکٹھا کر لے گا پھر وہ لوگ تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں گے اور تمہارے سرداروں کو قتل کر ڈالیں گے۔'' لوگوں

---

[1] تفسیر القرآن العظیم ، للامام ابن کثیر رحمہ اللہ ، تفسیر سورۃ الانفال ، آیت رقم 30

نے کہا ”واللہ! یہ تو بالکل صحیح بات ہے، کوئی اور تجویز سوچو۔“ ابوجہل (لعنہ اللہ) کہنے لگا ”واللہ! میں تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں میری رائے میں اس سے بہتر بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔“ لوگوں نے پوچھا ”وہ کیا؟“ کہنے لگا ”ہر ایک قبیلے سے ایک بہادر اور شریف نوجوان چن لو اور ہر ایک کو تیز دھار تلوار دے دو اور پھر سارے نوجوان مل کر یکبارگی اس پر حملہ کریں اور قتل کر ڈالیں۔ اس طرح قتل کے بعد اس کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور مجھے یہ امید نہیں کہ بنو ہاشم قریش کے تمام قبیلوں سے لڑائی مول لے۔ مجبوراً انہیں دیت قبول کرنا پڑے گی اور ہم دیت ادا کر کے سکھ کی زندگی بسر کریں گے۔“ اس پر نجدی شیخ نے فوراً کہا ”واللہ! میری بھی یہی رائے ہے، میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی رائے نہیں ہو سکتی۔“ اس تجویز پر اتفاق کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ ادھر حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سرداران قریش کی سازش سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا اور کہا کہ جس بستر پر آپ سوتے تھے آج رات نہ سوئیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ رات اپنے گھر میں نہ گزاری۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو (مدینہ منورہ) ہجرت کی اجازت دے دی۔ ابن کثیرؒ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

مسئلہ 85 ائمہ کفر نے ہجرت کے موقع پر رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا زندہ گرفتار کرنے والے کو ہر ایک کے بدلے سو سو اونٹ دینے کا اعلان کیا۔

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ ﷺ قَالَ : جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ اَوْ اَسَرَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے پاس کفار کا ایلچی آیا اور اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے یا گرفتار کرنے والے کو ہر ایک بدلے میں دیت (کے ایک سو) اونٹ دیئے جائیں گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 86 رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کے لئے کفار مکہ نے غار ثور کے دھانے تک دونوں کا تعاقب کیا، لیکن ناکام رہے۔

[1] کتاب المناقب، باب هجرة النبی ﷺ و اصحابه الى المدينة

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَظَرْتُ اِلٰی اَقْدَامِ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رُءُ وْسِنَا وَ نَحْنُ فِی الْغَارِ فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! لَوْ اَنَّ اَحَدَھُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمَیْہِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَیْہِ ، فَقَالَ : ((یَا اَبَابَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم غار (ثور) میں تھے تو میں نے مشرکوں کے پاؤں اپنے سر پر دیکھے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ ! اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے قدموں کی طرف دیکھ لے تو ہمیں پا لے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ (کیا وہ انہیں بے سہارا چھوڑ دے گا؟)'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 87 مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے یا مدینہ منورہ سے نکالنے کے لئے قریش مکہ نے سرداران اوس وخزرج پر دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ کَتَبُوْا اِلَی ابْنِ اُبَیٍّ وَ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مَعَہُ الْاَوْثَانَ مِنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَئِذٍ بِالْمَدِیْنَۃِ قَبْلَ وَقْعَۃَ بَدْرٍ اِنَّکُمْ اٰوَیْتُمْ صَاحِبَنَا وَ اِنَّا نُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَتُقَاتِلُنَّہُ اَوْ لَتُخْرِجُنَّہُ اَوْ لَنَسِیْرَنَّ اِلَیْکُمْ بِاَجْمَعِنَا حَتّٰی نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَکُمْ وَ نَسْتَبِیْحَ نِسَاءَ کُمْ. رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ [2] (صحیح)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو کفار قریش نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھ اوس اور خزرج کے مشرکوں کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے آدمی (یعنی محمد ﷺ) کو پناہ دی ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم اس سے لڑو یا اُسے مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم سب مل کر تمہارے اوپر حملہ کر دیں گے تمہارے جنگجو جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنا لیں گے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 88 رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی لعنہ اللہ نے حرم رسول ﷺ کے خلاف

---

[1] کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ

[2] کتاب الخراج والفیئ والامارۃ ، باب فی خبر النضیر (2/2595)

انتہائی گھناؤنی سازش کر کے اسلام کے شجر طیبہ کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام اور نامراد کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا (اُنْزِلَ الْحِجَابُ وَ كُنْتُ اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَ اُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَ قَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَاْنِيْ اَقْبَلْتُ اِلٰى رَحْلِيْ فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَاِذَا عِقْدٌ لِيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ فَحَبَسَنِيْ ابْتِغَاؤُهُ قَالَتْ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنِيْ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِيْ الَّذِيْ كُنْتُ اَرْكَبُ عَلَيْهِ وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنِّيْ فِيْهِ................ فَبَعَثُو الْجَمَلَ فَسَارُوْا وَ وَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَ لَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَ لَا مُجِيْبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِيْ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ وَ ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقُدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ فَنِمْتُ وَ كَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَآنِيْ وَ كَانَ رَاٰنِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ وَ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَ لَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اِسْتِرْجَاعِهِ وَ هَوٰى حَتّٰى اَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ وَ هُمْ نُزُوْلٌ قَالَتْ : فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَ كَانَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ................ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا................ فَاَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ ....

.... فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْهُ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ ؟ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ

عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَ لَقَدْ ذَکَرُوْا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَیْهِ اِلَّا خَیْرًا وَ مَا یَدْخُلُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا مَعِیَ .... قَالَتْ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُ وْ بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ ﴾ (العشر الایات) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حجاب کی آیت نازل ہونے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (غزوہ بنی مصطلق کے لئے) نکلی مجھے ایک پالکی میں بٹھا کر اونٹ پر سوار کرایا جاتا اور اتارا جاتا۔ ہمارا سفر جاری رہا حتی کہ آپ ﷺ غزوہ سے فارغ ہو گئے اور ہم واپس چل دیئے۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک رات آپ ﷺ نے لشکر کو اچانک کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ جب کوچ کا حکم ہوا تو میں اٹھی اور لشکر سے دور رفع حاجت کے لئے چلی گئی جب میں واپس لوٹی اور سواری کے پاس آئی تو میں نے محسوس کیا کہ میرا یمنی نگینوں کا ہار ٹوٹ (کر گر) گیا ہے۔ میں فوراً واپس گئی اور اپنا ہار تلاش کیا اس دوران میں میری پالکی اٹھانے والے لوگ آئے انہوں نے پالکی اٹھائی اور یہ سمجھتے ہوئے کہ میں اس میں موجود ہوں پالکی کو اونٹ پر رکھ دیا، اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔ لشکر کی روانگی کے بعد مجھے میرا ہار مل گیا میں جب لشکر کی جگہ واپس آئی تو دیکھا کہ وہاں نہ کوئی بلانے والا ہے نہ جواب دینے والا ہے (یعنی سب جا چکے ہیں) میں نے اس صورت حال میں اپنی جگہ رکنے کا فیصلہ کیا اور خیال کیا کہ جب وہ لوگ مجھے پالکی میں نہیں پائیں گے تو واپس یہاں آئیں گے۔ بیٹھے بیٹھے مجھ پر نیند غالب آئی اور میں سوگئی۔ صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آیا کرتا تھا جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ کوئی آدمی سو رہا ہے تو اس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا؛ کیونکہ اس نے مجھے حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ اس نے فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جس سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر فوراً اپنے چہرے پر ڈال لی۔ اللہ کی قسم! ہم نے آپس میں کوئی بات تک نہ کی نہ ہی میں نے اس کی زبان سے انا للہ کے علاوہ کوئی بات سنی۔ وہ اپنے اونٹ سے اترا اور اسے نیچے بٹھایا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھا، کھڑی ہوئی اور اونٹ پر سوار ہو گئی وہ سواری کے ساتھ پیدل چلتا رہا حتی کہ ہم عین شدید چمکتی دھوپ میں لشکر سے آ ملے۔ لشکر کے لوگ آرام کر رہے تھے پھر جو لوگ (مجھ پر بہتان لگا کر) تباہ ہونے والے تھے وہ تباہ ہوئے۔ اس بہتان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ پھر ہم مدینہ آئے۔ میں مدینہ آنے کے بعد مہینہ بھر کے لئے بیمار رہی۔ پھر مجھے ام مسطح نے

[1] کتاب المغازی ، باب غزوہ انمار

بہتان لگانے والوں کی باتیں بتائیں جنہوں نے میرے مرض میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ (اسی پریشانی کے عالم میں) ایک روز رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی کی شکایت فرمانے لگے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلمانو! تم میں سے کون ہے جو مجھے اس شخص (کے شر) سے بچائے جس نے میری بیوی (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں مجھے اذیت دی ہے؟ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں خیر اور نیکی ہی پائی ہے اور جس آدمی (یعنی حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) پر لوگوں نے تہمت لگائی ہے اسے بھی نیک آدمی سمجھتا ہوں وہ تو میری عدم موجودگی میں کبھی میری بیوی کے پاس گیا ہی نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (سورہ نور کی) یہ دس آیات نازل فرمائیں۔ ترجمہ: "بے شک وہ لوگ جو بہتان گھڑ کے لائے ہیں وہ تمہیں میں سے ایک گروہ ہے......" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 89 **رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی (لَعَنَهُ الله) نے رسول اکرم ﷺ کو ذلیل کہا اور اپنے ساتھیوں کو آپ ﷺ سے مالی تعاون کرنے سے روک دیا۔**

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ مَعِيَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ يَقُوْلُ لاَ تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهٖ وَلَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ فَذَكَرَ عَمِّيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَ اَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَصَدَّقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ كَذَّبَنِيْ فَاَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ فَجَلَسْتُ فِيْ بَيْتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ ...... ﴾ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے چچا (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو کہتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر مال خرچ نہ کرو حتی کہ یہ سب تتر بتر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔ میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی اور چچا نے رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] كتاب التفسير ، باب اتخذوا ايمانهم جنة

عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے اللہ کی قسم اٹھائی کہ یہ بات نہیں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سچا سمجھ لیا اور مجھے جھوٹا، مجھے اس سے اس قدر صدمہ ہوا کہ زندگی بھر ایسا صدمہ کبھی نہیں ہوا تھا اس لئے میں (غم سے نڈھال ہو کر) اپنے گھر بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ﴿اِذَا جَاءَ كَ الْمُنَافِقُوْنَ ...... ﴾ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا، آیات تلاوت فرمائیں پھر ارشاد فرمایا ''اللہ نے تمہیں سچا ثابت کر دیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ یہ واقعہ غزوہ بنو قریظہ سے واپسی پر پیش آیا تھا۔

مسئلہ 90 رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں سخت توہین آمیز الفاظ کہے، لیکن آپ ﷺ نے درگزر فرما دیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ اَتَيْتَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ وَ رَكِبَ حِمَارًا وَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ وَ هِيَ اَرْضٌ سَبْخَةٌ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَوَ اللّٰهِ لَقَدْ اٰذَانِيْ نَتْنُ حِمَارِكَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَطْيَبُ رِيْحًا مِنْكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا، اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس چلے جائیں (تو شاید اللہ اسے ہدایت دے دے) آپ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس تشریف لائے، راستہ گرد و غبار والا تھا جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن ابی کہنے لگا ''محمد! مجھ سے ذرا دور رہو واللہ تمہارے گدھے کی بدبو نے مجھے سخت تکلیف پہنچائی ہے۔'' (آپ ﷺ خاموش رہے) ایک انصاری نے جواب دیا ''واللہ! رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بدبو تمہاری خوشبو سے بہتر ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 91 یہودیوں نے سازش تیار کی اور جادو کے ذریعہ آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچا لیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((يَا عَائِشَةُ اِنَّ

---

[1] كتاب الجهاد والسير ، باب ما لقي النبي ﷺ من اذى المشركين والمنافقين

اللّٰہَ اَفْتَانِیْ فِیْ اَمْرٍ اسْتَفْتَیْتُہٗ فِیْہِ اَتَانِیْ رَجُلاَنِ فَجَلَسَ اَحَدُھُمَا عِنْدَ رِجْلِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رَأْسِیْ فَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَ رِجْلِیْ لِلَّذِیْ عِنْدَ رَأْسِیْ مَا بَالُ الرَّجُلِ ؟ قَالَ مَطْبُوْبٌ یَعْنِیْ مَسْحُوْرًا قَالَ وَ مَنْ طَبَّہٗ ؟ قَالَ : لَبِیْدُ بْنُ اَعْصَمَ قَالَ : وَفِیْمَ ؟ قَالَ فِیْ جُفِّ طَلْعَۃٍ ذَکَرٍ فِیْ مُشْطٍ وَ مُشَاطَۃٍ تَحْتَ رَعُوْفَۃٍ فِیْ بِئْرِ ذَرْوَانَ)) فَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ ((ھٰذَا الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِیْتُھَا کَاَنَّ رُءُوْسَ نَخْلِھَا رُءُوْسُ الشَّیَاطِیْنِ وَ کَاَنَّ مَاءَھَا نُقَاعَۃُ الْحِنَّاءِ)) فَاَمَرَ بِہِ النَّبِیُّ ﷺ فَاُخْرِجَ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا ”عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے جو بات پوچھی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے آگاہ فرما دیا ہے۔ ایک دن دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کی طرف۔ پاؤں والے فرشتے نے سر والے فرشتے سے دریافت کیا ”ان صاحب کا کیا حال ہے؟“ سر والے فرشتے نے جواب دیا ”ان پر جادو ہوا ہے۔“ پاؤں والے فرشتے نے پوچھا ”کس نے کیا ہے؟“ سر والے فرشتے نے جواب دیا ”لبید بن اعصم (یہودی) نے۔“ پاؤں والے فرشتے نے پھر پوچھا ”اچھا وہ جادو کس چیز میں کیا ہے؟“ سر والے فرشتے نے جواب دیا ”نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں کنگھی اور دھاگے میں جنہیں ذروان کے کنویں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا گیا ہے۔“ آپ ﷺ کنویں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ”یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا وہاں کھجور کے درخت ایسے ڈراؤنے تھے جیسے سانپوں کے پھن اور کنویں کا پانی ایسا رنگین تھا جیسے مہندی کا شیرہ۔“ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کنویں سے ساری چیزیں نکالنے کا حکم دیا اور وہ نکال لی گئیں۔ (اس کے بعد آپ ﷺ) صحت یاب ہو گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 92 یہودیوں نے زہر آلود بکری کے ذریعہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ قَالَ : لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ شَاۃٌ فِیْھَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِجْمَعُوْا لِیْ مَنْ کَانَ ھٰھُنَا مِنَ الْیَھُوْدِ)) فَجَمَعُوْا لَہٗ فَقَالَ لَھُمْ

[1] کتاب الادب ، باب قول اللہ تعالی ﴿ ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان ﴾

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ اَنْتُمْ صَادِقُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُکُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوْا : نَعَمْ ، فَقَالَ ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا؟)) فَقَالُوْا : نَعَمْ ، فَقَالَ ((مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ؟)) فَقَالُوْا : اَرَدْنَا اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا نَسْتَرِیْحُ مِنْکَ وَ اِنْ کُنْتَ نَبِیًّا لَمْ یَضُرَّکَ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب خیبر فتح ہوا تو اہل خیبر نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک (بھنی ہوئی) بکری بھیجی جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ (چند لقمے کھانے کے بعد آپ ﷺ نے اُسے چھوڑ دیا) اور فرمایا ”یہاں جتنے یہودی موجود ہیں انہیں جمع کرو۔“ یہودیوں کو بلایا گیا آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا ”اگر میں تم سے کوئی سوال کروں تو مجھے سچ سچ جواب دو گے؟“ انہوں نے کہا ”ہاں!“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا؟“ یہودیوں نے جواب دیا ”ہاں! ملایا تھا۔“ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ”تم نے ایسا کیوں کیا؟“ یہودیوں نے جواب دیا ”ہم نے یہ اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے نبی ہیں تو آپ کو یہ زہر کوئی نقصان نہیں دے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : رسول اکرم ﷺ نے پہلا لقمہ ڈالتے ہی زہر کا اثر محسوس فرمالیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

مسئلہ 93 ایران کے ”شہنشاہ“ خسرو پرویز نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے اور آپ ﷺ کے ملک و قوم کو تباہ کرنے کی دھمکی دی۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ سَهْمٍ رضی اللہ عنہ اِلٰی کِسْرٰی بْنِ هُرْمَزَ مَلِکِ فَارِسٍ وَ کَتَبَ مَعَهٗ : ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی کِسْرٰی عَظِیْمِ فَارِسٍ ، سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ، وَ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، وَاَدْعُوْکَ بِدُعَاءِ اللّٰهِ فَاِنِّیْ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً لِاُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ، فَاِنْ تُسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَ اِنْ اَبَیْتَ فَاِنَّ اِثْمَ الْمَجُوْسِ عَلَیْکَ)) قَالَ : فَلَمَّا قَرَاَهٗ شَقَّهٗ وَ قَالَ : یَکْتُبُ اِلَیَّ هٰذَا وَ هُوَ عَبْدِیْ؟ قَالَ : ثُمَّ کَتَبَ کِسْرٰی اِلٰی بَاذَامَ وَ هُوَ نَائِبُهٗ عَلَی الْیَمَنِ اِنْ

---

[1] کتاب الطب ، باب ما یذکر فی سم النبی ﷺ

اَبْعَثْ اِلٰی بِھٰذَا الرَّجُلِ بِالْحِجَازِ رَجُلَيْنِ مِنْ عِنْدِکَ جَلْدَيْنِ فَلْيَاتِيَانِیْ بِهٖ ...... فَخَرَجَا حَتّٰی قَدِمَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهٗ اَبَا ذَوَيْهِ ، فَقَالَ : شَاهَنْشَاهُ مَلِکُ الْمُلُوْکِ كِسْرٰی قَدْ كَتَبَ اِلَی الْمَلِکِ بَاذَامٍ يَاْمُرُهٗ اَنْ يَبْعَثَ اِلَيْکَ مَنْ يَاْتِيْهِ بِکَ وَ قَدْ بَعَثَنِیْ اِلَيْکَ لِتَنْطَلِقَ مَعِیَ ، فَاِنْ فَعَلْتَ كَتَبَ لَکَ اِلٰی مَلِکِ الْمُلُوْکِ يَنْفَعُکَ ، وَ يُكَفِّهِ عَنْکَ ، وَ اِنْ اَبَيْتَ فَهُوَ مَنْ قَدْ عَلِمْتَ ، فَهُوَ مُهْلِكُکَ وَ مُهْلِکُ قَوْمِکَ ، وَ مُخَرِّبُ بِلَادِکَ . ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

حضرت زید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایران کے بادشاہ کسریٰ بن ہرمز (خسرو پرویز) کی طرف حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو (اپنا مکتوب دے کر) بھیجا اور اس میں لکھا ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کی طرف......سلامتی اس شخص کے لئے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تا کہ ہر زندہ شخص کو (ایمان نہ لانے کے) انجام سے ڈرادوں اور کافروں پر اللہ کا فرمان سچ ثابت ہو جائے (کہ وہ جہنم میں جائیں گے) اگر اسلام لے آؤ گے تو بچ جاؤ گے اگر نہیں لاؤ گے تو ساری قومِ مجوس کا وبال بھی تم پر ہوگا۔‘‘ جب خسرو پرویز نے یہ نامہ مبارک پڑھا تو اسے پھاڑ دیا اور کہا ’’میرا ایک غلام اس طرح مجھ سے خطاب کرتا ہے؟‘‘ پھر اس نے یمن میں اپنے گورنر کو لکھا کہ اپنے دو مضبوط آدمی حجاز میں بھیجو تا کہ وہ محمد (ﷺ) کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ چنانچہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور (ان میں سے ایک) ابو ذویہ نے کہا ’’بادشاہوں کے بادشاہ! شہنشاہ کسریٰ نے شاہ یمن باذام کو لکھا تھا کہ وہ تیری طرف آدمی بھیجے جو تجھے لے کر شہنشاہ کے پاس حاضر ہو جائے، لہٰذا شاہ یمن باذام نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے تا کہ تو میرے ساتھ چلے۔ اگر تو ساتھ چلے گا تو باذام کسریٰ کو تیرے بارے میں ایسی بات لکھے گا جو تجھے فائدہ دے گی اور شہنشاہ کسریٰ تجھ سے کوئی تعرض نہیں کرے گا، لیکن اگر تو نے انکار کیا تو پھر تو اس کے اقتدار کو جانتا ہی ہے، وہ تجھے قتل کرے گا تیری قوم اور ملک کو تباہ و برباد کر دے گا۔‘‘ اسے ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔

[1] البداية والنهاية ، كتاب بعث رسول الله الى ملوك الآفاق ، باب بعثه الى كسرى ملك فارس (4/662-663)

وضاحت : اسکے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فارسی نمائندوں کو دوسرے دن آنے کے لئے کہا۔ دوسرے دن جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے ملک کا بادشاہ، اس کے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے اور اب وہی بادشاہ ہے جا کر اسے کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسریٰ پہنچا ہے بلکہ اس سے بھی آگے وہاں تک پہنچے گی جس سے آگے اونٹ اور گھوڑوں کے قدم نہیں جا سکتے۔ اگر مسلمان ہو جاؤ گے تو جو کچھ تمہارے زیرِ اقتدار ہے وہ سب تمہیں دے دوں گا اور تمہیں تمہاری قوم کا بادشاہ بنا دوں گا...... دونوں فارسی نمائندے پہلے شاہ یمن باذام کے پاس پہنچے اور اسے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا...... اسی دوران ایران سے یہ اطلاع آ گئی کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے اور خود بادشاہ بن گیا ہے۔ شیرویہ نے باذام کو یہ ہدایت بھی کی کہ میرے والد نے تمہیں جس شخص کو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا اسے تا حکم ثانی مؤخر سمجھو...... رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی سچ ثابت ہونے پر شاہ یمن باذام اور اس کے یمنی ساتھی مسلمان ہو گئے۔

***

رَحْمَتُهُ ﷺ بِالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

بنی نوع انسان پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 94 رسول اکرم ﷺ سارے جہاں والوں کے لئے رحمت ہیں۔

﴿ وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾(107:21)

''اے نبی! ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (سورہ الانبیاء، آیت نمبر 107)

مسئلہ 95 تمام انسانوں کے حقوق برابر ہیں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی سرخ کو کالے اور کسی کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں، افضل صرف وہ ہے، جو متقی ہے۔

عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ ؓ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ ((يَـا اَيُّهَـا النَّـاسُ اِنَّ رَبَّـكُـمْ وَاحِـدٌ وَاِنَّ اَبَـاكُمْ وَاحِدٌ اَلاَ لاَ فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلاَ لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلاَ لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلاَ اَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى ، اَبَلَّغْتُ ؟)) قَـالُـوْا بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُـمَّ قَـالَ :((اَیُّ يَـوْمٍ هٰـذَا ؟))قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ ((اَیُّ شَهْرٍ هٰـذَا؟)) قَـالُـوْا شَهْـرٌ حَـرَامٌ ،ثُـمَّ قَالَ ((اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا ؟))قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ ،قَالَ ((فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ بَيْنَكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَ بَلَّغْتُ ؟)) قَالُوْا بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)).رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (صحیح)

حضرت ابونضرہ ؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ایام تشریق کے وسط (یعنی 12 ذی الحجہ) میں رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کا خطبہ سنا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے

[1] فتح الباری، جزء 12، صفحہ رقم 336-337

لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ سنو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، نہ ہی کسی سرخ رنگ والے کو سیاہ رنگ والے پر اور نہ کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ پر فضیلت حاصل ہے، مگر تقویٰ کی بنیاد پر (لوگو!) کیا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ نے پہنچا دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا'' یہ کون سا دن ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' یہ حرمت والا دن ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا'' یہ کون سا مہینہ ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' یہ حرمت والا مہینہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا'' یہ کون سا شہر ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' یہ حرمت والا شہر (مکہ) ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور مال ایک دوسرے پر حرام قرار دیئے ہیں۔ جس طرح تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس دن کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا'' ہاں! اللہ کے رسول ﷺ نے پیغام پہنچا دیا۔'' تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' یہاں موجود لوگوں کو غیر موجود لوگوں تک دین کا پیغام پہنچانا چاہئے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 96 تمام انسانوں کے اموال، جانیں اور عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ ﷺ قَالَ : ذَکَرَ النَّبِیَّ ﷺ قَعَدَ عَلٰی بَعِیْرِہٖ وَاَمْسَکَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِہٖ اَوْ بِزِمَامِہٖ ، قَالَ ((اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا؟)) فَسَکَتْنَا حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ ، قَالَ ((أَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ)) قُلْنَا : بَلٰی ، قَالَ ((فَاَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا ؟)) فَسَکَتْنَا حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ ((أَلَیْسَ بِذِی الْحِجَّۃِ ؟)) قُلْنَا : بَلٰی ، قَالَ ((فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ بَیْنَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّ الشَّاھِدَ عَسٰی اَنْ یُبَلِّغَ مَنْ ھُوَ اَوْعٰی لَہٗ مِنْہُ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ (منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو) اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک آدمی اونٹ کی نکیل یا اس کی باگ تھامے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ کون سا دن ہے؟'' ہم لوگ

[1] کتاب العلم ، باب قول النبی ﷺ ((رب مبلغ اوعی من سامع))

چپ رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ ﷺ اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا ''کیوں نہیں، یوم النحر ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم چپ رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ ﷺ اس مہینے کا نام کچھ اور رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا ''کیوں نہیں، یہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس طرح سے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت اس مہینے میں، اس شہر میں۔ جو یہاں حاضر ہیں وہ اس کو آگاہ کر دے جو غائب ہے کیونکہ جو حاضر ہے شاید وہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچا دے جو اس بات کو پہنچانے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 97 ساری اولادِ آدم کے حقوق یکساں ہیں، کوئی کسی دوسرے پر فخر نہ جتائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِآبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا ، اِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ فَخْرَهَا بِالْآبَاءِ ، اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَ آدَمُ خُلِقَ مِنَ التُّرَابِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''لوگ فوت شدہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے سے باز آ جائیں وہ جہنم کا کوئلہ ہیں ورنہ وہ اللہ کے آگے اس گندے گوبر کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمانہ جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کے عیب کو تم سے دور کر چکا ہے اب یا تو آدمی مومن اور متقی ہے یا پھر فاجر اور شقی ہے (یاد رکھو) سارے لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

***

[1] كتاب المناقب ، باب في فضل الشام واليمن

رَحْمَتُهُ (ﷺ) بِالْكُفَّارِ

کافروں پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 98 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ کو مشرکوں کے لئے بد دعا کرنے کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا ''میں لوگوں کے لئے لعنت نہیں، رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ ، قَالَ ((اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! مشرکوں کے لئے بد دعا فرمائیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں لوگوں کے لئے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 99 اپنی زندگی کے سب سے زیادہ تکلیف دہ اور جگر پاش حادثہ پر بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لئے دعا خیر ہی فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ ، فَقَالَ ((لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكَ وَ كَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَى ابْنِ عَبْدِيَا لِيْلَ ابْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِیْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَ اَنَا مَهْمُوْمٌ وَجْهِیَ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ عليه السلام فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ

[1] کتاب البر والصلة والادب ، باب فضل الرفق

عَزَّوَجَلَّ قَدْ سَمِعَ قَوْمُکَ لَکَ وَ مَا رَدُّوْا عَلَیْکَ وَ قَدْ بَعَثَ اِلَیْکَ مَلَکُ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِیْهِمْ قَالَ فَنَادَنِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ وَ سَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ وَ اَنَا مَلَکُ الْجِبَالِ وَ قَدْ بَعَثَنِیْ رَبُّکَ اِلَیْکَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِکَ فَمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اِنْ اَطْبَقْتُ عَلَیْهِمُ الْاَخْشَبَیْنِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا یُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ایک دفعہ عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی زندگی میں یوم اُحد سے بھی زیادہ تکلیف دہ کوئی دن آیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عائشہ! میں نے تیری قوم (قریش) کی طرف سے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں، لیکن ان سب میں سے زیادہ تکلیف مجھے عقبہ کے روز پہنچی۔ اس روز میں خود عبد یالیل اور عبد کلال کے بیٹوں کے پاس (دعوت لے کر) گیا، لیکن انہوں نے میری بات کا مثبت جواب نہ دیا میں واپس لوٹا تو میرا چہرہ غمزدہ تھا۔ قرن الثعالب (طائف سے چند میل باہر جگہ کا نام ہے) تک مجھے کوئی ہوش نہ تھا، وہاں پہنچ کر میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل نے میرے اوپر سایہ کر رکھا ہے۔ اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی باتیں اور ان کا جواب سب کچھ سن لیا ہے اور آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، اب جو آپ چاہیں اسے حکم فرمائیں، اتنے میں پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے سلام کیا اور کہا ''اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لی ہیں میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ حکم فرمائیں اور میں اس پر عمل کروں، آپ ﷺ حکم فرمائیں جو آپ چاہتے ہیں، اگر آپ چاہیں تو ان لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ کی بندگی کریں گے اور کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 100 حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کے لئے بددعا کی درخواست کی لیکن آپ ﷺ نے ان کے لئے ہدایت کی لئے دعا فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَدِمَ الطُّفَیْلُ وَ اَصْحَابُهُ فَقَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ

---

[1] کتاب الجهاد والسیر، باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین

دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَ اَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَقِيْلَ : هَلَكَتْ دَوْسَ ، فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت طفیل رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی حاضر خدمت ہوئے اورعرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! قبیلہ دوس نے کفر کیا اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بددعا فرمائیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا اب قبیلہ دوس تو بس ہلاک ہوا، لیکن آپ ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی ''یا اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : آپ ﷺ کی دعا کے بعد قبیلہ دوس اسلام لے آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

مسئلہ 101 میدانِ اُحد میں خون آلود ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے کفار کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَاَنِّيْ نَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ وَ هُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَ يَقُوْلُ ((رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُوْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک میری آنکھوں کے سامنے ہے آپ ﷺ ایک پیغمبر (مراد اپنی ذات ہے) کا حال بیان فرمارہے تھے کہ اس کی قوم نے اسے زخمی کردیا اور پیغمبر اپنے چہرے سے خون صاف کرتا جارہا تھا اور دعا مانگ رہا تھا ''اے میرے رب! میری قوم کو معاف فرمادے وہ جانتے نہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 102 بنو قینقاع کی بار بار عہد شکنی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا، ان پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد رئیس المنافقین کی پُرزور سفارش پر آپ ﷺ نے سب کی جان بخشی فرمادی۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَحَاصَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِهٖ

---

❶ كتاب الفضائل ، باب من فضائل غفار واسلم و جهينه وغيره

❷ كتاب الجهاد والسير ، باب غزوة احد

فَقَامَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ حِيْنَ اَمْكَنَهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! اَحْسِنْ فِيْ مَوَالِيَّ وَ كَانُوْا حُلَفَاءَ الْخَزْرَجِ . قَالَ : فَاَبْطَاَعَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَامُحَمَّدُ ! اَحْسِنْ فِيْ مَوَالِيَّ فَاَعْرَضَ عَنْهُ قَالَ : فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِيْ جَيْبِ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرْسِلْنِيْ)) وَ غَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى رَاَوْا لِوَجْهِهٖ ظَلَلًا ثُمَّ قَالَ ((وَيْحَكَ اَرْسِلْنِيْ)) قَالَ : لَا وَاللّٰهِ لَا اُرْسِلُكَ حَتّٰى تُحْسِنَ فِيْ مَوَالِيَّ اَرْبَعَ مِائَةِ حَاسِرٍ وَ ثَلَاثِ مِائَةِ دَارِعٍ قَدْ مَنَعُوْنِيْ مِنَ الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ تَحْصِدُهُمْ فِيْ غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اَخْشٰى الدَّوَائِرَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هُمْ لَكَ)) ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

حضرت عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بنوقینقاع کا محاصرہ کیا حتی کہ انہوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں جو فیصلہ فرمائیں گے وہ اسے قبول کریں گے۔ جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بنوقینقاع پر غلبہ عطا فرمایا تو عبداللہ بن ابی بن سلول آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی ”اے محمد! میرے معاہدین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔“ بنوقینقاع قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ عبداللہ بن ابی نے دوسری بار کہا ”اے محمد! میرے معاہدین کے معاملے میں احسان فرمائیں۔“ آپ ﷺ نے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا تیسری بار اس نے آپ ﷺ کے کرتے کا دامن تھام لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”چھوڑو مجھے۔“ آپ ﷺ اس قدر غصہ ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کے اثرات دیکھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”افسوس تجھ پر! چھوڑ دے مجھے۔“ عبداللہ بن ابی کہنے لگا ”واللہ! جب تک آپ میرے معاہدین کے ساتھ احسان نہیں کریں گے آپ کو نہیں چھوڑوں گا، چار سو جنگجو بلا ہتھیار اور تین سو زرہ پوش، جنہوں نے مجھے احمر و اسود سے بچایا ہے، آپ انہیں بیک وقت ختم کر ڈالیں گے؟ واللہ میں ان کے بارے میں گردش زمانہ کا خوف محسوس کر رہا ہوں۔“ بالآخر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اچھا جا تیری خاطر میں نے انہیں معاف کیا۔ امام ابن کثیر نے اسے بیان کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین مشہور قبیلے آباد تھے ① بنوقینقاع ② بنونضیر ③ بنوقریظہ...... مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے دفاعی نوعیت کا معاہدہ فرمالیا جس کے نتیجہ میں عملاً مسلمانوں کی حکومت قائم

---

[1] البدایہ والنہایہ ،باب خبر یہود بنی قینقاع فی المدینۃ السنۃ الثالثۃ للہجرۃ(377/4)

ہوگئی۔ یہود اپنے مزاج کے اعتبار سے ایک فتنہ پرور، حاسد اور عہد شکن قوم ہے۔غزوہ بدر میں مسلمانوں کی عظیم الشان فتح نے جہاں عربوں میں مسلمانوں کی دھاک بٹھادی وہاں یہود قوم کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف عداوت اور حسد کی آگ بھڑ کنے لگی۔ مذکورہ بالا تینوں یہودی قبائل میں سے بنوقینقاع سب سے زیادہ فتنہ پرور اور خطرناک قبیلہ تھا۔ان کی بار بار عہد شکنیوں اور خباثتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں جمع فرما کر امن وامان سے رہنے کی نصیحت فرمائی تو انہوں نے بغاوت اور سرکشی کا رویہ اختیار کیا اور کسی بھی عہد معاہدہ کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جواب دیا''اے محمد! دھوکے میں نہ رہنا، بدر میں تمہارا سامنا قریش کے اناڑی اور جنگ سے ناآشنا لوگوں سے تھا، ہمارے ساتھ جنگ ہوئی تو تمہیں پتہ چل جائے گا کیسی بہادر قوم سے واسطہ پڑا ہے۔ بنوقینقاع کا جواب کھلا کھلا اعلان جنگ تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا اور صرف پندرہ دنوں میں ''بہادر قوم'' نے ہتھیار ڈال دیئے۔رسول اکرم ﷺ یہودیوں کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینا چاہتے تھے، لیکن رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے مسلمانوں کی بجائے یہودیوں کے مفاد کا تحفظ کیا۔

مسئلہ 103 یہودی قبیلہ بنونضیر نے رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ ﷺ نے انہیں سزا دینے کے بجائے بطور احسان ان کی جلاوطنی کی پیش کش قبول فرمالی۔

مسئلہ 104 بنونضیر کے حلیف قبیلہ بنوقریظہ کو آپ ﷺ نے بطور احسان معاف فرمادیا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : حَارَبَتِ النَّضِیْرُ وَ قُرَیْظَةُ فَاَجْلٰی بَنِی النَّضِیْرِ وَ اَقَرَّ قُرَیْظَةَ وَ مَنَّ عَلَیْهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں بنونضیر اور بنوقریظہ (یہودیوں کے دو قبائل) نے نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ کی۔آپ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کردیا اور بنوقریظہ کو احسان کرتے ہوئے وہیں رہنے دیا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بنوقریظہ پر رسول اللہ ﷺ کے اس احسان کا بدلہ بنوقریظہ نے یہ دیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مسلمانوں سے کھلی کھلی غداری کا ارتکاب کیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی چنانچہ غزوہ احزاب کے بعد آپ ﷺ نے بنوقریظہ پر چڑھائی فرمائی اور بنوقریظہ کو ان کی درخواست پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق سزا دے دی گئی۔

مسئلہ 105 غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہا ،آپ ﷺ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد اسے معاف فرمادیا۔

[1] کتاب المغازی ، باب حدیث بنی النضیر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ ، فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ تَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ ، وَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ ﷺ فَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا فَجِئْنَاهُ ، فَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِيْ وَ اَنَا نَائِمٌ ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَ هُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا ، فَقَالَ لِيْ : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قُلْتُ ((اَللّٰهُ)) فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ، ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لئے نکلے (دوران سفر میں) دوپہر کا وقت ایک ایسے جنگل میں آ گیا جس میں کانٹے دار درخت کثرت سے تھے۔ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ اپنی تلوار درخت سے لٹکائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سائے کی تلاش میں ادھر ادھر درختوں کے نیچے چلے گئے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم حاضر ہوئے، ایک دیہاتی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں سو رہا تھا کہ یہ شخص آیا اور میری تلوار مجھ پر سونت لی، میں جاگا تو دیکھا کہ ننگی تلوار لئے میرے سر پر کھڑا ہے، کہنے لگا ''تجھے اب مجھ سے کون بچائے گا؟'' میں نے کہا ''اللہ بچائے گا۔'' اس پر اس نے تلوار نیام میں ڈال دی اور دیکھو اب یہ (میرے سامنے) بیٹھا ہے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی کو کوئی سزا نہ دی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 106 صلح حدیبیہ کو ناکام بنانے کے لئے مشرکین مکہ کے 80 نوجوانوں نے رات کے وقت مسلمانوں پر حملہ کر کے جنگ بھڑکانے کی کوشش کی، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا، آپ ﷺ نے ازراہ احسان سب کو آزاد فرما دیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ ثَمَانِيْنَ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

---

[1] كتاب المغازی ، باب غزوة ذات الرقاع

مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ مُتَسَلِّحِينَ يُرِيدُونَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَصْحَابِهِ ﷺ فَاَخَذَهُمْ سَلْمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ کے 80 آدمیوں نے جبل تنعیم سے اتر کر آپ ﷺ پر چڑھائی کی وہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو دھوکہ دے کر حملہ آور ہوں۔ آپ ﷺ نے سب کو گرفتار کرلیا، لیکن (بعد میں) آزاد فرمادیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 107 رسول اکرم ﷺ کی بار بار گستاخی اور توہین کرنے والے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ كَانَتِ الْاَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ : أَوَ قَدْ فَعَلُوْا ؟ وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ، فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ﷺ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار کی تعداد مہاجرین سے زیادہ تھی آہستہ آہستہ مہاجرین کی تعداد انصار سے زیادہ ہوگئی تو عبداللہ بن ابی نے کہا ''کیا مہاجرین غالب آنے لگے ہیں؟ واللہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والا ذلیل لوگوں کو نکال باہر کرے گا۔'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر کہا) ''یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جانے دو عمر! لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کروا رہے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 108 زندگی بھر رسول اکرم ﷺ کے خلاف سازشیں کرنے والا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ ﷺ نے نہ صرف کفن کے لئے اپنا قمیص عنایت فرمایا بلکہ اس کی مغفرت کے لئے ستر سے زیادہ مرتبہ دعا کرنے کا

[1] كتاب الجهاد والسير ، باب قول الله ﴿هو الذى كف ايديهم عنكم ......﴾

[2] كتاب التفسير ، تفسير سورة المنافقون ، باب ﴿يقولون لئن رجعنا الى المدينة ......﴾

ارادہ بھی ظاہر فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ، لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ جَاءَ اِبْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهُ اَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيْصَهُ اَنْ يُكَفِّنَ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهُ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، فَقَامَ عُمَرُ ﷺ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ؟ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ ﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ﴾ وَ سَاَزِيْدُ عَلٰى سَبْعِيْنَ)) قَالَ : اِنَّهُ مُنَافِقٌ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے باپ کے کفن کے لئے اپنا قمیص عنایت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے اسے اپنا قمیص عنایت فرمادیا۔ پھر اس نے گزارش کی ''یا رسول اللہ ﷺ! اس کی نماز جنازہ بھی پڑھا دیں (شاید اللہ اسے معاف کردے) آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کا دامن تھام لیا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس (منافق) کی نماز پڑھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے تو دعا کر یا نہ کر، اگر ان منافقوں کے لئے ستر مرتبہ بھی دعا کرے تو نہیں بخشے جائیں گے، لہٰذا میں ستر مرتبہ سے زیادہ دعا کروں گا (شاید اللہ تعالیٰ قبول فرمالے)'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''وہ تو منافق تھا۔'' آپ ﷺ نے پھر بھی نماز پڑھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ''منافق مرے تو آئندہ اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنا۔'' (سورہ التوبہ، آیت نمبر 84) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 109 فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے مجرموں سے انتقام لینے کے

[1] کتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل عمر ﷺ

بجائے درگزر اور احسان کرنے کا اعلان فرمایا۔

عَنْ هِشَامٍ ؓ عَنْ اَبِيهِ قَالَ : قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ؓ (يَوْمَ الْفَتْحِ) يَا اَبَا سُفْيَانَ اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تَسْتَحِلُّ الْكَعْبَةُ ، فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ يَا عَبَّاسُ ؓ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ وَ هِيَ اَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَصْحَابُهُ ؓ وَ رَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَامِ ؓ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ : اَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ؓ ؟ قَالَ ((مَا قَالَ؟)) قَالَ : كَذَا وَ كَذَا ، فَقَالَ ((كَذَبَ سَعْدٌ وَ لٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ وَ يَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ الْكَعْبَةَ)) . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت ہشام بن عروہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے (ابوسفیان کو دیکھ کر) کہا ”اے ابوسفیان! آج تو دشمنوں کی گردنیں اڑانے کا دن ہے، آج تو کعبہ کے اندر لڑائی ہوگی۔“ ابوسفیان نے (اپنے پاس کھڑے) حضرت عباس ؓ سے کہا ”اے عباس ؓ! تیرا بھلا ہو، آج کے روز مجھے بچانا۔“ پھر ایک ایسا لشکر آیا جو سارے لشکروں سے چھوٹا تھا اس میں آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب ؓ شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام ؓ کے ہاتھ میں تھا جب رسول اکرم ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو معلوم ہے جو کچھ سعد بن عبادہ ؓ نے کہا؟“ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ”سعد نے کیا کہا ہے؟“ ابوسفیان نے بتایا کہ ”حضرت سعد ؓ نے یہ اور یہ کہا ہے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”سعد نے غلط کہا ہے آج تو اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت کو بڑھائے گا اور (اس کی شان وشوکت بڑھانے کے لئے) اس پر غلاف ڈالا جائے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 110 سقوط مکہ کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ہر اس شخص کی جان بخشی کا اعلان کردیا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے یا ہتھیار ڈال دے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ دَخَلَ دَارًا فَهُوَ اٰمِنٌ وَ مَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ[2] (صحيح)

---

[1] كتاب المغازى ، باب اين ركز النبى ﷺ الراية يوم الفتح؟

[2] كتاب الخراج والفيئ والامارة ، باب ماجاء فى خبر مكة (2613/2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امن ہے اور جو ہتھیار ڈال دے اس کے لئے بھی امن ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 111 فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمن ابوسفیان بن حرب کے تمام جرائم معاف فرما کر ان کا اسلام قبول فرمالیا۔

مسئلہ 112 آپ ﷺ نے بطورِ اعزاز حضرت ابوسفیان کے گھر میں داخل ہونے والوں کو بھی معاف فرمانے کا اعلان فرمادیا۔

مسئلہ 113 مسجد حرام میں داخل ہونے والوں کو بھی آپ ﷺ نے معاف کرنے کا اعلان فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ﷛ بِاَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ فَاَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ ﷛ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا ؟ قَالَ ((نَعَمْ ! مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَ مَنْ اَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ اٰمِنٌ (وَ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ اٰمِنٌ) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ[1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے روز ابوسفیان بن حرب کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ظہران کے مقام پر حاضر ہوئے اور ابوسفیان بن حرب نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! ابوسفیان اعزاز پسند آدمی ہے اسے کوئی اعزاز عطا فرمادیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ٹھیک ہے جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کے لئے امان ہے اور جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 114 سقوط مکہ کے بعد بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کے لئے رسول

[1] كتاب الخراج والفيء والامارة ، باب ماجاء في خبر مكة (2610/2)

اکرم ﷺ نے کنجی بردار کعبہ......عثمان بن طلحہ سے چابی طلب فرمائی اور بیت اللہ شریف سے باہر نکلنے کے بعد چابی دوبارہ عثمان بن طلحہ کے حوالہ کر دی۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ مَا تَرَوْنَ اِنِّيْ فَاعِلٌ فِيْكُمْ ؟)) قَالُوْا : خَيْرًا اَخٌ كَرِيْمٌ وَ اِبْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ ، قَالَ ((اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ)) ثُمَّ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ وَ مِفْتَاحُ الْكَعْبَةِ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِجْمَعْ لَنَا الْحِجَابَةَ مَعَ السِّقَايَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيْنَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ؟)) فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ ((هَاكَ مِفْتَاحُكَ يَا عُثْمَانُ اَلْيَوْمُ يَوْمُ بِرٍّ وَ وَفَاءٍ)) ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ (فتح مکہ کے بعد) رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور قریش مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا ''اے جماعت قریش! تمہارا کیا خیال ہے، میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں؟'' انہوں نے جواب دیا ''بھلائی کا سلوک، تم بلند ظرف بھائی اور بلند ظرف بھائی کے بیٹے ہو۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جاؤ تم سب آزاد ہو۔'' پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ کھڑے تھے اور کعبہ کی چابی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درخواست کی ''یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ پر رحمت فرمائے حجاب اور سقایہ دونوں خدمات ہمارے سپرد فرما دیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا ''عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟'' عثمان بن طلحہ کو بلایا گیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عثمان! یہ لو کعبہ کی کنجی، آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے۔'' ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ مکی زندگی میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو عثمان بن طلحہ نے آپ ﷺ کو چابی دینے سے انکار کر دیا تھا۔

مسئلہ 115 فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ نے پرانے قتل کا بدلہ لینے کے لئے بنولیث کا ایک آدمی قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے بنو

[1] السنة الثامنة للهجرة ، باب صفة دخول مكة (696/4)

خزاعہ کو نہ صرف قتل سے روکا بلکہ فاتح ہونے کے باوجود مقتول کی دیت خود ادا فرما کر انسانی جان کے احترام کی انتہائی منفرد اور تابندہ مثال قائم فرمائی۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ اَنَّ رَجُلاً ......اِبْنَ الْاَثْوَعِ ...... قَتَلَ رَجُلاً فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ خُزَاعَةَ ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ اِبْنَ الْاَثْوَعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ عَنِ الْقَتْلِ لَقَدْ كَثُرَ الْقَتْلُ اِنْ نَفَعَ لَقَدْ قَتَلْتُمْ رَجُلاً لَاَدِيَنَّهُ)) ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ [1]

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ ایک آدمی (ابن الاثوع) نے زمانہ جاہلیت میں بنوخزاعہ کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے روز بنوخزاعہ نے بدلہ لینے کے لئے ابن الاثوع کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے بنوخزاعہ! خونریزی سے اپنے ہاتھ روک لو، اگر خونریزی فائدہ مند ہوتی تو (ضرور فائدہ ہوتا) اب بہت خونریزی ہو چکی ہے تم نے جسے قتل کیا ہے میں لازماً اس کی دیت ادا کروں گا۔'' اسے ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 116 سقوط مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، لیکن مردوں میں سے دو قتل کئے گئے اور دو کو امان دی گئی وہ دونوں مسلمان ہو گئے، عورتوں میں سے ایک قتل کی گئی اور دوسری کو امان دی گئی اور وہ بھی مسلمان ہو گئی۔

عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اَمَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ اِلاَّ اَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَ امْرَاَتَيْنِ وَ قَالَ ((اُقْتُلُوْهُمْ وَ اِنْ وَجَدْتُمُوْهُمْ مُتَعَلِّقِيْنَ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ، عِكْرَمَةَ بْنَ اَبِيْ جَهْلٍ وَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ خَطَلٍ وَ مَقِيْسُ بْنُ صُبَابَةَ وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِي السَّرْحِ فَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ خَطَلٍ فَاُدْرِكَ وَ هُوَ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ اِلَيْهِ سَعِيْدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَ

---

[1] البداية والنهاية ، السنة الثامنة للهجرة صفة دخوله ﷺ مكة (700/4)

عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيْدٌ عَمَّارًا وَ كَانَ اَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ وَ اَمَّا مَقِيْسُ بْنُ صَبَابَةَ فَاَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوْقِ فَقَتَلُوْهُ وَ اَمَّا عِكْرَمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ اَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ اَخْلِصُوْا فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لاَ تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا فَقَالَ عِكْرَمَةُ وَاللّٰهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِيْ مِنَ الْبَحْرِ اِلاَّ الْاِخْلاَصُ لاَ يُنَجِّنِيْ فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا اِنْ اَنْتَ عَافَيْتَنِيْ مِمَّا اَنَا فِيْهِ اَنْ اٰتِيَ مُحَمَّدًا ﷺ حَتّٰى اَضَعَ يَدِيْ فِيْ يَدِهٖ فَلَاَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيْمًا فَجَاءَ فَاَسْلَمَ وَ اَمَّا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّرْحِ فَاِنَّهُ اخْتَبَاَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ فَلَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنَّاسُ اِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهٖ حَتّٰى اَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَايِعْ عَبْدَاللّٰهِ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ثَلاَثًا كُلَّ ذٰلِكَ فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلاَثٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ يَقُوْمُ اِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَاٰنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهٖ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوْا وَ مَا يُدْرِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَافِيْ نَفْسِكَ هَلاَّ اَوْمَاْتَ اِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ اِنَّهُ لاَ يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ اَعْيُنٍ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ[1] (صحيح)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کی جان بخشی فرمادی ان (چھ) کے بارے میں ارشاد فرمایا ''انہیں قتل کردو خواہ یہ کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکے ہوئے ہوں ① عکرمہ بن ابو جہل ② عبداللہ بن خطل ③ مقیس بن صبابہ اور ④ عبداللہ بن سعد بن ابی السرح۔'' ان میں سے عبداللہ بن خطل کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا تھا۔ سعید بن حریث رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ لیا اور دونوں مارنے کے لئے دوڑے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے جوان تھے، لہٰذا حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خطل کو قتل کیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا اور اسے قتل کر دیا۔ عکرمہ (بھاگ گیا اور یمن جانے کے لئے) کشتی پر سوار ہو گیا۔ کشتی کو طوفان نے آلیا، ملاح نے کہا ''یہاں تمہارے معبود کسی کام نہیں آئیں گے بس خالص ایک اللہ کو پکارو۔'' عکرمہ نے کہا ''اللہ کی قسم! اگر سمندر میں ایک اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو پھر خشکی میں بھی ایک اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔'' (پھر اللہ سے وعدہ کیا) ''یا اللہ! میں تجھ سے وعدہ کرتا

---

[1] كتاب تحريم الدم ، باب الحكم في المرتد (3791/3)

ہوں اگر تو مجھے طوفان سے بچالے گا تو میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں گا اور (مجھے امید ہے کہ) میں حضرت محمد ﷺ کو اپنے لئے زیادہ درگزر کرنے والا مہربان پاؤں گا۔'' (طوفان سے بچنے کے بعد) وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ عبداللہ بن ابی سرح (جو کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ حاصل کرلی جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر کردیا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! عبداللہ سے بیعت لے لیجئے۔'' آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور اسے تین بار دیکھا گویا ہر بار بیعت لینے سے انکار فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''تم میں کوئی بھی ایسا رجل رشید نہیں تھا کہ جب میں نے اس کی بیعت سے انکار کردیا تھا تو وہ اسے قتل کردیتا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ ﷺ کے دل میں کیا بات ہے، آپ ہمیں اپنی آنکھ سے اشارہ ہی فرمادیتے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کسی نبی کے یہ لائق نہیں کہ وہ آنکھوں سے باتیں کرے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: ① عکرمہ بن ابوجہل نے عین مکہ میں داخلہ کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر کی مزاحمت کی تھی، لہٰذا اسے قتل کا حکم دیا گیا، لیکن اس کی بیوی نے حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور شوہر کے لئے امان طلب کی۔ آپ ﷺ نے بطور احسان امان دے دی۔ ② عبداللہ بن خطل اسلام قبول کرکے مرتد ہوگیا تھا، لہٰذا قتل کیا گیا ③ مقیس بن صبابہ بھی اسلام قبول کرکے مرتد ہوگیا تھا، لہٰذا اُسے بھی قتل کیا گیا ④ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی مرتد ہوگیا تھا، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے آپ ﷺ سے امان طلب کی تو آپ ﷺ نے بادل نخواستہ امان دے دی اور عبداللہ مسلمان ہوگئے۔ ⑤ عبداللہ بن خطل کی لونڈی آپ ﷺ کی ہجو کرتی تھی، اسے قتل کیا گیا ⑥ عبداللہ بن خطل کی دوسری لونڈی کے لئے امان طلب کی گئی، آپ ﷺ نے اسے بھی از راہ مہربانی امان عطا فرمادی اور وہ مسلمان ہوگئی۔

یاد رہے کہ ان چھ افراد کے علاوہ تین افراد ایسے تھے جن کا خون رسول اللہ ﷺ نے رائیگاں قرار دیا۔ ① حارث بن نفیل اسے قتل کیا گیا ② ہبار بن اسود، یہ مسلمان ہوگئے ③ سارہ (اولاد عبدالمطلب کی لونڈی) مسلمان ہوگئیں۔ گویا آپ ﷺ نے ⑨ افراد کے قتل کا حکم دیا جن میں صرف چار قتل کئے گئے اور پانچ کی از راہ عفو و درگزر جان بخشی کردی گئی۔

مسئلہ 117 فتح مکہ پر آپ ﷺ نے عکرمہ بن ابی جہل کو قتل کرنے کا حکم جاری فرمایا، لیکن عکرمہ کی بیوی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور اپنے شوہر کے لئے امان طلب کی تو رسول اکرم

ﷺ نے اس کے گزشتہ سارے جرائم معاف فرما کر امان دے دی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ هَرَبَ عِكْرَمَةُ بْنُ اَبِیْ جَهْلٍ وَ كَانَتِ امْرَأَتُهُ اُمُّ حَكِيْمٍ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اِمْرَأَةٌ عَاقِلَةٌ اَسْلَمَتْ ثُمَّ سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَمَانَ لِزَوْجِهَا فَاَمَرَهَا بُرْدَهُ فَخَرَجَتْ فِیْ طَلَبِهٖ وَ قَالَتْ لَهٗ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ اَوْصَلِ النَّاسِ وَ اَبَرِّ النَّاسِ وَ خَيْرِ النَّاسِ وَ قَدْ اِسْتَأْمَنْتُ لَكَ فَاَمَنَكَ فَرَجَعَ مَعَهَا. رَوَاهُ الْحَاكِمُ[1]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ کے روز عکرمہ بن ابوجہل فرار ہوگیا اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام ذہین خاتون تھی (حاضر خدمت ہوکر) مسلمان ہوگئیں اور اپنے شوہر کے لئے آپ ﷺ سے امان طلب کی۔ پھر وہ اپنے شوہر کی تلاش میں نکلیں اور اسے کہا ”میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ بھلے آدمی کے پاس سے آرہی ہوں میں نے ان سے تیرے لئے امان طلب کی اور انہوں نے تجھے امان دے دی ہے“، لہٰذا عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 118 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کرنے اور ان کا کلیجہ چبانے والی ہند بنت عتبہ فتح مکہ کے بعد حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے سارے جرائم معاف فرما کر اس کا اسلام قبول فرمالیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ يَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (فتح مکہ کے روز) ہند بنت عتبہ حاضر ہوئی اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! (اسلام لانے سے پہلے) روئے زمین پر مجھے کسی شخص کا ذلیل اور رسوا ہونا اتنا پسند نہ تھا جتنا آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذلیل اور رسوا ہونا پسند تھا لیکن آج (اسلام لانے کے بعد) وہ دن ہے کہ روئے

[1] کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر مناقب عکرمۃ بن ابی جهل

[2] کتاب المناقب ، باب ذکر هند بنت عتبه

زمین پر مجھے کسی شخص کا عزت دار ہونا اتنا پسند نہیں جتنا آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عزت دار ہونا پسند ہے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 119 صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو بھی آپ ﷺ نے امان دی اور ان کا اسلام قبول فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : خَرَجَ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ يُرِيْدُ جُدَّةَ لِيَرْكَبَ مِنْهَا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ! اِنَّ صَفْوَانَ ابْنَ اُمَيَّةَ سَيِّدُ قَوْمِهٖ وَ قَدْ خَرَجَ هَارِبًا مِنْكَ لِيَقْذِفَ نَفْسَهٗ فِي الْبَحْرِ فَاٰمِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((هُوَ اٰمِنٌ)) فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَاَعْطِنِيْ اٰيَةً يَعْرِفُ بِهَا اَمَانَكَ ، فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِمَامَتَهُ الَّتِيْ دَخَلَ فِيْهَا مَكَّةَ فَخَرَجَ بِهَا عُمَيْرٌ حَتّٰى اَدْرَكَهٗ وَ هُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَرْكَبَ فِي الْبَحْرِ ، فَقَالَ : يَا صَفْوَانُ ! فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ ......اَفْضَلَ النَّاسِ وَ اَبَرَّ النَّاسِ وَ اَحْلَمَ النَّاسِ وَ خَيْرَ النَّاسِ اِبْنُ عَمِّكَ عِزُّهٗ عِزُّكَ وَ شَرَفُهٗ شَرَفُكَ وَ مُلْكُهٗ مُلْكُكَ ؟ قَالَ : اِنِّيْ اَخَافُ عَلٰى نَفْسِيْ ، قَالَ : هُوَ اَحْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَ اَكْرَمُ فَرَجَعَ مَعَهٗ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ صَفْوَانُ : اِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ اَنَّكَ قَدْ اَمَّنْتَنِيْ ؟ قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ : فَاجْعَلْنِيْ بِالْخِيَارِ فِيْهِ شَهْرَيْنِ ؟ قَالَ ((اَنْتَ بِالْخِيَارِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ)) ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (فتح مکہ کے روز) صفوان بن امیہ جدہ جانے کے لئے (مکہ سے) نکلا تاکہ وہاں سے (کشتی پر) سوار ہو کر یمن پہنچ جائے۔عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی "اے اللہ کے نبی ﷺ! صفوان بن امیہ اپنے قبیلے کا سردار ہے اور آپ ﷺ کے ڈر سے بھاگ گیا ہے تاکہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈبو دے،اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ آپ پر رحمت فرمائے اسے امان دے دیجئے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے لئے امان ہے۔" عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی نشانی مرحمت فرما دیں جس سے صفوان سمجھ جائے کہ آپ ﷺ نے واقعی اسے امان دے دی ہے۔آپ ﷺ نے مکہ میں داخل ہوتے وقت پہنی ہوئی پگڑی اسے دے دی۔عمیر بن وہب

[1] السنة الثامنة للهجرة صفة دخوله ﷺ مكة (704/4)

رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پگڑی لے کر صفوان کی تلاش میں نکلے، بالآخر صفوان کو تلاش کر لیا۔ وہ کشتی پر سوار ہونے والا تھا۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''صفوان! میرے ماں باپ تم پر قربان، رسول اکرم ﷺ سارے لوگوں میں سے افضل، سارے لوگوں میں سے نیک، سارے لوگوں میں سے زیادہ حلیم، سارے لوگوں میں سے زیادہ بہتر ہیں اور تیرے چچا کے بیٹے ہیں، اُن کی عزت تیری عزت ہے، اُن کا وقار تیرا وقار ہے، اُن کی بادشاہی تیری بادشاہی ہے۔'' صفوان کہنے لگا ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''وہ ان باتوں سے کہیں بڑھ کر اونچی شان اور عزت والے ہیں۔'' چنانچہ صفوان، حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس پلٹ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں! اس نے سچ کہا ہے۔'' صفوان نے کہا (اسلام لانے کے لئے) مجھے دو ماہ کی مہلت عنایت فرما دیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔'' اسے ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ 4 ہجری میں عضل اور قارہ کے منافقوں نے تبلیغ کے بہانے رسول اللہ ﷺ سے دس افراد مانگے، جنہیں لے جا کر دھوکے سے قتل کر دیا گیا۔ صرف دو صحابی زندہ بچے تھے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ۔ دونوں صحابی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ مقتولین بدر کے ورثاء نے اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے دونوں کو خرید لیا۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سلافہ بنت سعد نے خریدا جس کے دو بیٹے بدر میں قتل ہوئے تھے اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے خریدا جس کا والد (امیہ بن خلف) اور ایک بھائی بدر میں قتل ہوا تھا اور دونوں کو انتہائی اذیت ناک طریقہ سے شہید کر دیا گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے صفوان بن امیہ کو قتل کرنے کا حکم جاری فرما دیا تھا، لیکن حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کی سفارش پر معاف فرما دیا۔

مسئلہ 120 فتح مکہ کے موقع پر فضالہ بن عمیر نے دوران طواف آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

قَالَ ابْنُ هَشَّامٍ اَنَّ فَضَالَةَ بْنِ عُمَيْرٍ اَرَادَ قَتْلَ النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَامَ الْفَتْحِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَ فَضَالَةُ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ! فَضَالَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ ((مَا ذَا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهِ نَفْسَكَ ؟)) قَالَ : لاَ شَيْءَ ، كُنْتُ اَذْكُرُ اللّٰهَ ؟ قَالَ : فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِهٖ فَسَكَنَ قَلْبُهُ فَكَانَ

فَضَالَةَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ مَا رَفَعَ يَدَهُ عَنْ صَدْرِيْ حَتّٰى مَا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ شَيْءٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ . اَوْرَدَهُ فِي السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ[1]

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر دوران طواف فضالہ بن عمیر قتل کے ارادے سے نبی اکرم ﷺ کے قریب آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا فضالہ ہو؟'' کہنے لگا ''ہاں یا رسول اللہ! فضالہ ہوں۔'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''تمہارے دل میں کیا بات ہے؟'' کہنے لگا '' کچھ نہیں اللہ کا ذکر کررہا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے پھر فرمایا ''استغفر اللہ'' اور اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھا جس سے فضالہ کا دل (اسلام کے لئے) پُرسکون ہوگیا۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ''اللہ کی قسم! میرے سینے سے ہاتھ اٹھانے سے پہلے پہلے میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہوگئی۔'' ابن ہشام نے اسے سیرت النبی میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 121 آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلنے والے ثمامہ بن اثال کو گرفتار ہونے کے بعد آپ ﷺ نے مواخذہ کرنے کے بجائے بطور احسان معاف فرمادیا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟)) فَقَالَ : عِنْدِيْ خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ اِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ ، وَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ ، وَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ ، فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ ، ثُمَّ قَالَ لَهُ : ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟)) قَالَ : مَا قُلْتُ لَكَ : اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ ، فَتَرَكَهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ ، فَقَالَ ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟)) فَقَالَ : عِنْدِيْ مَا قُلْتُ لَكَ ، فَقَالَ ((اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ)) فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَقَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، يَا مُحَمَّدُ ، وَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ ، فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَيَّ ، وَ

[1] 261/4

اَللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَيَّ ، وَ اِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ ، وَ اَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ ، فَمَاذَا تَرٰى ؟ فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَعْتَمِرَ ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ : صَبَوْتَ ، قَالَ : لَا وَاللّٰهِ ، وَلٰكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَلَا وَاللّٰهِ لَا يَأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نجد کی طرف چند سوار روانہ کئے تو وہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے۔ پوچھا ”اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟“ اس نے کہا ”میرا اچھا خیال ہے اگر آپ مجھے ماردیں گے تو ایسے شخص کو ماریں گے جو خونی ہے اور اگر آپ احسان رکھ کر مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہیے طلب فرمائیں۔“ یہ سن کر آپ ﷺ نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پوچھا ”اے ثمامہ کیا خیال ہے؟“ اس نے کہا میرا خیال وہی ہے جو کل عرض کر چکا ہوں کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان مند پر احسان کریں گے۔“ آپ ﷺ نے پھر اسے رہنے دیا اور تیسرے دن پوچھا ”اے ثمامہ تیرا کیا خیال ہے؟“ اس نے کہا وہی جو میں آپ سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا ”اسے آزاد کر دو۔“ چنانچہ اسے آزاد کر دیا گیا۔ آخر وہ مسجد کے قریب ایک تالاب پر گیا وہاں غسل کر کے مسجد میں آ گیا اور کہنے لگا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے روئے زمین پر آپ کے چہرہ سے بڑھ کر کوئی اور چہرا برا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے دین سے بڑھ کر کوئی اور دین برا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر برا نہ تھا اور اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت گرفتار کیا جب میں عمرہ کی نیت سے جا رہا تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے مبارک باد دی، نیز اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ

[1] كتاب المغازى ، باب وفد بنى حنيفة

جب وہ عمرہ کرنے مکہ آیا تو کسی نے اس سے کہا ''تو بے دین ہوگیا ہے۔'' اس نے کہا ''نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا ہوں۔ اللہ کی قسم! اب رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 122 اپنے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو بھی آپ ﷺ نے معاف فرما دیا۔

عَنْ وَحْشِيٍّ ﷛ قَالَ : اِذَا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ هَرَبْتُ اِلَى الطَّائِفِ فَمَكَثْتُ بِهَا فَلَمَّا خَرَجَ وَفْدُ الطَّائِفِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيُسَلِّمُوْا تَعَيَّتْ عَلَى الْمَذَاهِبِ فَقُلْتُ : اَلْحَقُّ بِالشَّامِ اَوْ بِالْيَمَنِ اَوْ بِبَعْضِ الْبِلَادِ وَ اِنِّيْ لَفِيْ ذٰلِكَ مِنْ هَمِّيْ اِذْ قَالَ لِيْ رَجُلٌ : وَيْحَكَ اِنَّهُ وَاللّٰهِ لَا يَقْتُلُ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ دَخَلَ فِيْ دِيْنِهٖ وَ شَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ قَالَ : فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ خَرَجْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ فَلَمْ يَرُعْهُ اِلَّا بِيْ قَائِمًا عَلٰى رَأْسِهٖ اَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ لِيْ ((اَ وَحْشِيٌّ اَنْتَ ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَ ((اُقْعُدْ فَحَدِّثْنِيْ كَيْفَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ؟)) قَالَ : فَحَدَّثْتُهُ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَدِيْثِيْ ، قَالَ ((وَيْحَكَ غَيِّبْ عَنِّيْ وَجْهَكَ فَلَا اَرَيَنَّكَ)) قَالَ : فَكُنْتُ اَتَنَكَّبُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ كَانَ لِئَلَّا يَرَانِيْ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ . اَوْرَدَهُ فِي الْبِدَايَةِ[1]

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو میں (جان بچانے کے لئے) طائف فرار ہوگیا اور وہیں ٹھہر گیا، لیکن جب وفد طائف اسلام قبول کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے لئے کوئی جائے پناہ نہ رہی اور میں سوچنے لگا کہ شام، یمن یا کسی دوسرے ملک بھاگ جاؤں میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک آدمی نے مجھے بتایا ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے، واللہ رسول اللہ کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کرتے جو ان کے دین میں داخل ہوجائے اور کلمہ شہادت پڑھ لے۔'' میں یہ سنتے ہی نکل کھڑا ہوا اور مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ ﷺ کو پتہ نہ چلنے دیا اور آپ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑا ہوا اور (بآوازِ بلند) کلمہ شہادت پکار اٹھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا ''کیا تو وحشی ہے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ ﷺ! میں وحشی ہوں۔'' آپ

[1] الجزء الرابع ، رقم الصفحه 393، مطبوعه دار المعرفة ، بيروت

ﷺ نے ارشاد فرمایا "بیٹھ جا اور مجھے بتا کہ تو نے میرے چچا حمزہ کو کیسے قتل کیا تھا؟" (وحشی کہتے ہیں) میں نے آپ ﷺ کے سامنے سارا واقعہ کہہ سنایا جب میں اپنی بات پوری کر چکا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "افسوس تیرے حال پر، بس تو میرے سامنے نہ آیا کرتا کہ میں تجھے دیکھ نہ سکوں۔" وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جہاں کہیں تشریف فرماتے میں آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھتا تا کہ آپ ﷺ کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری لمحہ تک میں ایسا ہی کرتا رہا۔ یہ واقعہ البدایہ میں ہے۔

مسئلہ 123 عمیر بن وہب رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر قابو پانے کے باوجود معاف فرما دیا اور عمیر بن وہب مسلمان ہو گئے۔

عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ﷺ قَالَ : جَلَسَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبِ الْجُمَحِيُّ مَعَ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ بَعْدَ مَصَابَ اَهْلُ بَدْرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْحَجَرِ يَسِيْرُ وَ كَانَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبِ شَيْطَانًا مِنْ شَيَاطِيْنِ قُرَيْشٍ وَ مِمَّنْ كَانَ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ اَصْحَابَهُ وَ كَانَ اِبْنُهُ وَهْبِ ابْنَ عُمَيْرٍ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ فَذَكَرَ اَصْحَابُ الْقُلَيْبِ وَ مَصَابِهِمْ ، فَقَالَ صَفْوَانٌ : وَاللّٰهِ ! اِنَّ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُمْ خَيْرًا ، قَالَ لَهُ عُمَيْرٌ : صَدَقْتَ وَاللّٰهِ ، اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لاَ دَيْنٌ عَلَيَّ لَيْسَ لَهُ عِنْدِيْ قَضَا وَ عِيَالٌ اَخْشٰى عَلَيْهِمُ الضَّيْعَةَ بَعْدِيْ لَرَكِبْتُ اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ حَتّٰى اَقْتُلَهُ ، فَاِنَّ لِيْ قِبَلَهُمْ عِلَّةً ، اِبْنِيْ اَسِيْرٌ فِيْ اَيْدِيْهِمْ ، قَالَ : فَاغْتَنَمَهَا صَفْوَانٌ ، فَقَالَ : عَلَيَّ دَيْنُكَ ، اَنَا اَقْضِيْهِ عَنْكَ ، وَعِيَالُكَ مَعَ عِيَالِيْ اَوَاسِيْهِمْ مَا بَقُوْا ، لاَ يَسْعَنِيْ شَيْءٌ وَ يُعْجِزُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ عُمَيْرٌ : فَاكْتُمْ شَأْنِيْ وَ شَأْنَكَ قَالَ : اَفْعَلُ ، ثُمَّ اَمَرَ عُمَيْرٌ بِسَيْفِهٖ فَشُحِذَ لَهُ وَ سُمَّ ، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ ، فَبَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ يَوْمِ بَدْرٍ وَ يَذْكُرُوْنَ مَا اَكْرَمَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَ مَا اَرَاهُمْ مِنْ عَدُوِّهِمْ ، اِذْ نَظَرَ عُمَرُ اِلٰى عُمَيْرِ بْنِ وَهْبٍ حِيْنَ اَنَاخَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ مُتَوَشِّحًا السَّيْفَ ، فَقَالَ : هٰذَا الْكَلْبُ عَدُوُّ اللّٰهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ وَاللّٰهِ مَا جَاءَ اِلاَّ لِبَشَرٍّ ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ ﷺ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ! هٰذَا عَدُوُّ اللّٰهِ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ قَدْ جَاءَ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ ، قَالَ ((فَاَدْخِلْهُ عَلَيَّ))

قَالَ : فَاَقْبَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ حَتّٰی اَخَذَ بِحِمَالَةِ سَيْفِهِ فِيْ عُنُقِهِ فَلَبَّبَهُ بِهَا ، وَ قَالَ لِرِجَالٍ مِمَّنْ كَانُوْا مَعَهُ مِنَ الْاَنْصَارِ : اُدْخُلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْلِسُوْا عِنْدَهُ ، وَاحْذَرُوْا عَلَيْهِ مِنْ هٰذَا الْخَبِيْثِ ، فَاِنَّهُ غَيْرُ مَامُوْنٍ ، ثُمَّ دَخَلَ بِهِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اٰخِذٌ بِحِمَالَةِ سَيْفِهِ فِيْ عُنُقِهِ ، قَالَ ((اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ)) اُدْنُ يَا عُمَيْرُ فَدَنَا ...... قَالَ ((فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ ؟)) قَالَ : جِئْتُ لِهٰذَا الْاَسِيْرِ الَّذِيْ فِيْ اَيْدِيْكُمْ فَاَحْسِنُوْا فِيْهِ ، قَالَ ((فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِيْ عُنُقِكَ ؟)) قَالَ : قَبَّحَهَا اللّٰهُ مِنْ سُيُوْفٍ وَ اَغْنَتْ عَنَّا شَيْئًا ؟ قَالَ ((اَصْدِقْنِيْ مَا الَّذِيْ جِئْتَ لَهُ ؟)) قَالَ : مَا جِئْتُ اِلَّا لِذٰلِكَ ، قَالَ ((بَلْ قَعَدْتَ اَنْتَ وَ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ ، فَذَكَرْتُمَا اَصْحَابَ الْقَلِيْبِ مِنْ قُرَيْشٍ)) ثُمَّ قُلْتَ : لَوْ لَا دَيْنٌ عَلَيَّ وَ عِيَالٌ عِنْدِيْ لَخَرَجْتُ حَتّٰى اَقْتُلَ مُحَمَّدًا ، فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بِدَيْنِكَ عَلَيَّ اِنْ تَقْتُلَنِيْ لَهُ ، اَللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذٰلِكَ ، قَالَ عُمَيْرُ: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، قَدْ كُنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نُكَذِّبُكَ بِمَا كُنْتَ تَاْتِيْنَا بِهِ مِنْ خَبَرِ السَّمَاءِ ، وَ مَا يَنْزِلُ عَلَيْكَ مِنَ الْوَحْيِ وَ هٰذَا اَمْرٌ لَمْ يَحْضُرْهُ اِلَّا اَنَا وَ صَفْوَانُ ، فَوَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ مَا اَتَاكَ بِهِ اِلَّا اللّٰهُ ، فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ ، وَ سَاقَنِيْ هٰذَا الْمَسَاقَ ، ثُمَّ شَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَقِّهُوْا اَخَاكُمْ فِيْ دِيْنِهِ وَ اَقْرِءُوْهُ الْقُرْاٰنَ ، وَاَطْلِقُوْا لَهُ اَسِيْرَهُ)) فَفَعَلُوْا .

اَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ[1]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ دونوں حطیم میں بیٹھ کر بدر کے زخموں پر رو دھو رہے تھے۔ عمیر بن وہب مکہ کے شیطانوں کا سردار اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیت دینے والوں میں سے تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں شامل تھا۔ عمیر بن وہب نے کنویں میں پھینکی گئی لاشوں کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا ''واللہ! ان سرداروں کی موت کے بعد اب جینے میں کوئی مزا نہیں رہا۔'' عمیر نے کہا ''واللہ! تیری بات بالکل صحیح ہے، اللہ کی قسم! اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا جسے ادا کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں اور اہل وعیال کا بوجھ نہ ہوتا جن کے ضائع ہونے کا مجھے خدشہ ہے تو میں جا کر محمد کو قتل کر دیتا اور میرے وہاں جانے کی معقول وجہ بھی ہے کہ میرا

[1] السيرة النبوية ، الجزء الثانی ، رقم الصفحة 390، مطبوعه دارالکتاب العربی ، بيروت

بیٹا ان کے پاس قید ہے۔صفوان نے اس صورت حال کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا ''تیرا قرض میرے ذمہ رہا وہ میں ادا کروں گا اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے جب تک وہ زندہ رہیں گے میں ان کی دیکھ بھال کرتا رہوں گا۔ایسا نہیں ہوگا کہ میرے پاس کوئی چیز ہو اور تیرے بچے محروم رہیں۔'' عمیر نے کہا ''اچھا پھر ان باتوں کو راز میں رکھنا۔'' صفوان نے کہا ''ایسا ہی ہوگا۔'' عمیر نے قتل کے ارادے سے اپنی تلوار تیز کرائی، اسے زہر آلود کیا اور مدینہ کی طرف چل دیا۔(جب وہ مدینہ پہنچا تو) اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے درمیان بیٹھ کر جنگ بدر کا ذکر کر رہے تھے۔اس جنگ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو عزت عطا فرمائی اور دشمن کی ذلت سے جو مسلمانوں کو راحت پہنچائی، اس کا ذکر فرما رہے تھے۔اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ عمیر بن وہب پر پڑی جو مسجد کے دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھا رہا تھا اور تلوار اس کے گلے میں لٹک رہی تھی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''یہ کتا، اللہ کا دشمن، عمیر بن وہب واللہ کسی برے ارادے سے ہی آیا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا دشمن عمیر بن وہب گلے میں تلوار لٹکائے آ رہا ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اسے میرے پاس لے آؤ۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر گلے میں لٹکی ہوئی تلوار کو دستے سے پکڑ لیا اور گریبان سے کھینچا اور اپنے ساتھ موجود انصار سے کہا ''جاؤ، رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرو اور اس خبیث سے خبردار رہو اس سے خطرہ ہے۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح عمیر کی تلوار اور گریبان سے پکڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''عمر! اسے چھوڑ دو۔'' پھر عمیر سے فرمایا ''عمیر! میرے قریب آؤ۔'' وہ قریب آ گیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''عمیر! بتاؤ کس ارادے سے آئے ہو؟'' عمیر نے جواب دیا ''اپنا قیدی لینے آیا ہوں۔اس معاملے میں میرے ساتھ احسان فرمائیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو پھر تیری گردن میں جو تلوار ہے یہ کس لئے ہے؟'' عمیر نے کہا ''اللہ بیڑہ غرق کرے ان تلواروں کا یہ ہمارے کس کام آئیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''سچ سچ بتاؤ، کس ارادے سے آئے ہو؟'' عمیر نے کہا ''بس اسی کام سے آیا ہوں جو بتا چکا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تو اور صفوان حطیم میں بیٹھ کر بدر کے کنویں میں پھینکے گئے مقتولوں کا رونا نہیں روتے رہے؟ پھر تم نے یہ نہیں کہا: اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا اور مجھ پر اہل و عیال کا بوجھ نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کرتا اور پھر صفوان نے تیرا قرض اور بال بچوں کا بوجھ اپنے ذمہ نہیں لیا تاکہ تو مجھے قتل کر سکے؟ یاد رکھو میرے اور

❶ كتاب المناقب ، باب في ثقيف و بني حنيفه (3100/3)

تیرے درمیان اللہ کی ذات حائل ہے۔'' اس پر عمیر نے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں جو آسمان کی خبریں بتاتے تھے اور جو وحی آپ پر نازل ہوتی تھی ہم اسے جھٹلا دیا کرتے تھے، لیکن یہ گفتگو تو ایسا معاملہ ہے کہ میرے اور صفوان کے علاوہ کوئی اور موجود ہی نہ تھا، واللہ! اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اللہ کے علاوہ یہ خبر آپ کو کسی نہیں دی پس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور مجھے اس جگہ لے آیا۔'' پھر اس نے کلمہ حق کی شہادت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا ''اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ، قرآن پڑھاؤ اور اس کا قیدی چھوڑ دو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 124 **عرب کا مشہور شاعر کعب بن زہیر آپ ﷺ کی ہجو کرتا تھا۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے کعب بن زہیر کو بھی قابل گردن زدنی قرار دیا، لیکن معافی طلب کرنے پر آپ ﷺ نے اسے بھی معاف فرمادیا۔**

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ مُنْصَرِفَهُ مِنَ الطَّائِفِ كَتَبَ بُجَيْرُ بْنُ زُهَيْرٍ رضي الله عنه اِلٰى اَخِيْهِ كَعْبِ بْنِ زُهَيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَتَلَ رِجَالاً بِمَكَّةَ مِمَّنْ كَانَ يَهْجُوْهُ وَ يُؤْذِيْهِ وَ اِنَّهُ بَقِيَ مِنْ شُعَرَاءِ قُرَيْشٍ اِبْنُ الزِّبَعْرِيّ وَ هُبَيْرَةُ بْنُ اَبِيْ وَهْبٍ قَدْ هَرَبُوْا فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَاِنْ كَانَتْ لَكَ فِيْ نَفْسِكَ حَاجَةٌ فَفِرَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّهُ لاَ يَقْتُلُ اَحَدًا جَاءَهُ تَائِبًا ، وَ اِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَانْجِ وَ لاَ نَجَا لَكَ ، فَلَمَّا بَلَغَ كَعْبًا اَلْكِتَابُ ، ضَاقَتْ بِهِ الْاَرْضُ وَ اشْفَقَ عَلَىَّ نَفْسِهٖ وَاَرْجَفَ بِهٖ مَنْ كَانَ حَاضِرَهُ مِنْ عَدُوِّهٖ قَالُوْا : هُوَ مَقْتُوْلٌ ، فَلَمَّا لَمْ يَجِدْ شَيْئًا بَدَا اَلَّتِيْ يَمْتَدِحُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذِكْرِ خَوْفِهٖ وَ اَرْجَافُ الْوِشَاةَ بِهٖ ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ عَلٰى رَجُلٍ كَانَتْ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ مَعْرِفَةٌ مِنْ جُهَيْنَةٍ فَغَدَا بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ ، وَ صَلّٰى مَعَ النَّاسِ ثُمَّ اَشَارَ لَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْ اِلَيْهِ فَاسْتَأْمِنْهُ ، اِنَّهُ قَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى وَضَعَ يَدَهُ فِيْ يَدِهٖ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَعْرِفُهُ ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنَّ كَعْبَ بْنَ زُهَيْرٍ جَاءَ لِيَسْتَأْمَنَ مِنْكَ تَائِبًا مُسْلِمًا فَهَلْ اَنْتَ قَابِلٌ مِنْهُ اِنْ اَنَا جِئْتُكَ بِهٖ ؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ)) فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَنَا كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ ، وَثَبَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعْنِيْ وَ عَدُوَّ اللّٰهِ ! اِضْرِبْ عُنُقَهُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعْهُ عَنْكَ فَاِنَّهُ قَدْ جَاءَ تَائِبًا نَازِعًا)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [1] (صحیح)

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ طائف سے واپس مدینہ منورہ پلٹے تو بجیر بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے (مفرور بھائی) کعب بن زہیر کو لکھا کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کو قتل کروا دیا ہے جو آپ ﷺ کی ہجو کرتے اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے۔ قریش کے باقی شعراء مثلاً زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب وغیرہ ادھر ادھر بھاگ نکلے ہیں، لہٰذا تم اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جاؤ، کیونکہ جو بھی تائب ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے آپ ﷺ اسے قتل نہیں کرواتے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو پھر جہاں کہیں بھاگ سکتے ہو بھاگ جاؤ، لیکن ہے یہ مشکل۔ جب کعب بن زُہیر کو یہ خط ملا تو اسے زمین تنگ محسوس ہونے لگی اور جان کا خوف لاحق ہو گیا اور اس کے دوستوں نے اسے یہ کہہ کر اور بھی خوف زدہ کر دیا کہ اب تو تُو قتل ہی ہوگا۔ جب کعب نے کوئی راستہ نہ پایا تو آپ ﷺ کے خوف سے قصیدہ لکھنا شروع کر دیا۔ بالآخر وہ گھر سے نکلا اور مدینہ منورہ پہنچا، جہاں جہینہ قبیلہ کے ایک شناسا کے ہاں آ کر قیام کیا۔ صبح کے وقت کعب اپنے میزبان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی، فراغت کے بعد کعب کے میزبان نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”یہ ہیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جاؤ اور امن طلب کرو۔“ کعب اٹھا اور جا کر اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ کعب کو پہچانتے نہیں تھے۔ کعب کہنے لگا ”یا رسول اللہ ﷺ! اگر کعب آپ کی خدمت میں تائب اور مسلمان ہو کر حاضر ہو اور امن طلب کرے تو کیا آپ اس کی توبہ اور اسلام قبول کر لیں گے؟ اور اگر میں اسے اپنے ساتھ لے آؤں تو؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہاں!“ کعب نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کعب بن زہیر تو میں ہی ہوں۔“ یہ سن کر انصار میں سے ایک آدمی لپکا اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! یہ اللہ کا دشمن ہے مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں؟“ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”چھوڑو یہ تائب ہو کر اور گزشتہ باتوں کو چھوڑ کر آیا ہے۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

[1] مجمع الزوائد ، كتاب المناقب ، باب ماجاء فی كعب بن زهير (654/9)

مسئلہ 125 فتح مکہ کے موقع پر دو مجرموں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل کرنا چاہتے تھے، لیکن ان کی بہن ام ہانی رضی اللہ عنہا نے انہیں پناہ دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں مجرموں کو بھی معاف فرما دیا۔

عَنْ اُمِّ هَانِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَعْلٰى مَكَّةَ فَرَّ اِلَيَّ رَجُلَانِ فَدَخَلَ عَلَيَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَخِيْ فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَاَقْتُلَنَّهُمَا فَاَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَابًا بَيْتِيْ ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ فَقَالَ ((مَرْحَبًا وَ اَهْلًا يَا اُمَّ هَانِيٍّ مَا جَاءَ بِكِ ؟)) فَاَخْبَرْتُهُ خَبَرَ الرَّجُلَيْنِ وَ خَبَرَ عَلِيٍّ ، فَقَالَ ((قَدْ اَجَزْنَا مَنْ اَجَزْتِ وَ اٰمَنَّا مَنْ اٰمَنْتِ فَلَا يَقْتُلْهُمَا)) اَوْرَدَهُ اِبْنُ هِشَامٍ[1]

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بالائی مکہ میں نزول فرمایا تو دو آدمی بھاگے بھاگے میرے گھر آئے۔ میرا بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے تھا۔ کہنے لگا "واللہ! میں ان دونوں (مشرکوں) کو قتل کر دوں گا۔" میں نے دونوں آدمیوں کو گھر کے ایک کمرے میں بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جہاں آپ ﷺ قیام فرما تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا "ام ہانی! خوش آمدید، مرحبا کیسے آئی ہو؟" میں نے آپ ﷺ کو دو آدمیوں کے بارے میں آگاہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارادہ قتل کے بارے میں بھی بتایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جسے تو نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی اور جسے تو نے امن دیا اسے ہم نے امن دیا۔ (علی سے کہہ دو) انہیں قتل نہ کرے۔" یہ واقعہ ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 126 غزوہ حنین کے تمام قیدی آپ ﷺ نے بطور احسان رہا فرما دیئے کسی قیدی کا فدیہ لیا، کسی کو سزا دی نہ ہی کسی کو قتل کیا۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَ سَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَ اَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَمَّا السَّبْيَ وَ اَمَّا الْمَالَ ؟))

---
[1] 257/4

...... قَالُوْا : فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ)) فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (جنگ حنین کے بعد) جب قبیلہ ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ سے گزارش کی کہ ان کے اموال اور قیدی انہیں واپس کردیئے جائیں۔ آپ ﷺ (خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے) کھڑے ہوئے اور فرمایا ''میرے ساتھ (اسلامی لشکر کے) جو لوگ ہیں انہیں تم دیکھ ہی رہے ہو اور مجھے سچی بات کہنا بہت پسند ہے تم دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرلو یا مال واپس لے لو یا قیدی؟'' انہوں نے کہا ''ہم قیدیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی ایسی تعریف جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا ''اما بعد! تمہارے بھائی تائب ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی واپس کردوں پس تم میں سے جو کوئی خوشی سے میرا فیصلہ قبول کرے وہ اس پر عملدرآمد کرے، اور تم میں سے جو کوئی اپنا حصہ لینا پسند کرے ہم اسے (آج کے بعد) سب سے پہلے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے اس کا حصہ دے دیں گے، لہٰذا ہمارے وعدے کے مطابق وہ بھی اپنے قیدی واپس کردے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کا فیصلہ بصد مسرت منظور کیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب المغازى ، باب قول الله تعالى ﴿ و يوم حنين اذ اعجبتكم ﴾

رَحْمَتُــهُ ﷺ بِالْمُــؤْمِنِيْنَ

اہلِ ایمان پر آپ ﷺ کی رحمت

مَسئله 127 آپ ﷺ نے استطاعت سے بڑھ کر عبادت میں محنت اور مشقت کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَسْجِدَ وَ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ ((مَا هٰذَا ؟)) قَالُوْا : لِزَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُصَلِّيْ فَإِذَا كَسَلَتْ اَوْ فَتَرَتْ اَمْسَكَتْ بِهِ فَقَالَ ((حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا كَسَلَ اَوْ فَتَرَ قَعَدَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دوستونوں کے درمیان رسی لٹکی ہوئی دیکھی تو دریافت فرمایا "یہ کیا ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یہ زینب نے لٹکائی ہے تاکہ نماز کے دوران جب سست ہوجائیں یا تھک جائیں تو اس رسی کا سہارا لے لیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "اسے کھول دو، تمہیں چاہئے کہ جب تک طبیعت ہشاش بشاش رہے نماز پڑھو اور جب سست ہوجاؤ یا تھک جاؤ تو آرام کرو۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ ، فَقَالُوْا : اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَقُوْمَ وَ لَا يَقْعُدَ وَ لَا يَسْتَظِلَّ وَ لَا يَتَكَلَّمَ وَ يَصُوْمَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَ لِيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَ لِيُتِمَّ صَوْمَهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک آدمی کھڑا

---

[1] كتاب صلاة المسافرين ، باب فضيلة العمل الدائم

[2] كتاب الايمان ، باب النذر فيما لا يملك

تھا، آپ ﷺ نے اس کے بارہ میں سوال کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا اس کا نام ابواسرائیل ہے اور اس نے نذر مانی ہے کہ ہمیشہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں، سایہ میں نہیں آئے گا اور نہ بات کرے گا اور روزہ سے رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اسے کہو بات کرے، سایہ میں آئے اور بیٹھ جائے البتہ روزہ پورا کرے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 128 رمضان المبارک میں رسول اکرم ﷺ نے صرف تین روز نماز تراویح باجماعت ادا فرمائی تاکہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ ((قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ قَالَ وَ ذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ایک رات نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے ساتھ چند لوگ تھے، دوسرے دن لوگ زیادہ ہو گئے، پھر تیسری یا چوتھی رات تو لوگ بہت جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ نکلے۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تمہارے انتظار کی کیفیت دیکھ رہا تھا، لیکن اس خدشہ سے آ کر نماز نہیں پڑھائی تاکہ تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان کے مہینہ کی بات ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 129 امت کی سہولت کے لئے دوران سفر رسول اکرم ﷺ نے قصر نماز ادا کرنے اور دو نمازیں جمع کرنے کی رخصت دی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں آپ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں، دوران سفر آپ

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب صلاة المسافرين ، باب الترغيب في قيام رمضان

[2] ابواب تقصير الصلاة ، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة و قبلها

ﷺ دو رکعتوں سے زیادہ نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں دو نمازیں اکٹھی کرتے یعنی مغرب اور عشاء۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بخاری شریف کی دوسری حدیث میں ظہر اور عصر کو جمع کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

مسئلہ 130 امت کی سہولت کے لئے دوران سفر آپ ﷺ نے روزہ چھوڑنے کی رخصت عطا فرمائی ہے۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : أَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ ((اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَ اِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا ”کیا میں سفر میں (فرض) روزہ رکھوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”چاہو تو رکھو، چاہو تو نہ رکھو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : سفر کی وجہ سے فرض روزہ ترک کرنے والے کو رمضان کے بعد قضا روزہ رکھنا ہوگا۔

مسئلہ 131 امت کی سہولت کے لئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید سات قرأتوں یا لہجوں میں پڑھنے کی اجازت حاصل کی۔

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ اَضَاةِ بَنِيْ غِفَارٍ قَالَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عليه السلام ، فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُقْرِئَ اُمَّتَكَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ ، فَقَالَ ((أَسْاَلُ اللّٰهَ مُعَافَتَهُ وَ مَغْفِرَتَهُ وَ اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ ، فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُقْرِئَ اُمَّتَكَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفَيْنِ ، فَقَالَ ((أَسْاَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَ مَغْفِرَتَهُ وَ اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُقْرِئَ اُمَّتَكَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَحْرُفٍ ، فَقَالَ ((أَسْاَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَ مَغْفِرَتَهُ وَ اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ

---

[1] ابواب تقصير الصلاة ، باب هل يوذن او يقيم اذا جمع بين المغرب والعشاء

[2] باب الصوم في السفر والافطار

الرَّابِعَةَ ، فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُكَ اَنْ تَقْرِاَ اُمَّتُكَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ ، فَاَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوْا عَلَيْهِ فَقَدْ اَصَابُوْا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بنو غفار کے تالاب پر تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف (یا لہجے) میں قرآن پڑھاؤ۔" آپ ﷺ نے فرمایا "میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔" پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام دوسری مرتبہ آئے اور کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی امت کو قرآن دو حرفوں میں پڑھائیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "میں اس سے اللہ تعالیٰ کی معافی اور بخشش طلب کرتا ہوں میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔" پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تیسری مرتبہ آئے اور کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی امت کو قرآن تین حرفوں میں پڑھائیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "میں اس سے اللہ تعالیٰ کی معافی اور بخشش طلب کرتا ہوں میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔" پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آئے اور کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی امت کو قرآن سات حرفوں میں پڑھائیں اور ان میں سے جس حرف (لہجہ) میں لوگ قرآن پڑھیں گے وہ درست ہوگا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 132 آپ ﷺ نے امت کو پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے غسل یا وضو کرنے کی اجازت دی ہے، خواہ اس کی مدت کئی سال ہو۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طُهُوْرُ الْمُسْلِمِ وَ اِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشَرَ سِنِيْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (صحیح)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگر دس سال تک پانی نہ ملے تب بھی، لیکن جب پانی میسر آجائے تو اسے (غسل یا وضو کے لئے) استعمال کرے کیونکہ یہ بہتر ہے۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب فضائل القران، باب بیان ان القران انزل علی سبعة احرف

[2] ابواب الطهارة ، باب التیمم للجنب اذا لم یجد الماء (107/1)

مَسئلہ 133 آپ ﷺ نے امت کی سہولت کے لئے ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم نہیں دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ اَوْ عَلَى النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر مجھے اپنی امت یا (فرمایا) لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 134 اہل ایمان کی سہولت کے پیش نظر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز وقت سے پہلے ادا کرنے کی اجازت عطا فرمادی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [2] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر میں اپنی امت کے لئے تکلیف محسوس نہ کرتا تو انہیں عشاء کی نماز ایک تہائی یا نصف رات گزرنے کے بعد پڑھنے کا حکم دیتا۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 135 اہلِ ایمان کی سہولت کے لئے معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بار بار درخواست کر کے پچاس میں سے 45 نمازیں معاف کروائیں۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 340 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 136 رسول اکرم ﷺ اہل ایمان کی مغفرت کے لئے رات بھر روتے رہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اِبْرَاهِيْمَ ﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ

[1] كتاب الجمعة ، باب السواك يوم الجمعة

[2] ابواب الصلاة ، باب ماجاء فى تاخير صلاة العشاء (141/1)

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿ اَلْآيَةِ (36:14) وَ قَالَ عِيْسٰى عليه السلام ﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (118:5) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ)) وَ بَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا جِبْرِيْلُ ! اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ فَاسْاَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ ؟ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَسَاَلَهُ فَاَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ وَ هُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ : يَا جِبْرِيْلُ ! اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ : اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَ لَا نَسُوْءُكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے وہ آیت پڑھی، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے ”اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔“ (سورہ ابراہیم، آیت 36) پھر وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے ”اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف فرمادے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔“ (سورہ مائدہ، آیت 118) پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ”یا اللہ! میری امت، یا اللہ! میری امت۔“ اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا ”اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جا اور پوچھ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ تیرا رب تو خوب جانتا ہی ہے وہ کیوں رو رہے ہیں۔“ جبرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھا ”آپ کیوں رو رہے ہیں؟“ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے (واپس جا کر) اللہ تعالیٰ کو بتایا حالانکہ اللہ تعالیٰ (پہلے ہی خوب جانتا ہے) تب اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ”اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جا اور کہہ ”ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 137 اہل ایمان کی مغفرت کے لئے آپ ﷺ نے اپنی مستجاب دعا محفوظ فرما رکھی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَ اِنِّيْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

❶ كتاب الايمان ، باب دعا النبي ﷺ لامته و بكائه شفقة عليهم

❷ كتاب الايمان ، باب اثبات الشفاعة و اخراج الموحدين من النار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر نبی کے لئے ایک قبول ہونے والی دعا ہے تمام انبیاء نے جلدی کی اور وہ دعا (دنیا میں ہی) مانگ لی جبکہ میں نے وہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھی ہے اور میری دعا ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس آدمی کو فائدہ دے گی جس نے مرتے دم تک کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 138 قیامت کے روز بھی آپ ﷺ اپنی امت کی بخشش کے لئے کبھی صراط پر کبھی میزان پر اور کبھی حوض کوثر پر تشریف لے جائیں گے

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَقَالَ ((اَنَا فَاعِلٌ)) قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ ؟ قَالَ ((اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ)) قَالَ : قُلْتُ : فَاِنْ لَمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ ؟ قَالَ ((فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ)) قُلْتُ : فَاِنْ لَمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ ؟ قَالَ ((فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ ، فَاِنِّيْ لاَ اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلاَثَ الْمَوَاطِنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے روز سفارش کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں تمہارے لئے سفارش کروں گا۔" میں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟" آپ ﷺ نے فرمایا "سب سے پہلے مجھے صراط پر دیکھنا۔" میں نے عرض کیا "اگر آپ ﷺ کو وہاں نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر مجھے میزان کے پاس دیکھنا۔" میں نے عرض کیا "اگر وہاں بھی آپ نہ ملے تو کہاں دیکھوں؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر مجھے حوض پر دیکھنا، میں ان تین جگہوں کے علاوہ اور کہیں نہیں جاؤں گا۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 139 پل صراط پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ اپنی امت کی سلامتی کے لئے دعائیں فرما رہے ہوں گے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالاَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَ تُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّ شِمَالاً ، فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ)) قَالَ :

---

[1] ابواب صفة القيامة ، باب ما جاء فى شان الصراط (1981/2)

قُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ ، اَیُّ شَیْءٍ کَمَرِّ الْبَرْقِ ؟ قَالَ ((اَلَمْ تَرَوْا اِلَی الْبَرْقِ کَیْفَ یَمُرُّ وَ یَرْجِعُ فِیْ طَرْفَةِ عَیْنٍ ؟ ثُمَّ کَمَرِّ الرِّیْحِ ، ثُمَّ کَمَرِّ الطَّیْرِ ، وَ شَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِیْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ ، وَ نَبِیُّکُمْ قَائِمٌ عَلَی الصِّرَاطِ یَقُوْلُ ((رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دائیں اور بائیں جانب جا کر کھڑے ہو جائیں گے تم میں سے پہلا شخص بجلی کی تیزی سے صراط پار کرے گا۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، کون سی چیز بجلی کی رفتار سے گزر سکتی ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم نے غور نہیں کیا کس طرح بجلی پلک جھپکنے میں جاتی اور آتی ہے۔ اس کے بعد کچھ لوگ ہوا کی تیزی سے گزریں گے اس کے بعد کچھ لوگ پرندے کی رفتار سے گزریں گے پھر کچھ لوگ آدمی کے دوڑنے کی رفتار سے گزریں گے اس طرح باقی لوگ بھی اپنے اپنے اعمال کے مطابق صراط سے گزریں گے اور تمہارے نبی (ﷺ) صراط پر کھڑے ہو کر (اپنی امت کے لئے) دعا کر رہے ہوں گے ﴿رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ﴾ میرے رب! امت کو بچانا، میرے رب! امت کو سلامت رکھنا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 140 کسی معاملے میں کسی شخص کو تنبیہ کرنا مطلوب ہوتا تو آپ ﷺ نام لئے بغیر اجتماعی طور پر تمام لوگوں کو مخاطب فرماتے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضَی الصَّلاَةَ اَقْبَلَ عَلَی الْقَوْمِ بِوَجْهِهٖ ، فَقَالَ ((مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَی السَّمَاءِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز پوری کرنے کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ (دوران نماز) اپنی نگاہیں آسمانوں کی طرف اٹھاتے ہیں۔'' (یعنی آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا) اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب الایمان ، باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها

[2] ابواب اقامة الصلاة ، باب الخشوع فی الصلاة (856/1)

مَسئلہ 141 ایک آدمی نے روزے کے دوران جماع کرلیا، آپ ﷺ نے کفارہ ادا کرنے کے لئے نہ صرف اسے کھجوریں مہیا فرمائیں بلکہ غربت کی وجہ سے اسے خود ہی استعمال کرنے کی اجازت بھی فرمادی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ جَاءَ هُ رَجُلٌ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! هَلَکْتُ قَالَ ((مَالَکَ ؟)) قَالَ : وَقَعْتُ عَلٰی امْرَاَتِیْ وَ اَنَا صَائِمٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا ؟)) قَالَ : لاَ ، قَالَ ((فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ ؟)) قَالَ : لاَ ، قَالَ ((فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ؟)) قَالَ : لاَ ، قَالَ ((اِجْلِسْ)) فَمَکَثَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ – وَ الْعَرَقُ الْمِکْتَلُ الضَّخْمُ – قَالَ : ((اَیْنَ السَّائِلُ ؟)) فَقَالَ : اَنَا ، قَالَ ((خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ)) فَقَالَ الرَّجُلُ : اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لاَبَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ ((اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ)) . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک صحابی آئے اور کہنے لگے ”یارسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہوگیا۔“ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“ اس نے کہا ”میں روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ”کیا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟“ اس نے کہا ”نہیں!“ نبی اکرم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا ”کیا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟“ اس نے عرض کیا ”نہیں۔“ نبی اکرم ﷺ نے پھر پوچھا ”کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟“ اس نے عرض کیا ”نہیں۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اچھا بیٹھ جاؤ۔“ نبی اکرم ﷺ تھوڑی دیر کے ہم ابھی اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک کھجور کا عرق لایا گیا۔ عرق بڑے ٹوکرے کو کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟“ اس نے عرض کیا ”یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”یہ کھجوریں لے جا اور صدقہ کر دے۔“ اس نے عرض

---

❶ مشکوۃ المصابیح، للالبانی ، رقم الحدیث 2004

کیا ”یارسول اللہ ﷺ! کیا صدقہ اپنے سے زیادہ محتاج لوگوں کو دوں؟ واللہ! مدینہ کی ساری آبادی میں کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں۔“ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اچھا جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو۔“ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 142 **دوران نماز کلام کرنے والے کو آپ ﷺ نے نماز کے بعد بڑی شفقت اور محبت سے سمجھایا کہ نماز، تسبیح اور تکبیر کا نام ہے، اس میں کلام نہیں کرنا چاہیئے۔**

عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ ﷛ قَالَ بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ : يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِيْ هُوَ وَ اُمِّيْ مَارَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَ اللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَ لَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اتنے میں ہم لوگوں میں سے ایک شخص چھینکا۔ میں نے کہا ”یرحمک اللہ!“ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا ”کاش! مجھ پر میری ماں رو چکی ہوتی۔“ (یعنی میں مرجاتا) تم کیوں مجھے گھورتے ہو؟“ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ کو چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو قربان ہوں آپ ﷺ پر اور میرے ماں باپ بھی قربان آپ ﷺ پر کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ سے بہتر سکھانے والا دیکھا۔ قسم اللہ کی نہ آپ ﷺ نے مجھ کو جھڑکا، نہ مارا نہ گالی دی۔ یوں فرمایا ”نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں وہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن مجید پڑھنا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب المساجد و مواضع الصلاة ، باب تحريم الكلام في الصلاة و نسخ ما كان من اباحته

مسئلہ 143 ایک دیہاتی مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے روکنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روکنے سے منع فرما دیا اور پیشاب کرنے کے بعد اسے بڑی محبت اور شفقت سے سمجھایا کہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ)) فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ ((اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لاَ تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَ الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلاَةِ وَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ)) اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : فَاَمَرَ رَجُلاً مِنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَآءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا ”ارے ارے یہ کیا کرتے ہو؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کا پیشاب مت روکو، جانے دو۔“ لوگوں نے چھوڑ دیا (جب وہ بدو پیشاب کر چکا تو) آپ ﷺ نے فرمایا ”مسجدیں پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں یہ تو اللہ کی یاد، نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔“ یا ایسا ہی کچھ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ ایک ڈول پانی لائے اور اس پر بہا دے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 144 آپ ﷺ نے زنا کے رسیا نوجوان کو بڑے تحمل، نرمی اور شفقت سے مسئلہ سمجھایا۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ﷺ اَنَّ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِئْذَنْ لِيْ فِي الزِّنَا ، فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَ زَجَرُوْهُ ، وَ قَالُوْا : مَهْ مَهْ ، فَقَالَ ((اُدْنُهْ)) فَدَنَا مِنْهُ قَرِيْبًا،

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد

فَقَالَ ((اَ تُحِبُّهُ لِأُمِّكَ ؟)) قَالَ: لاَ وَاللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ ، قَالَ : ((وَلاَ النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ)) قَالَ ((اَ فَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ ؟)) قَالَ : لاَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ ، قَالَ ((وَ لاَ النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِبَنَاتِهِمْ)) قَالَ ((اَ فَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ ؟)) قَالَ : لاَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ ، قَالَ ((وَ لاَ النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ)) قَالَ ((اَ تُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ ؟)) قَالَ : لاَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ ، قَالَ ((وَلاَ النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُمْ لِعَمَّاتِهِمْ)) قَالَ ((اَ تُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ ؟)) قَالَ : لاَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ ، قَالَ ((وَ لاَ النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِخَالاَتِهِمْ)) قَالَ : فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَ طَهِّرْ قَلْبَهُ وَ حَصِّنْ فَرْجَهُ)) قَالَ : فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلٰى شَيْءٍ . رَوَاهُ اَحْمَدُ [1] (صحیح)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کا ایک نوجوان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی اجازت عنایت فرمائیں۔" لوگوں نے اسے ڈانٹا اور کہا "دور ہوجاؤ یہاں سے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "(نہیں) اسے میرے قریب کرو وہ نوجوان آپ ﷺ کے قریب ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا "کیا تو اپنی ماں کے لئے زنا پسند کرتا ہے؟" نوجوان نے جواب دیا "واللہ! بالکل نہیں، اللہ مجھے آپ ﷺ پر قربان کرے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ زنا پسند نہیں کرتے۔" پھر آپ ﷺ نے نوجوان سے دریافت فرمایا "کیا تو اپنی بیٹی کے لئے زنا پسند کرتا ہے؟" نوجوان نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم میں بالکل پسند نہیں کرتا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ زنا پسند نہیں کرتے۔" پھر آپ ﷺ نے نوجوان سے دریافت فرمایا "کیا تو اپنی بہن کے لئے زنا پسند کرتا ہے؟" نوجوان نے عرض کیا "واللہ! بالکل نہیں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ زنا پسند نہیں کرتے۔" پھر آپ ﷺ نے نوجوان سے دریافت فرمایا "کیا تو اپنی پھوپھیوں کے ساتھ زنا پسند کرتا ہے؟" نوجوان نے

[1] مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، تحقیق عبداللہ محمد الدرویش ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 543

پھر عرض کیا "واللہ ! یا رسول اللہ بالکل پسند نہیں کرتا۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تو پھر لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے ساتھ کسی کا زنا پسند نہیں کرتے۔" آپ ﷺ نے پھر نوجوان سے دریافت فرمایا "کیا تو اپنی خالہ کے ساتھ کسی کا زنا پسند کرتا ہے؟" نوجوان نے پھر عرض کیا "واللہ یا رسول اللہ ﷺ! بالکل پسند نہیں کرتا۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی خالاؤں کے ساتھ کسی کا زنا پسند نہیں کرتے۔" پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس (کے سر) پر رکھا اور دعا فرمائی "یا اللہ! اس کا گناہ معاف فرما دے، اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔" راوی کہتے ہیں اس کے بعد وہ نوجوان کبھی زنا کی طرف مائل نہیں ہوا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 145 حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ پی گئے بعد میں نادم ہوئے اور خدشہ محسوس کیا کہیں آپ ﷺ بددعا نہ فرمائیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے، دودھ نہ پا کر فرمایا "یا اللہ! جو مجھے کھلائے تو اسے کھلا جو مجھے پلائے تو اسے پلا۔"

عَنِ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ وَ نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لاَ يُوقِظُ نَائِمًا وَ يُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَاتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَاتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ فَاَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ قَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي فَقَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَاتِي الْاَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَ يُصِيبُ عِنْدَهُم مَابِهِ حَاجَةٌ اِلَى هٰذِهِ الْجُرْعَةِ فَاَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا فَلَمَّا اَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي وَ عَلِمْتُ اَنَّهُ لَيْسَ اِلَيْهَا سَبِيلٌ قَالَ نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ؟ اَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَجِيءُ فَلاَ يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَ اٰخِرَتُكَ ...... قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَلَّمَ كَمَا يُسَلِّمُ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ : اَلْاٰنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَاَهْلِكُ ، فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

[1] كتاب الاشربة ، باب اكرام الضيف

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم (رات سونے سے پہلے بکریوں کا) دودھ دوہتے اور ہم میں سے ہر کوئی اپنے حصہ کا دودھ پی لیتا اور ہم نبی اکرم ﷺ کے حصہ کا دودھ رکھ دیتے۔ آپ ﷺ رات کے وقت تشریف لاتے اور اتنی آہستہ آواز سے سلام کہتے کہ سونے والا جاگ نہ پائے البتہ جاگنے والا سن لیتا پھر آپ ﷺ مسجد تشریف لے جاتے، نماز ادا فرماتے اور واپس تشریف لاتے اور اپنے حصہ کا دودھ نوش فرماتے۔ ایک رات میں اپنے حصہ کا دودھ پی چکا تھا تو شیطان مجھ پر مسلط ہو گیا، کہنے لگا محمد (ﷺ) تو انصار کے پاس جاتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کو ہدیے وغیرہ دیتے ہیں جس چیز کی آپ ﷺ کو ضرورت ہوتی ہے وہ انہیں مل جاتی ہے اس ایک گھونٹ دودھ کی آپ ﷺ کو کیا ضرورت ہے؟ اسی سوچ میں، میں نے آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ پی لیا۔ جب دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب دودھ تو ملنے سے رہا تب پھر شیطان نے مجھے شرم دلائی اور کہنے لگا ''ہلاک ہو تو نے یہ کیا، کیا؟ رسول اللہ ﷺ کے حصے کا دودھ پی گیا اب وہ آئیں گے دودھ نہیں پائیں گے تو تیرے لئے بددعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا تیری دنیا بھی گئی اور آخرت بھی گئی۔'' جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو حسبِ معمول سلام کیا مسجد تشریف لے گئے، نماز ادا فرمائی پھر دودھ کی طرف تشریف لائے، برتن کھولا تو اس میں دودھ نہیں تھا ۔آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، میں سمجھا اب آپ ﷺ بددعا فرمائیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا، لیکن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یا اللہ! جو مجھے کھلائے تو اسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اسے پلا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : باقی واقعہ اس طرح ہے:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خاموشی سے اٹھ کر بکریوں کی طرف گیا، دیکھا تو تینوں بکریاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں چنانچہ میں نے دودھ دوہا اور لے جا کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''مقداد! تم نے رات دودھ نہیں پیا؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ پیجئے۔'' آپ ﷺ نے نوش فرمایا، پھر آپ ﷺ نے مجھے دیا۔ میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ پیجئے۔'' آپ ﷺ نے پھر پیا اور مجھے دیا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں آپ ﷺ کی دعا کا مستحق ہو گیا ہوں تو میں نے ہنسنا شروع کر دیا حتی کہ زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا، آپ ﷺ کے استفسار پر میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ دودھ (جو خلاف معمول بکریوں نے دیا) اللہ کی رحمت تھی تم پہلے بتاتے تو ہم اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی جگا دیتے تاکہ وہ بھی اللہ کی رحمت سے حصہ پا لیتے۔''

مسئلہ 146 دیہاتی کی بدتمیزی پر آپ ﷺ نے نہ صرف عفو و کرم سے کام لیا بلکہ اس کی خواہش کے مطابق اسے صدقہ بھی عطا فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ اَمْشِى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِىٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَاءِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ! مُرْ لِىْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِىْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ ﷺ نے ایک نجرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کا کنارہ موٹا تھا راستے میں آپ کو ایک گاؤں کا آدمی ملا اور آپ ﷺ کو چادر سمیت بہت زور سے کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کے سبب آپ کی گردن کے مہرے پر چادر کا نشان بن گیا اور اس کا حاشیہ گر گیا۔ پھر اس نے کہا ''اے محمد! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھا ہے اس میں سے کچھ مجھے دینے کا حکم فرمائیں۔'' رسول اللہ ﷺ اس کی طرف دیکھ کر ہنسے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 147 دو مستحب کاموں میں سے ہمیشہ آسان کام منتخب کر کے آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لئے سہولت پیدا فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اَحَدُهُمَا اَيْسَرُ مِنَ الْاٰخَرِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو کاموں میں سے کسی ایک کے کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ آسان کام کا انتخاب فرماتے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ ﷺ دوسرے تمام لوگوں کی نسبت اس سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

***

❶ كتاب الزكاة ، باب اعطاء المؤلفة و من يخاف على ايمانه ان لم يعط

❷ كتاب الفضائل ، باب مباعدته للآثام و اختياره من المباح اسهله و انتقامه لله تعالىٰ عند انتهاك حرماته

رَحْمَتُهٗ ﷺ بِاَهْلِ بَيْتِهٖ

اپنے گھر والوں پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 148 آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کے ساتھ دوسرے تمام لوگوں کی نسبت اچھا سلوک کرنے والے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں تم سب میں سے اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہوں۔ جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کی بری باتیں کرنا چھوڑ دو۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 149 جب آپ ﷺ گھر میں ہوتے تو کام کاج میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ہاتھ بٹاتے۔

عَنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ قَالَتْ كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا ''رسول اکرم ﷺ! گھر میں کیا کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''آپ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 3057
[2] کتاب الادب ، باب کیف یکون الرجل فی اهله

مسئلہ 150 آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی نازک مزاجی کا بہت خیال فرماتے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتٰی عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَ سَوَّاقٌ یَّسُوْقُ بِهِنَّ یُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ ، فَقَالَ ((وَیْحَکَ یَا اَنْجَشَةُ ! رُوَیْدًا سَوْقَکَ بِالْقَوَارِیْرِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (دوران سفر) اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لائے۔ اونٹوں کو ہانکنے والا شخص اونٹوں کو (تیز تیز) ہانک رہا تھا جس کا نام انجشہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا ”انجشہ! تیرے لئے خرابی ہو، اونٹوں کو آہستہ آہستہ چلا (سوار خواتین کو) آبگینے سمجھ کر (کہیں ٹوٹ نہ جائیں)۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 151 آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیار اور محبت سے ”عائش“ کہہ کر بھی پکارتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَا عَائِشُ ! هٰذَا جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام یُقْرِئُکِ السَّلَامَ)) قَالَتْ : وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یا عائش! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 152 تفریح طبع کے لئے آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی فرماتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : کَانَ الْجَیْشُ یَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا اَنْظُرُ فَمَازِلْتُ اَنْظُرُ حَتّٰی کُنْتُ اَنْصَرِفُ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشی لوگ اپنے ہتھیاروں سے کھیلتے تو رسول اللہ ﷺ آڑ بن کر آگے کھڑے ہو جاتے اور میں ان کا کھیل دیکھتی رہتی جب تک میرا جی نہ بھرتا (آپ ﷺ کھڑے

---

[1] کتاب الفضائل ، باب رحمته صلی اللہ علیه وسلم و امرہ بالرفق بهن والنساء

[2] کتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل عائشة رضی اللہ عنها ام المؤمنین

[3] کتاب النکاح ، باب حسن المعاشرة مع الاهل

رہتے) البتہ جب میں خود دیکھنا چھوڑتی (تو آپ ﷺ ہٹ جاتے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ : وَ كَانَتْ تَأْتِيْنِيْ صَوَاحِبِيْ فَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَتْ : فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کے ہاں گڑیوں سے کھیلتی تھیں اور جب ان کی سہیلیاں آتیں تو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر غائب ہو جاتیں پھر رسول اللہ ﷺ خود انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے

مسئلہ 153 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اِسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اُخْتُ خُدَيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خُدَيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ ، فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ هَالَةَ !)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ہالہ بنت خویلد، جو کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں ، نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا۔ آپ ﷺ نے گھبراہٹ کے عالم میں فرمایا "اف اللہ! یہ تو ہالہ ہیں۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَاغِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَاغِرْتُ عَلٰى خُدَيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خُدَيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا کسی دوسری خاتون پر نہ آتا حالانکہ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تک نہیں تھا

[1] کتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها
[2] کتاب مناقب الانصار ، باب تزويج النبى ﷺ خديجة رضى الله عنها و فضلها
[3] کتاب مناقب الانصار ، باب تزويج النبى ﷺ خديجة رضى الله عنها و فضلها

اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ بکثرت انہیں یاد فرماتے تھے اور جب کبھی بکری ذبح کرتے تو گوشت کے الگ الگ حصے بنا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس (ہدیہ کے طور پر) بھیجتے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 154 آپ ﷺ نے اپنے صاحبزادے کی وفات پر آنسو بہائے اور سخت غمزدہ ہوئے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷺ قَالَ : دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِیْ سَیْفٍ الْقَیْنِ وَ کَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْرَاهِیْمَ فَقَبَّلَهٗ وَ شَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْهِ بَعْدَ ذٰلِکَ وَ اِبْرَاهِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ﷺ : وَ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ ((یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ)) ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰی ، فَقَالَ ﷺ :((اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَ لاَ نَقُوْلُ اِلاَّ مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَ اِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس گئے وہ (آپ ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم کی انّا کا خاوند تھا۔ آپ ﷺ نے ابراہیم کو گود میں لیا، سینے سے لگایا اور پیار کیا۔ اس کے بعد (دوسری بار) ہم ابوسیف کے ہاں گئے تو ابراہیم دم توڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تعجب سے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی آنسو بہاتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''آنسو بہانا رحمت ہے۔'' پھر آپ ﷺ دوبارہ رونے لگے پھر فرمایا ''آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غمزدہ ہے، لیکن ہم زبان سے وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، اور اے ابراہیم! تیری جدائی پر تو ہم سخت غمزدہ ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 155 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ملنے کے لئے حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے، ان کا بوسہ لیتے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی جگہ خالی فرما دیتے۔

---

[1] کتاب الجنائز ، باب قول النبی ﷺ انا بک لمحزونون

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سَمْتًا وَ دَلًّا وَ هَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قِيَامِهَا وَ قُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ : وَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَ اَجْلَسَهَا فِيْ مَجْسِلِهٖ وَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ اِلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَ اَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اٹھنے بیٹھنے، چال چلن اور عادات واطوار کے لحاظ سے میں نے فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا) کو آپ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ پایا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے، ان کا بوسہ لیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ انہیں بٹھاتے اسی طرح جب نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں، آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں اور آپ ﷺ کو اپنے بیٹھنے کی جگہ بٹھاتیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 156 پیاری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی شفقت اور محبت۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا بَعَثَ اَهْلُ مَكَّةَ فِيْ فِدَاءِ اَسْرَاهُمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ فِدَاءِ اَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ وَ بَعَثَ فِيْهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ اَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلٰى اَبِي الْعَاصِ حِيْنَ بَنٰى عَلَيْهَا ، قَالَتْ : فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً ، وَ قَالَ ((اِنْ رَاَيْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِيْرَهَا وَ تَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا فَافْعَلُوْا)) قَالُوْا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! فَاَطْلَقُوْهُ وَ رَدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا . ذَكَرَهُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب مکہ والوں نے اپنے بدر کے قیدی چھڑوانے کے لئے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی (اپنے شوہر) حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کو چھڑوانے کے لئے مال بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو رخصت کرتے ہوئے دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ پر شدید رقت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا ''اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی (بلا فدیہ) آزاد کر دیں اور

---

[1] ابواب المناقب ، باب ما جاء فی فضل فاطمة رضی الله عنها (3039/3)

[2] السنة الثانية للهجرة ، باب بعث قريش الى رسول الله ﷺ فداء اسراهم ، الجزء الثالث ، رقم الصفحه 328

اس کا ہار بھی اسے واپس پلٹا دیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہاں، یارسول اللہ ﷺ! آپ ابوالعاص کو رہا کردیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار بھی انہیں واپس کردیں۔'' اسے امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 157 اپنے داماد اور بیٹی سے محبت اور دونوں کی دینی تربیت کا منفرد انداز!

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ اَثَرِ الرَّحٰى فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْنَا وَ قَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِاَقُوْمَ ، فَقَالَ ((عَلٰى مَكَانِكُمَا)) فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ وَ قَالَ ((اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَاَلْتُمَانِيْ؟ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَانِ اَرْبَعًا وَ ثَلٰثِيْنَ وَ تُسَبِّحَا ثَلٰثًا وَ ثَلٰثِيْنَ وَ تَحْمَدَا ثَلٰثًا وَ ثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیستے پیستے تکلیف ہوگئی، ہاتھ پر نشان پڑ گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے شکایت کی۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چند قیدی آئے ہوئے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (ایک قیدی بطور خادم مانگنے) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں، لیکن آپ ﷺ گھر پر نہ ملے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ کر چلی آئیں۔ جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا (اور ان کی تکلیف کا) ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر (رات کو) ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم دونوں (میاں بیوی) لیٹ رہے تھے، میں نے اٹھنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں، اپنی جگہ لیٹی رہو۔'' اور آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے آپ ﷺ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تم کو غلام طلب کرنے سے ایک بہتر بات نہ بتاؤں؟ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو 34 بار اللہ اکبر، 33 بار سبحان اللہ اور 33 بار الحمد للہ کہنا تمہارے لئے ایک خادم سے کہیں بہتر ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی ابن ابی ابی طالب رضی اللہ عنہ القرشی

مسئلہ 158 اپنے نواسے کی خاطر داری کے لئے رسول اکرم ﷺ نے نماز کا سجدہ طویل فرمایا۔

عَنْ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اِحْدٰی صَلاَتِی الْعِشَاءِ وَ هُوَ حَامِلٌ حَسَنًا اَوْ حُسَيْنًا فَتَقَدَّمَ النَّبِیُّ ﷺ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلاَةِ فَصَلّٰی فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانِیْ صَلاَتِهِ سَجْدَةً اَطَالَهَا ، قَالَ شَدَّادٌ : فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ وَ اِذَا الصَّبِیُّ عَلٰی ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ اِلٰی سُجُوْدِیْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلاَةَ قَالَ النَّاسُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانِیْ صَلاَتِكَ سَجْدَةً اَطَلْتَهَا حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهُ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ اَوْ اَنَّهُ يُوْحٰی اِلَيْكَ قَالَ ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَ لٰكِنَّ ابْنِیْ ارْتَحَلَنِیْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهُ حَتّٰی يَقْضِیَ حَاجَتَهُ)) رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [1] (صحیح)

حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں میں سے کسی ایک کو آپ ﷺ گود میں اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور حسن (یا حسین) کو نیچے بٹھا دیا، نماز کے لئے تکبیر کہی اور نماز شروع کردی۔ دوران نماز میں آپ ﷺ نے ایک سجدہ لمبا کردیا۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر چڑھا ہوا ہے اور آپ ﷺ (مسلسل) سجدے میں ہیں، چنانچہ میں بھی دوبارہ سجدہ میں چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! دوران نماز آپ ﷺ نے ایک سجدہ بڑا لمبا کیا حتی کہ ہم سمجھنے لگے شاید کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا آپ ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ایسی کوئی بات نہ تھی ہوا یہ کہ میرا بیٹا میرے اوپر سوار ہوگیا اور جلدی اٹھنا مجھے اچھا نہ لگا حتی کہ اس نے اپنی مرضی پوری کر لی۔" اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 159 اپنے نواسے کی وفات پر آپ ﷺ نے اظہارِ غم کیا اور آنسو بہائے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ ﷺ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِیْ قُبِضَ فَأْتِنَا ......

---

[1] كتاب التطبيق ، باب هل يجوز ان تكون سجدة اطول من سجدة

فَقَامَ وَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ﷜ وَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ﷜ وَ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ ﷜ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ﷜ وَ رِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِیُّ وَ نَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ قَالَ : حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ كَاَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ، فَقَالَ سَعْدٌ ﷜ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا ؟ فَقَالَ ((هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میرا ایک بیٹا قریب المرگ ہے، آپ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ اٹھے، آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ بچے کو نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں دیا گیا اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی کہ یہ تو اب ایسے ہے جیسے پرانی مشک (بچے کی حالت دیکھ کر) آپ ﷺ کے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ آنسو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال رکھی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اُن پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 160 رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں نواسوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) سے بہت محبت فرماتے تھے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷜ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَانِ اِبْنَایَ وَ اَبْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ❷ (حسن)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، یا اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان دونوں سے محبت کرے اس سے بھی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 161 آپ ﷺ کو اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا سے اس قدر محبت تھی کہ دوران نماز انہیں اپنے کندھوں پر بٹھا لیتے۔

---

❶ كتاب الجنائز ، باب قول النبی ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه

❷ ابواب المناقب ، باب مناقب ابو محمد الحسن بن علی والحسين بن علی رضی الله عنهم (2966/3)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ وَ اَمَامَةُ بِنْتُ الْعَاصِ عَلٰی عَاتِقِهٖ فَصَلّٰی فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❶

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ (مسجد میں) تشریف لائے اور امامہ بنت عاص رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے کندھوں پر تھیں۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھانی شروع کی جب رکوع فرماتے تو امامہ کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں پھر اپنے کندھوں پر بٹھا لیتے۔ اسے بخاری نے راویت کیا ہے۔

✢✢✢

❶ كتاب الادب ، باب رحمة الولد و تقبيله

رَحْمَتُهُ ﷺ بِالنِّسَاءِ

عورتوں پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 162 آپ ﷺ نے نیک اور متقی خاتون کو دنیا کی سب سے بہتر متاع قرار دیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 163 بیوی پر خرچ کرنے کو آپ ﷺ نے باقی تمام صدقات سے افضل صدقہ قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ فِیْ رَقَبَةٍ وَ دِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا اَلَّذِیْ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’(اگر) ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک غلام کو آزاد کرانے میں خرچ کیا، ایک مسکین پر صدقہ کیا اور ایک اپنے اہل پر خرچ کیا، تو اجر کے لحاظ سے وہ دینار سب سے افضل ہے جو تم نے اپنے اہل پر خرچ کیا۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الرضاع ، باب خير متاع الدنيا المراة الصالحة

[2] كتاب الزكاة ، باب فضل النفقة على العيال والمملوك

مَسئلہ 164 آپ ﷺ نے عورتوں سے درگزر کرنے، ان کے حق میں خیر کی بات قبول کرنے اور ان سے نرمی کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَإِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ اَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَإِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَ اِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلاَهُ اِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَ اِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔ پھر فرمایا ”لوگو! عورتوں کے حق میں خیر اور بھلائی کی بات قبول کرو (یاد رکھو!) عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سے سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے۔ (یعنی جتنے اونچے خاندان کی عورت ہوگی اتنی زیادہ ٹیڑھی ہو گی) اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر ویسے ہی چھوڑ دیا تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہے گی لہٰذا ان کے حق میں خیر اور بھلائی کی بات قبول کرو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 165 جنت ماں کے قدموں تلے قرار دے کر عورت کے احترام اور عزت میں بے پناہ اضافہ فرما دیا ہے۔

عَنْ جَاهِمَةَ ﷛ اَنَّهُ جَاءَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَ قَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ . فَقَالَ ((هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ ((فَالْزَمْهَا ، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❷ (صحیح)

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے جہاد کا ارادہ کیا ہے اور آپ ﷺ سے مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کیا تیری والدہ زندہ ہے؟“ اس نے عرض کیا ”ہاں!“ آپ ﷺ نے ارشاد

❶ كتاب الرضاع ، باب الوصية بالنساء

❷ صحيح سنن النسائي ، للالباني ، الجزء الثاني ، رقم الحديث 2908

فرمایا ''پھر اس کی خدمت کر، جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 166 عورت کو آپ ﷺ نے بحیثیت انسان مرد کے برابر قرار دیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بے شک عورتیں مردوں کی سگی بہنیں ہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 167 عورت سے محبت کا اظہار فرما کر رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل ایمان کے دلوں میں عورت کی عزت اور احترام پیدا فرمادیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا اَلنِّسَاءُ وَ الطِّيْبُ وَ جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلاَةِ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دنیا میں سے تین چیزوں کی محبت میرے دل میں ہے ① عورت ② خوشبو اور ③ نماز، جو کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 168 رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کا نان ونفقہ برضا ورغبت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِيْهِ ﷺ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَا حَقُّ الْمَرْاَةِ عَلَى الزَّوْجِ ؟ قَالَ ((اَنْ يُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ وَ اَنْ يَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسٰى وَ لاَ يَضْرِبِ الْوَجْهَ وَ لاَ يُقَبِّحْ وَ لاَ يَهْجُرْ اِلاَّ فِي الْبَيْتِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❸ (صحيح)

حضرت حکیم بن معاویہ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے

❶ ابواب الطهارة ، باب فى من يستيقظ فيرى بللاً (98-1)
❷ كتاب عشرة النساء ، باب حب النساء (3680-3)
❸ صحيح سنن ابن ماجة ، للالبانى ، الجزء الاول ، رقم الحديث 1500

سوال کیا ''بیوی کا خاوند پر کیا حق ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تو خود کھائے تو اسے بھی کھلائے جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، چہرے پر نہ مارے، گالی نہ دے (کبھی الگ کرنے کی ضرورت پڑے تو اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ الگ نہ کرے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 169 رسول اکرم ﷺ نے اپنی عورتوں کے حقوق ادا نہ کرنا حرام قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ ، اَلْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَةِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❶ (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! میں دو ضعیفوں کا حق (مارنا) حرام کرتا ہوں یتیم کا اور عورت کا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 170 دین کا علم حاصل کرنے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے خواتین کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَهُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَ اَمَرَهُنَّ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❷

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ (دین کا علم حاصل کرنے کے لئے) مرد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے معاملے میں ہم سے آگے نکل گئے ہیں، لہٰذا آپ ہمارے لئے اپنی طرف سے ایک دن مقرر فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کے لئے ایک دن کا وعدہ فرما لیا اس روز آپ ﷺ نے عورتوں کو وعظ فرمایا اور دین کے احکام سکھائے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 171 آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے راز افشاء نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ الرَّجُلَ یُفْضِیْ اِلٰی اِمْرَاَتِهٖ وَ تُفْضِیْ اِلَیْهِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّهَا)) رَوَاهُ

---

❶ صحيح سنن ابن ماجة ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2968

❷ كتاب العلم ، باب هل يجعل للنساء يوما على حدة فى العلم

مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا شخص وہ ہوگا، جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس کے پاس آئے اور پھر وہ اپنی بیوی کی راز کی باتیں لوگوں کو بتائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 172 رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کی خامیوں سے درگزر کرنے اور ان کی خوبیوں کو پیش نظر رکھنے کی تعلیم دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَرَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی مومن شخص کسی مومن عورت سے بد گمانی نہ کرے اگر عورت کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو کوئی دوسری عادت پسند بھی ہوگی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 173 رسول اکرم ﷺ نے عورت کو گھر کی مالکہ اور نگران کا درجہ عطا فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((اَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْاَمِيْرُ الَّذِیْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَ الرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِهِ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰی بَيْتِ بَعْلِهَا وَ وَلَدِهِ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''خبردار! تم سب اپنی اپنی رعیت کے بارے میں نگران ہو اور جواب دہ ہو، جو کوئی لوگوں کا بادشاہ ہے وہ سارے لوگوں کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا اور مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے وہ ان کے بارے میں

❶ كتاب النكاح ، باب تحريم افشاء سر المرأة

❷ كتاب الرضاع ، باب الوصية بالنساء

❸ كتاب الامارت ، باب فضيلة الامام العادل

جواب دہ ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے اور وہ (قیامت کے روز) ان کے بارہ میں جواب دہ ہے۔ غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ خبردار! تم میں سے ہر کوئی نگران ہے اور اپنی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 174 رسول اکرم ﷺ نے باپ کے مقابلہ میں ماں کو تین درجہ زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دے کر عورت کی عزت اور احترام میں بے حد و حساب اضافہ فرما دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ ؟ قَالَ ((اُمُّکَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ ((اُمُّکَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ ((اُمُّکَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ ((اَبُوْکَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تیری ماں۔'' اس نے دوبارہ عرض کیا ''پھر کون؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تیری ماں۔'' اس نے (تیسری مرتبہ) عرض کیا ''پھر کون؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تیری ماں۔'' اس نے (چوتھی مرتبہ) پوچھا ''پھر کون؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تیرا باپ۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 175 دو بیٹیوں کی پرورش کر کے ان کا نکاح کرنے والا جنت میں رسول اللہ ﷺ کے اس طرح قریب ہوگا جس طرح ہاتھ کی دو متصل انگلیاں قریب ہوتی ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَا وَ هُوَ)) وَ ضَمَّ اَصَابِعَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے دو بیٹیوں کی بلوغت تک

---

[1] کتاب الادب ، باب من احق الناس بحسن الصحبة

[2] کتاب البر والصلة والادب ، باب فضل الاحسان الی البنات

پرورش کی وہ قیامت کے روز میرے ساتھ اس طرح ہوگا۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کا ساتھ ملا کر دکھایا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 176 دو یا تین بہنوں کی پرورش کرنے والا بھی جنت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح ایک ہاتھ کی دو متصل انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ بِنَاتٍ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ اَخَوَاتٍ حَتّٰى يَمُتْنَ اَوْ يَمُوْتَ عَنْهُنَّ كُنْتُ اَنَا وَ هُوَ)) كَهَاتَيْنِ وَ اَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى . رَوَاهُ اَحْمَدُ ❶ (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے دو یا تین بیٹیوں کی ان کی موت تک دیکھ بھال کی اسی طرح جس نے دو یا تین بہنوں کی ان کی موت تک دیکھ بھال کی اور ایسا کرتے کرتے خود فوت ہوگیا وہ (قیامت کے دن) میرے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ساتھ ہیں۔'' آپ ﷺ نے اشارے سے یہ بات ارشاد فرمائی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 177 رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں سب کے درمیان عدل کرنا واجب قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَاَتَانِ فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شِقُّهُ مَائِلٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ❷ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف جھک جائے (یعنی دونوں میں عدل سے کام نہ لے) وہ قیامت کے روز اس حال میں (قبر سے اٹھ کر) آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا (یعنی فالج زدہ) ہوگا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

❶ سلسله احاديث الصحيحة ، للالبانى ، الجزء الاول ، رقم الحديث 296

❷ صحيح سنن ابى داؤد، للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 1867

مسئلہ 178 نماز روزہ کی پابندی کرنے والی، شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی اور اپنے شوہر کی اطاعت کرنے والی خاتون کو رسول اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَ صَامَتْ شَهْرَهَا وَ حَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَ اَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِیْلَ لَهَا اُدْخُلِی الْجَنَّةَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)) رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو عورت پانچوں نمازیں ادا کرے رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے (قیامت کے روز) اسے کہا جائے گا جنت کے (آٹھ) دروازوں میں سے جس سے چاہو داخل ہو جاؤ۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 179 زندہ درگور کی گئی لڑکیوں کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

عَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِیَةَ قَالَتْ : حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ : قُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ مَنْ فِی الْجَنَّةِ؟ قَالَ ((اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَالشَّهِیْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْوَئِیْدُ فِی الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ[2] (صحیح)

حضرت حسناء بنت معاویہ ؓ کہتی ہیں ہم سے میرے چچا نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا ''جنت میں کون کون جائے گا؟'' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نبی جنت میں جائے گا، شہید جنت میں جائے گا، نومولود جنت میں جائے گا اور زندہ درگور کی گئی لڑکی جنت میں جائے گی۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 180 حضرت ام سلیم ؓ کے بھائی کی شہادت کے بعد آپ ﷺ حضرت ام سلیم ؓ کی دلجوئی کے لئے اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے۔

---

[1] صحیح جامع الصغیر و زیادته ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 673

[2] کتاب الجهاد، باب فی فضل الشهادة (2200/2)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَدْخُلُ عَلٰى اَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهٖ اَوْ اُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا ، فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ ((اِنِّيْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِيَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی بیویوں یا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی گھر میں (بن بلائے) نہیں جاتے تھے۔لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ام سلیم کا بھائی میرے ساتھ مارا گیا اس لئے مجھے اس پر بڑا ترس آتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں اور آپ ﷺ کی محرم خالہ تھیں۔اس لئے آپ ﷺ ان کے گھر بن بلائے تشریف لے جاتے تھے۔

مسئلہ 181 ایک دیوانی عورت نے آپ ﷺ سے تنہائی میں گفتگو کرنی چاہی ، آپ ﷺ اس وقت تک کھڑے ہو کر اس کی گفتگو سنتے رہے جب تک عورت نے خود اپنی گفتگو ختم نہ کی۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اِمْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ ((يَا اُمَّ فُلاَنٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ)) فَخَلاَ مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیوانی عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ ! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا کوئی الگ تھلک اپنی مرضی کی جگہ دیکھ لو جہاں میں تمہاری بات (علیحدہ) سن سکوں۔'' چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ (راستے سے ہٹ کر) الگ جگہ کھڑے ہو گئے حتی کہ اس عورت نے اپنی بات مکمل کر لی۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

★★★

---

[1] كتاب الفضائل ، باب فضائل ام سليم رضى الله عنها ام المؤمنين

[2] كتاب فضائل النبى ﷺ، باب قرب النبى من الناس

رَحْمَتُـــهُ ﷺ بِالْاَطْفَـــالِ

بچوں پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 182 آپ ﷺ سارے لوگوں سے بڑھ کر بچوں سے محبت اور شفقت فرمانے والے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ (ﷺ) اَرْحَمَ النَّاسِ بِالصِّبْيَانِ وَالْعِيَالِ. رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ[1] (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے سارے لوگوں سے بڑھ کر بچوں اور گھر والیوں پر رحم فرمانے والے تھے۔ اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 183 آپ ﷺ بچوں سے اظہار محبت کے لئے انہیں بوسہ دیتے اور چومتے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ﷺ وَ عِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ جَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ ﷺ جَالِسًا ، فَقَالَ الْاَقْرَعُ : اِنَّ لِيْ عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا ، فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ کے پاس حضرت اقرع بن جابس تمیمی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، کہنے لگے "میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔" رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا "جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اس پر (اللہ کی طرف سے بھی) رحم نہیں کیا جاتا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 184 نومولود بچوں کو آپ ﷺ محبت سے اٹھا لیتے، تحنیک فرماتے، بعض اوقات بچے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیتے تو آپ ﷺ قطعاً برا نہ مانتے۔

---

[1] صحيح الجامع الصغير وزيادته ، للالباني ، الجزء الرابع ، رقم الحديث 4673

[2] كتاب الادب ، باب رحمة الولد و تقبيله

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ صَبِيًّا فِيْ حِجْرِهٖ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک (نومولود) بچے کو اپنی گود میں بٹھایا اور اس کی تحنیک کی، بچے نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر بہادیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 185 آپ ﷺ بچوں کی صفائی کرنے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ : اَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ ؓ ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : دَعْنِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ ، قَالَ ((يَا عَائِشَةُ ! اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷ (حسن)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک صاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا ''میں کیے دیتی ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عائشہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 186 آپ ﷺ کا بچوں پر گزر ہوتا تو انہیں سلام کہتے اور محبت و شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ (ﷺ) يَزُوْرُ الْاَنْصَارَ وَ يُسَلِّمُ عَلٰى صِبْيَانِهِمْ وَ يَمْسَحُ رُءُوْسَهُمْ . رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ ❸ (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ انصار سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کہتے اور ان کے سروں پر (محبت سے) ہاتھ پھیرتے۔ اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 187 دوران نماز بچے کے رونے کی آواز سن کر رسول اکرم ﷺ نماز مختصر فرمادیتے۔

---

❶ كتاب الادب ، باب وضع الصبى فى الحجر

❷ ابواب المناقب ، باب مناقب اسامة بن زيد ؓ

❸ سلسلة الاحاديث الصحيحة ، للالبانى ، الجزء الخامس ، رقم الحديث 2112

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلاَۃِ وَ اَنَا اُرِیْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلاَتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُکَائِهٖ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”میں (بعض اوقات) نماز شروع کرتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں، لیکن (اچانک) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے ماں کے دل پر کیسی چوٹ پڑتی ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 188 آپ ﷺ کا بچوں سے پیار اور محبت کرنے پر ایک دیہاتی کا تعجب!

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ : تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْیَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَوَ اَمْلِکُ لَکَ اِنْ نَزَعَ اللّٰہُ مِنْ قَلْبِکَ الرَّحْمَۃَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (آپ ﷺ کو بچوں سے پیار کرتے ہوئے دیکھ کر) کہنے لگا ”آپ بھی بچوں کو چومتے ہیں ہم تو نہیں چومتے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے شفقت نکال لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 189 کم سن حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی، اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ڈھیروں مال اور سو سے زیادہ پوتے پوتیاں دیں۔

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ جَاءَتْ بِیْ اُمِّیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ هٰذَا اُنَیْسٌ ن بُنَیَّ اَتَیْتُکَ بِهٖ یَخْدِمُکَ فَادْعُ اللّٰہَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ قَالَ اَنَسٌ ﷛ فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ کَثِیْرٌ وَاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدَ وَلَدِیْ یَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَۃِ الْیَوْمَ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

❶ کتاب الاذان ، باب الایجاز فی الصلاۃ و اکمالها
❷ کتاب الادب ، باب رحمۃ الولد و تقبیله
❸ کتاب فضائل باب من فضائل انس بن مالک ﷛

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری والدہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بیٹا انس ہے میں اسے آپ کی خدمت کے لئے لائی ہوں، اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو دعا دی "یا اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میرے پاس ڈھیروں مال ہے اور سو سے زیادہ پوتے اور پوتیاں ہیں۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 190 بعض اوقات آپ ﷺ چھوٹے بچوں سے محبت اور بے تکلفی اور دل لگی کی باتیں بھی فرماتے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : اَنَّ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ ((يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) كَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بے تکلفی سے گھل مل جاتے حتی کہ میرے چھوٹے بھائی سے (ایک بار) آپ ﷺ نے فرمایا "اے ابوعمیر! نغیر (سرخ چونچ والی چڑیا) نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟" حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میرے بھائی کے پاس ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتا تھا اور وہ مرگئی (تب آپ ﷺ نے ابوعمیر کا غم غلط کرنے کے لئے یہ بات ارشاد فرمائی) (بخاری ومسلم)

مسئلہ 191 حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ پیار اور محبت سے اپنی رانوں پر بٹھا لیتے ، سینے سے لگاتے اور دونوں کے لئے دعا فرماتے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَ يُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْآخَرِ ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری ران پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیتے پھر دونوں کو (اپنے سینے سے) چمٹا لیتے اور دعا فرماتے "یا اللہ!

---

1. مشکوۃ المصابیح ، کتاب الادب ، باب المزاح ، الفصل الاول
2. کتاب الادب ، باب وضع الصبی علی الفخذ

میں ان پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرما۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 192 آپ ﷺ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کھیلتے اور پیار سے انہیں زوینب زوینب کہہ کر پکارتے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ (ﷺ) يُلاعِبُ زَيْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ يَقُوْلُ ((يَا زُوَيْنَبُ يَا زُوَيْنَبُ !)) مِرَارًا . رَوَاهُ الضِّيَاءُ ❶ (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیلتے اور انہیں (پیار سے) بار بار یا زوینب! یا زوینب! کہہ کر بلاتے۔ اسے ضیاء نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 193 ایک معصوم بچی سے آپ ﷺ کا پیار اور مشفقانہ سلوک اور پیاری پیاری دعائیں۔

عَنْ اُمِّ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعِيَ اَبِيْ وَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ اَصْفَرُ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَنَهْ سَنَهْ)) وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَ هِيَ بِالْحَبْشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ : فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتِمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعْهَا)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَبْلِيْ وَ اَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے زرد رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ''واہ واہ !'' عبداللہ (حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ ام خالد کہتی ہیں میں نے جا کر آپ ﷺ کی مہر نبوت سے کھیلنا شروع کر دیا۔ میرے والد نے مجھے ڈانٹا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اسے کھیلنے دو۔'' پھر آپ ﷺ (میری طرف متوجہ ہوئے) اور مجھے یہ دعا دی ''اللہ کرے تم یہ کپڑا پرانا کرو اور پھاڑو (یعنی تادیر استعمال کرو) پرانا کرو اور پھاڑو، پرانا کرو اور پھاڑو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 194 کم سن حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر رسول اللہ

---

❶ صحيح الجامع الصغير و زيادته ، الجزء الرابع ، رقم الحديث 4901

❷ كتاب الادب ، باب من ترك صبية غيره حتى تلعب به

ﷺ نے انہیں برکت کی دعا دی جس سے ان کے سر کے بال بڑھاپے میں بھی سیاہ رہے۔

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَوْلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدٍ ﷺ قَالَ : رَأَيْتُ مَوْلَايَ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ﷺ لِحْيَتُهُ بَيْضَاءُ وَ رَأْسُهُ أَسْوَدُ ، فَقُلْتُ : يَا مَوْلَايَ مَا لِرَأْسِكَ لَا يَبْيَضُّ ؟ فَقَالَ : لَا يَبْيَضُّ رَأْسِيْ أَبَدًا ، وَ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَضٰى وَ أَنَا غُلَامٌ أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ وَ أَنَا فِيْهِمْ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ السَّلَامَ مِنْ بَيْنِ الْغِلْمَانِ فَدَعَانِيْ فَقَالَ لِيْ ((مَا اسْمُكَ ؟)) فَقُلْتُ: السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ ، ابْنُ أُخْتِ النَّمِرِ ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِيْ ، فَقَالَ ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ)) فَلَا يَبْيَضُّ مَوْضِعُ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبَدًا . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ[1] (صحيح)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے آقا سائب بن یزید کی داڑھی کے بال سفید اور سر کے بال سیاہ دیکھے تو ان سے پوچھا آپ کے سر کے بال سفید کیوں نہیں ہوئے؟ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کہنے لگے "میرے سر کے بال کبھی سفید نہیں ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں کم سن تھا، لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا نبی اکرم ﷺ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے سب بچوں کو سلام کہا، بچوں میں سے صرف میں نے سلام کا جواب دیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے عرض کیا "سائب بن یزید، ابن اخت نمر (یہ حضرت سائب کا لقب ہے) آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "اللہ تجھے برکت دے۔" (میرا خیال ہے کہ) رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ والی جگہ کے بال کبھی سفید نہیں ہوں گے۔" اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 195 ایک لڑکے کے سر پر آپ ﷺ نے دستِ شفقت رکھ کر سو سال زندہ رہنے کی دعا دی اور وہ سو سال زندہ رہا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ ﷺ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِيْ فَقَالَ ((يَعِيْشُ هٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا)) فَعَاشَ مِائَةَ سَنَةً . رَوَاهُ الْبَزَّارُ[2]

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور

---

1. مجمع الزوائد ، كتاب المناقب ، باب ماجاء في السائب بن يزيد (681/9)
2. مجمع الزوائد ، كتاب المناقب ، باب ماجاء في عبدالله بسر (673/9)

فرمایا ”یہ لڑکا سو سال زندہ رہے گا۔“ چنانچہ عبداللہ نے سو سال کی عمر پائی۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 196 حضرت عبداللہ بن سلام کے بیٹے حضرت یوسف رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کی شفقت اور محبت!

عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضي الله عنه قَالَ : اَجْلَسَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حِجْرِهٖ وَ مَسَحَ عَلٰى رَأْسِيْ وَ سَمَّانِيْ يُوْسُفَ وَ دَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [1]

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا میرے سر پر ہاتھ رکھا، میرا نام یوسف رکھا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 197 ایک لڑکا آپ ﷺ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا آپ ﷺ نے خوشے سے دانے نکالے، اپنے دستِ مبارک پر صاف کئے اور اسے کھانے کے لئے عنائت فرمائے۔

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ غُلَامٌ بِالْمَدِيْنَةِ يُكْنٰى اَبَا مُصْعَبٍ رضي الله عنه فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُنْبُلٌ فَفَرَكَ سُنْبُلَةً ثُمَّ نَفَخَهَا ثُمَّ دَفَعَهَا اِلَيْهِ فَاَكَلَهَا فَكَانَتِ الْاَنْصَارُ تَعَيَّرُ مَنْ يَاْكِلَ فُرَيْكَةَ السُّنْبَلَ فَلَمَّا دَفَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ لَمْ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ مُصْعَبٍ رضي الله عنه ثُمَّ قُمْتُ مِنْ عِنْدِهٖ غَيْرِ بَعِيْدٍ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ ((مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا ؟)) قُلْتُ : لَا اَحَدٌ ، قَالَ ((اَفْعَلُ)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِيْ ، قَالَ ((اَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)) فَاَتَيْتُ اُمِّيْ فَسَاَلَتْنِيْ فَقُلْتُ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَتٰى بِسُنْبُلٍ فَفَرَكَ سَنَهٗ سُنْبُلَةً بِيَدَيْهِ الْمُبَارَكَتَيْنِ ثُمَّ نَفَخَهٗ بِرِيْقَةِ الْمُبَارِكِ ثُمَّ دَفَعَهَا اِلَيَّ فَكَرِهْتُ اَنْ اَرُدَّهٗ ، فَقَالَتْ : اَحْسَنْتَ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَدَعَا لِيْ . رَوَاهُ الْبَزَّارُ [2]

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک لڑکا تھا جس کی کنیت ابو مصعب تھی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک خوشہ تھا۔ آپ ﷺ نے خوشہ

[1] مجمع الزوائد ، کتاب المناقب ، باب ماجاء فی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (542/9)

[2] مجمع الزوائد ، کتاب المناقب ، باب ماجاء فی ابی مصعب رضی اللہ عنہ (665/9)

ہاتھوں میں مل کر اس کا چھلکا اتارا، پھونک ماری اور اس کے دانے لڑکے کو دیئے۔ لڑکے نے لے کر کھا لئے۔ انصار مدینہ اسے اچھا نہ سمجھتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ابو مصعب رضی اللہ عنہ کو دانے دیئے تو اس نے آپ ﷺ کو واپس نہ پلٹائے۔ ابو مصعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر ابھی تھوڑی دور ہی آیا تھا کہ پھر واپس پلٹا اور آپ ﷺ سے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔" آپ ﷺ نے پوچھا "تمہیں یہ بات کس نے سکھائی ہے؟" میں نے عرض کیا "کسی نے نہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "میں دعا کروں گا۔" جب میں واپس ہونے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا "کثرتِ سجود سے میری مدد کرنا۔"...... میں اپنی ماں کے پاس واپس (گھر) آیا تو ماں نے دریافت کیا (اتنی دیر کہاں رہے؟) میں نے بتایا "میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا، آپ ﷺ ایک خوشہ لائے اپنے دست مبارک سے اس کے دانے نکالے اور مجھے دیئے، میں نے واپس کرنا پسند نہ کئے (اور لے لئے) ابو مصعب رضی اللہ عنہ کی ماں نے کہا "تو نے بہت اچھا کیا۔" پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا کی۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 198 داہنی طرف بیٹھے ہوئے بچے نے اپنے سے پہلے دوسروں کو پینے کی اجازت نہ دی تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے اسی بچے کو گلاس تھما دیا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَ عَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَ عَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ ((أَ تَاْذَنُ اَنْ اُعْطِیَ هٰؤُلَاءِ ؟)) فَقَالَ الْغُلَامُ : وَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِیْ مِنْکَ اَحَدًا ، فَقَالَ : فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ يَدِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پینے کی کوئی چیز پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس سے کچھ نوش فرمایا۔ آپ ﷺ کے داہنے طرف ایک لڑکا اور بائیں طرف عمر رسیدہ لوگ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے سے فرمایا "کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں پہلے ان حضرات کو یہ مشروب دے دوں؟" لڑکے نے کہا "اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے جوٹھے میں سے اپنا حصہ کو کسی دینا کبھی پسند نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالہ اسے تھما دیا۔ اسے بخاری نے

[1] کتاب الاشربة ، باب هل يستاذن الرجل من عن يمينه

روایت کیا ہے۔

مسئلہ 199 بال بچوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر آنے والے وفد کو آپ ﷺ نے از راہ شفقت بیس دنوں کے بعد واپس اپنے بچوں میں جانے کا حکم دے دیا۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ حَوَیْرِثٍ ﷛ قَالَ اَتَیْنَا النَّبِیَّ ﷺ وَ نَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً فَظَنَّ اَنَّا اشْتَقْنَا اَهْلَنَا وَ سَأَلْنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا فِیْ اَهْلِنَا فَاَخْبَرْنَاهُ وَ کَانَ رَقِیْقًا رَحِیْمًا فَقَالَ ((اِرْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَ مُرُوْهُمْ وَ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ ، وَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ہم سب نوجوان تھے اور ہم عمر تھے۔ بیس رات تک ہم نے آپ ﷺ کے ہاں قیام کیا پھر آپ ﷺ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمیں اپنے اہل وعیال سے ملنے کا شوق ہے (یعنی ہم اپنے بال بچوں سے اداس ہو گئے ہیں) تب آپ ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا ''آپ لوگ اپنے گھروں میں کس کس کو چھوڑ نے آئیں ہیں؟'' ہم نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اچھا تم لوگ اب اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ انہیں دین کا علم سکھانا اور نیکی کا حکم دینا اور نماز اُس طرح پڑھنا جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 200 بچوں سے محبت وشفقت نہ کرنے کی آپ ﷺ نے مذمت فرمائی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ لَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ❷ (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص ہمارے چھوٹے (بچوں) پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

❶ کتاب الادب ، باب رحمة الناس و البهائم

❷ ابواب البر والصلة ، باب ما جاء فی رحمة الصبیان (2/1565)

رَحْمَتُهُ ﷺ بِالْمَرْضٰى وَالضُّعَفَاءِ

مریضوں اور کمزوروں پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 201 آپ ﷺ نے مریض کی عیادت کرنے کی زبردست ترغیب دلائی ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ مَنْ اَتٰى اَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا مَشٰى فِيْ خَرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَ اِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ [1] (صحيح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آتا ہے، تو اس کے پاس پہنچنے تک مسلسل جنت کے راستے پر چلتا رہتا ہے۔ پھر جب بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر (عیادت کا وقت) صبح کا ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں، اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اسے احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 202 ضعیف اور کمزور لوگوں سے ملنے اور مریضوں کی عیادت فرمانے کے لئے آپ ﷺ خود تشریف لے جاتے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْ ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يَزُوْرُهُمْ وَ يَعُوْدُ مَرْضَاهُمْ وَ يَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ [2] (صحيح)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مسلمانوں کے

---

[1] صحیح سنن ابن ماجه ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 1183

[2] سلسله احادیث الصحیحة للالبانی ، الجزء الخامس ، رقم الحدیث 2112

ضعفاء کے ہاں خود تشریف لے جاتے ان سے ملاقات فرماتے ان کے مریضوں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازوں میں شرکت فرماتے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 203 فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے والد ''ابوقحافہ'' کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ابوبکر! انہیں گھر پر ہی رہنے دیتے میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔''

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَکَّۃَ وَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَتٰی اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ بِاَبِیْہِ یَقُوْدُہٗ فَلَمَّا رَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((ھَلَّا تَرَکْتَ الشَّیْخَ فِیْ بَیْتِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا اٰتِیْہِ فِیْہِ)) قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! ھُوَ اَحَقُّ اَنْ یَمْشِیَ اِلَیْکَ مِنْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَیْہِ اَنْتَ ، قَالَتْ : فَاَجْلَسَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ مَسَحَ صَدْرَہٗ ، ثُمَّ قَالَ لَہٗ ((اَسْلِمْ)) فَاَسْلَمَ. اَوْرَدَہُ ابْنُ ھِشَامٍ [1]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو مسجد حرام میں تشریف لائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد کو سہارا دیتے ہوئے اپنے ساتھ لائے، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا ''خوش آمدید! ابوبکر تم انہیں گھر پر ہی رہنے دیتے میں خود چلا آتا۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے زیادہ حقدار ہیں بجائے اس کے کہ آپ ان کے پاس تشریف لائیں۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں (میرے دادا) کو اپنے سامنے بٹھایا ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ''اسلام قبول کرو۔'' حضرت ابوقحافہ اسلام لے آئے۔ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 204 بوڑھے آدمی کو لوگوں نے راستہ دینے میں تاخیر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔''

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ جَاءَ شَیْخٌ یُرِیْدُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَبْطَاَ الْقَوْمُ عَنْہُ اَنْ یُوَسِّعُوْا لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ لَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ [2] (صحیح)

---

[1] 253/4

[2] ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ صبیان (1565/2)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بوڑھا آدمی نبی اکرم ﷺ سے ملنے کے لئے حاضر ہوا، لوگوں نے اسے راستہ دینے میں دیر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 205 کوئی بیمار آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ اسے دم کرتے اور اس کی صحت کے لئے دعا فرماتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهُ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ ((اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لاَ شِفَاءَ اِلاَّ شِفَاؤُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس کے جسم پر دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا فرماتے ''اے لوگوں کے رب! بیماری دور فرما دے، شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے شفا تو صرف تیری طرف سے ہے ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری بالکل نہ رہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 206 رسول اکرم ﷺ نے بیمار آدمی کو اس کی سہولت کے مطابق کھڑے ہو کر، بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلاَةِ ، فَقَالَ ((صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بواسیر کا مریض تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کھڑے ہو کر پڑھو، اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکو تو پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 207 مریضوں اور بوڑھوں کی خاطر آپ ﷺ نے ہلکی نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔

---

[1] كتاب الطب والمرض ، باب استحباب رقيه المريض
[2] ابواب تقصير الصلاة ، باب اذا لم يطق قاعدا صلى على جنب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِی النَّاسِ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَذَاالْحَاجَةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ لوگوں میں بوڑھے، بیمار اور حاجتمند ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 208 رسول اللہ ﷺ نے مریض کو نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے کی رخصت دی ہے۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰی اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْکٍ اَوْ اِمْرَأَةٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَرِیْضٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ[2] (صحیح)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''غلام، عورت بچے اور بیمار کے علاوہ جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ مسجد میں آ کر نماز جمعہ ادا نہ کرنے والے مریض کو گھر میں نماز ظہر ادا کرنی چاہئے۔

مسئلہ 209 تکلیف دہ مرض پر صبر کرنے والے کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (یعنی آنکھوں) سے آزماتا ہوں اور وہ ان پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 210 مرگی کی مریضہ نے صحت کے لئے دعا کی درخواست کی آپ ﷺ نے

---

[1] کتاب الصلاۃ ، باب التخفیف فی القرأۃ والصلاۃ

[2] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 942

[3] کتاب المرضیٰ ، باب فضل من ذهب بصره

اسے صبر کرنے پر جنت کی بشارت دی۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ لِیْ اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلاَ اُرِیْکَ اِمْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ قُلْتُ : بَلٰی ، قَالَ : هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ قَالَتْ : اِنِّیْ اُصْرَعُ وَ اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِیْ ، قَالَ ((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَ لَکِ الْجَنَّةُ ، وَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُعَافِیَکِ)) فَقَالَتْ : اَصْبِرُ ، فَقَالَتْ : اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِیْ اَنْ لاَ اَتَکَشَّفَ فَدَعَالَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا ”کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟“ میں نے عرض کیا ”کیوں نہیں!“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (ایک عورت کی طرف اشارہ کرکے) کہا یہ کالی عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی ”میں مرگی کی مریضہ ہوں اور (مرگی کے دوران) میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمائیں (اللہ مجھے صحت عطا فرمائے)“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اگر تو چاہے تو صبر کر تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے دعا کرتا ہوں وہ تجھے صحت عطا فرما دے گا (اس صورت میں جنت کا وعدہ نہیں کرتا)“ اس عورت نے عرض کیا ”میں صبر کروں گی۔“ لیکن ساتھ یہ بھی عرض کیا ”(مرگی کے دوران) میرا ستر کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرا ستر نہ کھلے۔“ رسول اکرم ﷺ نے اس کے لئے یہ دعا فرما دی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 211 حمل ساقط ہونے کی تکلیف پر صبر کرنے والی خاتون کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ ! اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا اِحْتَسَبَتْهُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحیح)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ساقط الحمل بچہ اپنی ماں کو انگلی سے پکڑ کر جنت میں لے جائے گا بشرطیکہ اس نے

---

[1] کتاب المرضیٰ ، باب فضل من یصرع من الریح

[2] کتاب الجنائز ، باب ما جاء فیمن اصیب بسقط (1305/1)

ثواب کی نیت سے صبر کیا ہو۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 212 بیمار بچی کو دیکھ کر آپ ﷺ نے اسے دم کرنے کی ہدایت فرمائی۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لِجَارِيَةٍ فِیْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ رَاٰی بِوَجْهِهَا سَفْعَةً فَقَالَ بِهَا ((نَظْرَةٌ فَاسْتَرْقُوْا لَهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کے منہ پر چھائیاں تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اسے دم کرو، اسے نظر لگی ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 213 امت کے غریب اور نادار لوگوں کی کفالت حکومت کے ذمہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا ، فَاِنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَاْتِنِیْ وَ اَنَا مَوْلَاهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جو مومن (وراثت میں) مال چھوڑے تو وہ اس کے رشتہ دار ورثاء کے لئے ہے، لیکن اگر کوئی مومن اپنے سر قرض چھوڑے یا (نادار) بال بچے چھوڑ کر مرے تو قرض خواہ یا اس کے بال بچے میرے پاس آئیں، میں ان کا ذمہ دار ہوں۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 214 کسی ضعیف پر زیادتی کرنا یا اس کا حق مارنا آپ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 169 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❶ کتاب الطب والمرض ، باب استحباب الرقية من العين

❷ کتاب التفسير ، تفسير سورة الاحزاب

رَحْمَتُهُ ﷺ بِالْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ

فقراء اور مساکین پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 215 آپ ﷺ نے کسی محتاج یا سوالی کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ ((لاَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس کسی نے آپ ﷺ سے آ کر کوئی چیز مانگی، آپ ﷺ نے اسے کبھی "نہ" نہیں فرمایا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 216 ایک آدمی نے آپ ﷺ سے بکریاں مانگیں اس نے جتنی مانگیں آپ ﷺ نے اسے اتنی ہی دے دیں۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتٰى قَوْمَهُ فَقَالَ: اَىْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِىْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اکرم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان (جگہ بھر دینے کے برابر) بکریاں مانگیں، آپ ﷺ نے اسے اتنی ہی بکریاں عطا فرما دیں پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا "لوگو! مسلمان ہو جاؤ، اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) تو اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا ڈر نہیں رہتا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 217 محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کے خورد ونوش کا انتظام کرنا بہترین اعمال میں سے ہے۔

---

1. كتاب الفضائل ، باب فى سخائه ﷺ
2. كتاب الفضائل ، باب فى سخائه ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷛ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ اَیُّ الْاِسْلاَمِ خَیْرٌ؟ قَالَ ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَءُ السَّلاَمَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَ عَلٰی مَنْ لَمْ تَعْرِفْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! کون سا اسلام سب سے اچھا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا 'محتاجوں کو کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کہنا کوئی شناسا ہو یا نہ ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 218 آپ ﷺ نے اللہ کے نام پر مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹانے کا حکم دیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِیْذُوْهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤْدَ[2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اللہ کے نام پر پناہ طلب کرے، اسے پناہ دو اور جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے اسے دو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 219 مسکینوں اور محتاجوں سے محبت کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷛ قَالَ : اَحِبُّوا الْمَسَاكِیْنَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ ((اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِيْ مِسْكِیْنًا وَ اَمِتْنِيْ مِسْكِیْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِیْنِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[3] (صحیح)

حضرت ابوسعید خدری ﷛ کہتے ہیں لوگو، مسکینوں سے محبت کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا کرتے تھے ''یا اللہ! مجھے مسکینوں کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینوں کی حالت میں موت دے اور قیامت کے روز مسکینوں کے گروہ سے اٹھانا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 220 رقتِ قلب کی دولت چاہنے والوں کو چاہئے کہ وہ مسکینوں کو کھانا

---

[1] کتاب الاستئذان ، باب السلام للمعرفة و غیر المعرفة
[2] سنن ابی داؤد للالبانی 1672
[3] ابواب الزهد ، باب مجالسة الفقراء (2/3328)

کھلائیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 230 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 221 آپ ﷺ نے کسی محتاج یا مسکین کی جائز ضرورت پوری کرنے کے لئے سفارش کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ جَالِسًا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ اَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَ لْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَاءَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک سوالی مانگنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اس کی سفارش کرو تمہیں بھی ثواب مل جائے گا، حالانکہ اللہ تو اپنے نبی کی زبان سے وہ بات پوری کرا دے گا جو وہ چاہے گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 222 دو افراد کا کھانا پکانے والے کو اپنے ساتھ ایک مسکین اور چار کا کھانا پکانے والے کو اپنے ساتھ دو مسکینوں کو شریک کرنا چاہئے، وعلی ہذا القیاس۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا نَاسًا فُقَرَاءَ وَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثَةٍ وَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ اَوْ كَمَا قَالَ)) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ فقراء میں سے تھے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا ''جن کے ہاں دو افراد کا کھانا پکا ہے وہ تیسرا آدمی اصحابِ صفہ میں سے لے جائیں (کھانا پورا ہو جائے گا) اور جن کے ہاں چار افراد کا کھانا پکا ہے وہ پانچویں یا چھٹے فرد کو (اصحابِ صفہ میں سے) لے جائیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الادب ، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضا

[2] كتاب الاشربة ، باب اكرام الضيف

مَسئلہ 223 آپ ﷺ نے محتاجوں اور مسکینوں کی مصیبت میں کام آنے، ان کی مدد کرنے اور دُکھ دور کرنے کی زبردست ترغیب دلائی ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ مَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ فِی الدُّنْیَا یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ مَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جس نے کسی مسلمان کی دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی ایک تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرما دیں گے جس نے دنیا میں کسی تنگدست کے لئے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرمائیں گے جس نے کسی مسلمان کے عیب پر دنیا میں پردہ ڈالا اللہ آخرت میں اس کے عیوب پر پردہ ڈالیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں لگے رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 224 مسکینوں کے سر پر دستِ شفقت رکھنے کے لئے بے حد وحساب اجر کی خوش خبری۔

عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَیْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَ الْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ کَالَّذِیْ یَصُوْمُ النَّهَارَ وَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والے کا ثواب اس شخص کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے یا اس شخص کے برابر ہے جو (مسلسل) دن کو روزہ رکھتا ہے اور (مسلسل) رات کو قیام کرتا ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] ابواب البر والصلة ، باب ما جاء فی الستر علی المسلمین (2/1574)
[2] کتاب الادب ، باب الساعی علی الارملة

مَسئلہ 225 مومن فقراء اور مساکین کے لئے دو عظیم خوش خبریاں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَ هُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❶ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مسلمان فقراء اغنیاء سے آدھا دن قبل جنت میں داخل ہوں گے اور آدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اَطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَالطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے جنت میں جھانکا تو وہاں فقراء کی اکثریت پائی اور جہنم میں جھانکا تو وہاں عورتوں کی اکثریت پائی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❶ ابواب الزهد ، باب ماجاء ان فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل اغنيائهم

❷ كتاب الرقاق ، باب اكثر اهل الجنة الفقراء

رَحْمَتُهٗ ﷺ بِالْیَتَامٰی

یتیموں❶ پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 226 یتیم لڑکی سے صرف اس مرد کو نکاح کرنا چاہئے جو اس کے حقوق پوری طرح ادا کر سکے۔

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾(3:4)

''اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم بچیوں سے انصاف نہ کر سکو گے تو پھر دوسری عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو دو یا تین یا چار، سے نکاح کر لو اور اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ (ایک سے زائد بیویوں کے درمیان) عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک عورت سے ہی نکاح کرو یا لونڈی سے اپنی ضرورت پوری کر لو یہ اس اعتبار سے زیادہ مناسب ہے کہ تم بے انصافی کے مرتکب نہیں ہو گے۔'' (سورہ النساء، آیت نمبر 3)

مسئلہ 227 ناحق یتیموں کا مال کھانے والے اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ○﴾(10:4)

''جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔'' (سورہ النساء، آیت نمبر 10)

---

❶ یتیم سے مراد وہ بچہ ہے جس کا والد اپنے بیٹے کی بلوغت کی عمر سے پہلے فوت ہو جائے۔

مَسئلہ 228 یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا جنت میں قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کے اس طرح قریب ہوگا جس طرح متصل انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِى الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ قَالَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں قیامت کے روز اس طرح قریب ہوں گے جس طرح شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 229 اپنے یتیم بچوں کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرنے والی عورت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل ہوگی۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُفْتَحُ لَهٗ بَابُ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنَّهٗ تَأْتِىْ اِمْرَاَةٌ تُبَادِرُنِىْ ، فَاَقُوْلُ لَهَا مَالَكِ ؟ وَ مَنْ اَنْتِ ؟ فَتَقُوْلُ : اَنَا امْرَاَةٌ قَعَدْتُ عَلٰى اَيْتَامٍ لِىْ)) رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى[2] (اسناده جيد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سب سے پہلے میرے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا لیکن ایک عورت مجھ سے بھی پہلے جنت کے دروازے پر پہنچی ہوگی میں اسے پوچھوں گا، تو کون ہے اور کیسے یہاں آئی ہے؟ وہ عورت جواب دے گی میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کے لئے بیٹھی رہی۔'' اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 230 رقت قلب کی دولت چاہنے والوں کو یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہئے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلاً شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ ((اِمْسَحْ

---

[1] كتاب الادب ، باب فضل من يعول يتيما

[2] 6651/12 (تحقيق حسين سليم اسد) مطبوعة دار الثقافة العربية ، دمشق ، بيروت

رَأْسَ الْيَتِيمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (حسن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے دل کی سختی کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ اور مسکین کو کھانا کھلا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 231 کسی یتیم پر زیادتی کرنے یا اس کا حق مارنے کو رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 169 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

***

[1] الترغیب والترهیب ، لمحی الدین (3745/3)

مسئلہ 232 خادموں اور غلاموں کے بارے میں آپ ﷺ نے امت کو درج ذیل چھ نصیحتیں فرمائی ہیں۔

① انہیں اپنے بھائی سمجھو۔ ② انہیں گالی نہ دو۔

③ جو خود کھاؤ انہیں بھی وہی کھلاؤ۔

④ جو خود پہنو انہیں بھی وہی پہناؤ۔

⑤ ان کی ہمت سے زیادہ کام نہ لو۔

⑥ اگر کوئی کام ان کی ہمت سے بڑھ کر ہو تو پھر خود بھی ان کی مدد کرو۔

عَنْ مَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ ﷺ قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا ذَرِّ الْغِفَارِيَّ ﷺ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ وَ عَلٰى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلاً فَشَكَانِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ اَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَالْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَ لَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام دونوں کو (ایک جیسی) چادر لئے دیکھا تو ان سے اس کا سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک آدمی (خادم یا

[1] کتاب العتق ، باب قول النبی ﷺ ((العبید اخوانکم))

غلام) کو (ماں کی) گالی دی اس نے نبی اکرم ﷺ سے میری شکایت کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا ”کیا تو نے اس کی ماں کو گالی دی ہے؟“ پھر فرمایا ”یہ تمہارے بہن بھائی ہیں جو تمہاری خدمت کرتے ہیں، انہیں اللہ نے تمہارا زیردست بنایا ہے، لہٰذا جس کا بھائی اس کے زیر دست ہوا سے چاہئے کہ اپنے زیر دست کو بھی وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور انہیں ایسے کام کا حکم نہ دے جوان کی ہمت سے بڑھ کر ہو اور اگر ایسے کام کا حکم دے تو پھر خود ان کی مدد کرے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 233 آپ ﷺ نے بیوی کو مار پیٹ نہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَادِمًا وَ لاَ امْرَاَةً قَطُّ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [1] (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”رسول اللہ ﷺ نے کسی خادم یا عورت کو کبھی نہیں مارا۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 234 آپ ﷺ نے اپنے خدام سے کبھی مواخذہ نہیں کیا کبھی سختی فرمائی نہ کبھی برا بھلا کہا اور نہ ہی کسی بات کا برا منایا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! لاَ اَذْهَبُ وَ فِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلَى الصِّبْيَانِ وَ هُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَ هُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ ((يَا اُنَيْسُ ! اَ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ ؟)) قَالَ ، قُلْتُ : نَعَمْ ! اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَ اَنَسٌ : وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِيْنَ مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ هَلاَّ فَعَلْتَ كَذَا وَ كَذَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے

---

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 4003

[2] کتاب الفضائل ، باب حسن خلقه ﷺ

تھے۔ایک روز آپ ﷺ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا تو میں نے (شرارتاً) کہا ''واللہ! میں نہیں جاؤں گا۔'' حالانکہ میرے دل میں یہی تھا کہ جس بات کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے میں اس کے لئے ضرور جاؤں گا۔ میں باہر نکلا تو میرا گزر کچھ لڑکوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے (میں نے بھی کھیلنا شروع کر دیا) اچانک رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا، میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔آپ ﷺ نے (پیار سے) ارشاد فرمایا ''انیس! (انس کی تصغیر) میں نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا ادھر گئے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! بس ابھی جاتا ہوں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کی مسلسل نو سال خدمت کی، مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کوئی کام نہ کیا ہو تو آپ ﷺ نے پوچھا ہو ''کیوں نہیں کیا اور اگر کیا ہو تو آپ ﷺ نے پوچھا ہو کیوں کیا ہے؟'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 235 آپ ﷺ غلاموں اور خادموں کی ہمیشہ دلجوئی فرماتے کبھی کسی کی دل شکنی نہ فرماتے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا يَنْزِعُ يَدَهٗ مِنْ يَدِهَا حَتّٰى تَذْهَبَ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَاجَتِهَا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر مدینہ کی کوئی لونڈی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ ﷺ اس سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے بلکہ وہ جدھر چاہتی اپنے کام کے لئے آپ ﷺ کو ادھر ہی لے جاتی (اور آپ ﷺ وہ کام سرانجام دیتے) اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 236 آپ ﷺ اپنے خدام سے دل لگی بھی فرماتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ [2] (صحیح)

---

[1] کتاب الزهد ، باب البراءة من الكبر والتواضع (2/3367)

[2] کتاب الادب ، باب ماجاء في المزاح (3/4182)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''اے دو کانوں والے!''
اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 237 آپ ﷺ نے اپنے بیمار غلام کی نہ صرف تیمارداری فرمائی بلکہ عین موت کے وقت اسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہوگیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ غُلامًا لِيَهُوْدٍ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ ، فَقَالَ لَهُ ((اَسْلِمْ)) فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَ هُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ : اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ ، فَاَسْلَمَ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَ هُوَ يَقُوْلُ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اس کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور فرمایا ''اسلام قبول کرلو۔'' لڑکے نے پاس بیٹھے ہوئے باپ کی طرف دیکھا تو باپ نے کہا ''ابوالقاسم (ﷺ) کی بات مان لو۔'' چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا۔ آپ ﷺ وہاں سے یہ فرماتے ہوئے نکلے ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے بچالیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 238 آپ ﷺ نے اپنے خادموں کی تنخواہ یا طے شدہ سہولتیں فوراً ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ خَيْثَمَةَ ﷺ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ ، فَقَالَ : اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ ؟ قَالَ : لاَ ، قَالَ : فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا خزانچی آیا۔ حضرت

---

[1] كتاب الجنائز ، باب اذا اسلم الصبى فمات هل يصلى عليه؟

[2] كتاب الزكاة ، باب فضل النفقة على العيال و المملوك

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا ''کیا تم نے غلاموں کو خرچ ادا کردیا ہے؟'' خزانچی نے جواب دیا ''نہیں!'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''ان کا خرچ ادا کرو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''آدمی کو (ہلاکت کے لئے) اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جسے وہ خرچ دیتا ہے اس کا خرچ روک لے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 239 آپ ﷺ اپنے خادموں کی ضروریات کا خود خیال فرماتے تھے۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : كَانَ مِمَّا يَقُوْلُ لِلْخَادِمِ ((اَلَکَ حَاجَةٌ ؟)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1] (صحیح)

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے خادم سے خود پوچھتے ''تمہاری کوئی حاجت ہے؟'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 240 اگر کوئی غلام یا خادم آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دیتا تو آپ ﷺ اسے قبول فرماتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ (ﷺ) يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ وَ يَاْكُلُ عَلَى الْاَرْضِ وَ يَعْتَقِلُ الشَّاةَ وَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْکِ عَلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر کھانا کھاتے، بکری خود باندھ لیتے اور کوئی غلام جو کی روٹی کی دعوت دیتا تو قبول فرما لیتے۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 241 اپنے غلام سے حسن سلوک کی زریں مثال!

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَ كَانَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ بِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ وَصِيْفًا فَاسْتَوْهَبَتْهُ مِنْهُ عَمَّتُهُ خُدَيْجَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ هِیَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَهَبَهُ لَهَا فَوَهَبَتْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْتَقَهُ وَ تَبَنَّاهُ وَ ذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَ قَدِمَ اَبُوْهُ وَ

[1] صحیح الجامع الصغیر وزیادته ، للالبانی ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 4712

[2] صحیح الجامع الصغیر و زیادته ، للالبانی ، الجزء الرابع ، رقم الحدیث 4791

هُوَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ ((اِنْ شِئْتَ فَاَقِمْ مَعِيَ وَ اِنْ شِئْتَ فَانْطَلِقْ مَعَ اَبِيْکَ ؟)) قَالَ : لاَ بَلْ اُقِيْمُ عِنْدَکَ ، فَلَمْ يَزَلْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَعَثَهُ اللّٰهُ فَصَدَّقَهُ وَاَسْلَمَ وَ صَلّٰى مَعَهُ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِ هِمْ ﴾ قَالَ : اَنَا زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [1] (حسن)

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ شام سے اپنے ساتھ ایک نوجوان خادم زید بن حارثہ کو (خرید کر) لائے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے وہ خادم مانگ لیا۔ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے وہ خادم اپنے پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وہ غلام رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ یہ وحی نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا والد حارثہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تاکہ اپنے بیٹے زید کو گھر واپس لے جائے) رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اگر چاہو تو میرے ساتھ رہو چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں تو آپ کے ساتھ رہوں گا۔'' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی ،اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِ هِمْ ﴾ ترجمہ: ''انہیں اپنے باپوں کے نام سے پکارو۔'' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے (فوراً سر تسلیم خم کر دیا) کہا ''میں زید بن حارثہ ہوں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 242 جو شخص اپنے غلام کو مارے، اسے چاہئے کہ وہ کفارہ کے طور پر اسے آزاد کر دے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْکَهُ اَوْ ضَرَبَهُ فَکَفَّارَتُهُ اَنْ يُعْتِقَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

---

[1] مجمع الزوائد ، کتاب المناقب ، باب فضل زید بن حارثة ﷺ (446/9)

[2] کتاب الایمان ، باب صحبة المماليک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا یا پیٹا اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کردے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 243 آپ ﷺ نے مسلمان غلاموں کو آزاد کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَیُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَءًا مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اللہ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کے مالک کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کردے گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 244 لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنے والے کے لئے دوہرا ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ جَارِیَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ اِلَیْهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَ تَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو سکھائے ، پڑھائے اس سے نیک سلوک کرے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرے اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 245 نبی اکرم ﷺ کی تنبیہہ پر صحابی نے آئندہ کسی بھی غلام کو نہ مارنے کا عہد کیا اور جس غلام کو مار رہے تھے، اسے آزاد کردیا۔

مسئلہ 246 غلام کو بے طرح مارنے پر جہنم کی سزا ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِیْ ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ !)) فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ ، قَالَ فَلَمَّا دَنٰی مِنِّیْ

---

[1] كتاب العتق ، باب قوله تعالىٰ فك رقبة

[2] كتاب العتق ، باب فضل من ادب جاريته

اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ ! اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ !)) قَالَ : فَاَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِیْ فَقَالَ ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ ! اِنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ)) قَالَ : فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا وَ رِوَايَةً قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ ((اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی ''ابو مسعود، خبر دار!'' لیکن غصہ کی وجہ سے میں آواز کو پہچان نہ سکا۔ جب آواز قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ رسول اکرم ﷺ تھے جو فرما رہے تھے ''ابو مسعود! یاد رکھ، ابو مسعود! یاد رکھ۔'' میں نے (یہ سن کر) اپنا کوڑا نیچے پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابو مسعود! یاد رکھ جتنی تو اس غلام پر قدرت رکھتا ہے اللہ اس سے کہیں زیادہ تجھ پر قدرت رکھتا ہے۔'' میں نے عرض کیا ''آج کے بعد میں کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔'' دوسری روایت میں ہے کہ ابو مسعود نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اسے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا چمٹ جاتی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 247 صحابی کے بیٹے نے غلام کو مارا تو صحابی نے غلام کو اجازت دی کہ اپنا بدلہ لے لے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا فَهَرَبْتُ ثُمَّ جِئْتُ قُبَيْلَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِیْ فَدَعَاهُ وَ دَعَانِیْ ثُمَّ قَالَ ((اِمْتَثِلْ مِنْهُ)) فَعَفٰى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت معاویہ بن سوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے غلام کو مارا اور بھاگ گیا پھر ظہر سے تھوڑا پہلے واپس پلٹا اور (مسجد میں) اپنے باپ کے پیچھے نماز پڑھی (نماز کے بعد) میرے باپ نے مجھے بھی بلایا اور غلام کو بھی پھر غلام سے کہا ''اس سے بدلہ لے لو۔'' لیکن غلام نے مجھے معاف کر دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 248 اللہ کے عذاب کے ڈر سے ایک صحابی نے اپنے سارے غلام آزاد

[1] كتاب الايمان ، باب صحبة المماليك

[2] كتاب الايمان ، باب صحبه المماليك

کر دیئے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَ يَخُوْنُوْنَنِيْ وَ يَعْصُوْنَنِيْ وَاَضْرِبُهُمْ وَ اَشْتِمُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَ عَصَوْكَ وَ كَذَّبُوْكَ وَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ ، فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلاً لَكَ ، وَ اِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كِفَافًا لاَ لَكَ وَ لاَ عَلَيْكَ ، وَ اِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ الَّذِيْ بَقِيَ قِبَلَكَ)) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَبْكِيْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَيَهْتِفُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا لَكَ ؟ مَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ ؟﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلاَ تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ، وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾ [الانبياء : 48] فَقَالَ الرَّجُلُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، مَا اَجِدُ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ فِرَاقِ هٰؤُلَاءِ ، يَعْنِيْ عَبِيْدَهُ ، اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے کچھ غلام ہیں جو میرے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں، خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں میں انہیں برا بھلا کہتا ہوں اور مارتا بھی ہوں، قیامت کے روز میرا ان کے ساتھ کیسے حساب ہوگا؟'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تیرے ملازموں کی خیانت، نافرمانی اور جھوٹ کا حساب کیا جائے گا اور انہیں دی گئی سزا کا بھی حساب کیا جائے گا اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں سے کم ہوئی تو تمہارے لئے اجر وثواب ہوگا اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں کے برابر ہوئی تو تم پر کوئی وبال ہوگا نہ تمہارے لئے کوئی ثواب ہوگا اور اگر تیری سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو پھر زائد سزا کا تم سے بدلہ لیا جائے گا۔'' وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی رونے اور چلانے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا ''کیوں روتے ہو، کیا تم نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں پڑھی؟ ''قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے اور کسی آدمی پر ظلم نہیں کیا جائے گا اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کی

[1] الترغيب والترهيب ، لمحي الدين ديب ، كتاب البعث ، باب في الحساب(5280/4)

نیکی یا برائی ہوگی تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور (ساری مخلوق کا) حساب لینے کے لئے ہم کافی ہیں۔'' (سورہ انبیاء، آیت نمبر 47) یہ سن کر اس آدمی نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے حق میں اس بات سے بہتر کوئی بات نہیں سمجھتا کہ انہیں آزاد کردوں، میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ سب کے سب غلام آزاد ہیں۔'' اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 249 ایک صحابی نے غصہ میں اپنی لونڈی کو تھپڑ مار دیا رسول اکرم ﷺ نے اسے بہت برا سمجھا تو صحابی نے لونڈی کو آزاد کردیا۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ ﷺ قَالَ : كَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِيْ قِبَلَ اُحُدٍ وَ الْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَ اَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ آدَمَ اَسِفُ كَمَا يَاسَفُوْنَ لٰكِنْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَفَلَا اُعْتِقُهَا ؟ قَالَ ((ائْتِنِيْ بِهَا)) فَاَتَيْتُ بِهَا ، فَقَالَ لَهَا ((اَيْنَ اللّٰهُ ؟)) قَالَتْ : فِي السَّمَاءِ ، قَالَ ((مَنْ اَنَا ؟)) قَالَتْ : اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ ((اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو اُحد اور جوانیہ (ایک جگہ کا نام) کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں ادھر آنکلا تو دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری کو لے گیا ہے، میں بھی آدمی ہوں، جیسے دوسرے لوگوں کو غصہ آتا ہے ویسے مجھے بھی غصہ آگیا اور میں نے اس کو ایک طمانچہ مار دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا) رسول اللہ ﷺ نے میرا یہ فعل بہت بڑا گناہ قرار دیا۔ میں نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ! میں اس لونڈی کو آزاد نہ کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کو میرے پاس لے کر آ۔'' میں اسے آپ کے پاس لے کر گیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا ''آسمان پر'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا ''آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' تب آپ ﷺ نے فرمایا ''تو اس کو آزاد کردے، یہ مومنہ ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب المساجد ، باب تحريم الكلام في الصلاة

مسئلہ 250 ایک آدمی دوسرے آدمی کی ناک میں رسی ڈال کر طواف کروا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فوراً رسی کاٹ دی اور فرمایا ''اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے طواف کرا۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَ هُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُوْدُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِيْ اَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ اَمَرَهُ ((اَنْ يَقُوْدَهُ بِيَدِهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کعبہ شریف کا طواف فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ دوسرے آدمی کی ناک میں رسی ڈال کر طواف کروا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ رسی کاٹ دی اور فرمایا ''ہاتھ پکڑ کر اسے طواف کرا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 251 رسول اکرم ﷺ نے اپنے خادم پر تہمت لگانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ التَّوْبَةِ ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بَرِيًّا مِمَّا قَالَ لَهُ اَقَامَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحَدَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ، جن کے ہاتھ مبارک پر توبہ قبول ہوتی ہے، نے فرمایا ''جس نے اپنے بے گناہ غلام پر زنا کی تہمت لگائی، قیامت کے روز اللہ تہمت لگانے والے پر حدِ قذف نافذ فرمائیں گے۔ ہاں اگر وہ غلام ویسا ہی ہوا جیسا اس کے مالک نے کہا تھا پھر حد نافذ نہیں کی جائے گی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 252 آپ ﷺ نے اپنے خدام کی غلطیوں سے روزانہ ستّر مرتبہ درگزر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! كَمْ اَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ ؟ فَصَمَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

1. كتاب الايمان ، باب القدر فيما لا يملك
2. ابواب البر والصلة ، باب النهي عن ضرب الخدام و شتمهم (2/1588)

ﷺ! کَمْ اَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ ؟ قَالَ ((کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے نوکر کو (دن میں) کتنی مرتبہ معاف کروں؟'' نبی اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس آدمی نے دوبارہ عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے نوکر کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر روز ستر مرتبہ'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 253 اگر کوئی خادم کسی وجہ سے پسند نہ ہو تو اسے سزا دینے یا اس پر سختی کرنے کے بجائے اسے بدل دینا چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ لاَءَمَکُمْ مِنْ مَمْلُوْکِیْکُمْ فَاَطْعِمُوْہُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ وَاکْسُوْہُ مِمَّا تَکْتَسُوْنَ وَ مَنْ لَمْ یُلاَئِمْکُمْ مِنْھُمْ فَبِیْعُوْہُ وَ لاَ تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰہِ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ ❷ (صحیح)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے غلاموں میں سے جو تمہارے مزاج کا ہو (اسے رکھو اور پھر) اسے وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور جو غلام تمہارے مزاج کا نہ ہو اسے بیچ دو اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 254 آپ ﷺ نے اپنی وصیت میں نمازوں کی پابندی کرنے اور اپنے غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 375 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❊❊❊

---

❶ ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی العفو عن الخادم (2/1590)

❷ کتاب الادب، باب فی حق المملوک (3/4300)

رَحْمَتُهُ ﷺ بِالْاُسَارٰی

قیدیوں پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 255 آپ ﷺ نے قیدیوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اُتِيَ بِاُسَارٰى وَ اُتِيَ بِالْعَبَّاسِ ﷺ وَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهٗ قَمِيْصًا فَوَجَدُوْا قَمِيْصَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ ﷺ اِيَّاهُ فَلِذٰلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيْصَهُ الَّذِيْ اَلْبَسَهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے روز قیدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کئے گئے ان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے چچا) بھی لائے گئے۔ان کے بدن پر کپڑا نہیں تھا۔آپ ﷺ نے ان کے لئے قمیص تلاش کی عبداللہ بن ابی کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پوری آئی۔نبی اکرم ﷺ نے وہی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنا دی۔اسی لئے آپ ﷺ نے (عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد) اپنی قمیص اتار کر (عبداللہ بن ابی کے بیٹے کو) دے دی تا کہ عبداللہ بن ابی کو (بطور کفن) پہنا دے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 256 جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حسن سلوک کی تاکید فرمائی جس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود کھجوریں کھاتے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے۔

عَنْ اَبِيْ عُزَيْزِ بْنِ عُمَيْرٍ ﷺ اَخِيْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ ﷺ قَالَ : كُنْتُ فِي الْاَسْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا)) وَ كُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَكَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَاءَهُمْ وَ عِشَاءَهُمْ اَكَلُوا التَّمْرَ وَ اَطْعَمُوْنِي الْبُرَّ لِوَصِيَّةِ

[1] كتاب الجهاد، باب الكسوة للاسارى

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ❶ (حسن)

حضرت ابوعزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ (حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ) کا بھائی کہتا ہے کہ بدر کے روز میں قیدیوں میں شامل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ ''قیدیوں کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو۔'' میں انصار کی ایک جماعت کے قبضہ میں تھا جب وہ اپنا صبح وشام کا کھانا لاتے تو (رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کے مطابق) خود کھجوریں کھاتے اور مجھے کھانا کھلاتے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 257 آپ ﷺ نے قید میں آنے والی ماں کو اس کے نابالغ بچے سے الگ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَةٍ وَ وَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ اَحِبَّتِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ❷ (حسن)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''جس شخص نے (قیدی) ماں اور اس کے بیٹے میں جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے عزیزوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 258 آپ ﷺ نے قیدی کو امان دینے کے بعد قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِیِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اٰمَنَ رَجُلاً عَلٰی دَمِهٖ فَقَتَلَهٗ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❸

حضرت عمرو بن حمق خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے کسی کو امان دینے کے بعد قتل کیا وہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 259 فتح مکہ کے موقع پر دست بستہ موجود تمام قیدیوں کو معاف فرما کر آپ ﷺ نے تاریخ انسانی کی منفرد زریں مثال قائم فرمائی۔

---

❶ مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، تحقیق عبداللہ محمد الدرویش، کتاب المغازی ، باب ماجاء فی الاسری (115/6) ، رقم الحدیث 10007.

❷ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1271

❸ صحیح سنن ابن ماجة ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2177 (صحیح)

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 114-112-110 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 260 غزوہ حنین کے تمام قیدیوں کو آپ ﷺ نے بطور احسان رہا فرما دیا ،کسی قیدی سے فدیہ لیا نہ کسی کو قتل کیا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 126 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 261 قید ہو کر آنے والی رضاعی بہن کے احترام میں آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور فرمایا ''جو مانگو گی وہ دوں گا اور جس بات کی سفارش کرو گی وہ قبول کروں گا۔''

عَنْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ هَوَازِنَ جَاءَ تْ جَارِيَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَنَا اُخْتُكَ اَنَا شَيْمَاءُ بِنْتُ الْحَارِثِ ، فَقَالَ لَهَا ((إِنْ تَكُوْنِيْ صَادِقَةً فَاِنَّ بِكِ مِنِّيْ اَثَرٌ لَا يَبْلٰى)) قَالَ : فَكَشَفَتْ عَنْ عَضُدِهَا ، فَقَالَتْ : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَ اَنْتَ صَغِيْرٌ فَعَضَضْتَنِيْ هٰذِهِ الْعَضَّةَ ، قَالَ : فَبَسَطَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِدَاءَهُ ثُمَّ قَالَ ((سِلِيْ تُعْطِيْ وَاشْفَعِيْ تُشَفَّعِيْ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ [1]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح ہوازن کے روز ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں شیما بنت حارث ہوں، آپ کی (رضاعی) بہن۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اگر تو سچی ہے تو ثبوت کے طور پر کوئی مستقل علامت دکھا، جس کا تعلق میرے ساتھ ہو۔'' خاتون نے اپنا بازو کھولا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! (یہ دیکھئے) اس وقت آپ چھوٹے تھے اور آپ ﷺ نے میرے بازو پر دانت سے مجھے کاٹا تھا یہ رہا اس کا نشان۔'' رسول اللہ ﷺ نے (نشان دیکھ کر) اپنی چادر اس کے لئے بچھا دی اور فرمایا ''جو مانگنا چاہتی ہو، مانگو دوں گا اور جو سفارش کرو گی، وہ قبول کروں گا۔'' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 262 قید ہو کر آنے والی عدی بن حاتم کی پھوپھی کی درخواست پر آپ ﷺ نے رحم فرماتے ہوئے نہ صرف اسے آزاد کر دیا بلکہ واپس اپنے

---

[1] البدایہ والنہایۃ ، لابن کثیر ، الجزء الرابع، رقم الصفحۃ 764

قبیلہ میں پہنچانے کا انتظام بھی فرمایا۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷛ قَالَ : جَاءَ تْ خَیْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَوْ قَالَ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ اَنَا بِعَقْرَبَ فَاَخَذُوْا عَمَّتِیْ وَ نَاسًا قَالَ : فَلَمَّا اَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((فَصَفُّوْا لَهُ)) قَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! نَاْیَ الْوَافِدُ وَانْقَطَعَ الْوَلَدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ کَبِیْرَةٌ مَابِیْ مِنْ خِدْمَةٍ فَمُنَّ عَلَیَّ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ ، قَالَ ((مَنْ وَافِدُکِ؟)) قَالَ : عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ ، قَالَ ((الَّذِیْ فَرَّ مِنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِهٖ)) قَالَتْ : فَمُنَّ عَلَیَّ ، قَالَتْ : فَلَمَّا رَجَعَ ، وَ رَجُلٌ اِلٰی جَنْبِهٖ نَرٰی اَنَّهُ عَلِیٌّ قَالَ ((سَلِیْهِ حِمْلاَنًا)) قَالَ : فَسَاَلْتُهُ حُمْلاَنًا ، فَاَمَرَلَهَا . رَوَاهُ اَحْمَدُ ❶

(صحیح)

حضرت عدی بن حاتم ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ایک لشکر آیا یا رسول اللہ ﷺ کے قاصد آئے اور میں اس وقت عقرب (جگہ کا نام) میں ٹھہرا ہوا تھا، لشکر نے میری پھوپھی اور بعض دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا اور لے گئے۔ جب قیدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کئے گئے تو ان کو صف میں کھڑا کیا گیا، میری پھوپھی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میری خبر گیری کرنے والا چلا گیا اور اولاد ہلاک ہوگئی میں بہت بوڑھی خاتون ہوں جس کا اب کوئی خدمت گار نہیں اس لئے مجھ پر احسان فرمایئے (اور آزاد کردیجئے) اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تیری خبر گیری کرنے والا کون ہے؟'' خاتون نے جواب دیا ''عدی بن حاتم'' آپ ﷺ نے فرمایا ''وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگتا پھرتا ہے۔'' خاتون نے پھر عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر احسان فرمایئے (آپ ﷺ نے اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا اور تشریف لے گئے) جب واپس پلٹے تو آپ ﷺ کے پہلو میں موجود شخص جو ہمارے خیال میں حضرت علی ﷛ تھے، نے میری پھوپھی سے کہا ''رسول اللہ ﷺ سے سواری اور زادراہ بھی طلب کرو۔'' میری پھوپھی نے سواری اور زادراہ بھی طلب کیا، تو آپ ﷺ نے وہ بھی مہیا کرنے کا حکم دے دیا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

***

❶ مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، کتاب المغازی ، باب فی سریة الی بلاد وطی (306/6)

رَحْمَتُهٗ ﷺ بِالْمُعَاهَدِيْنَ

ذمیوں پر آپ ﷺ کی رحمت

مَسْئلہ 263 جس نے کسی ذمی کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِیْ غَيْرِ كُنْهِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [1] (صحيح)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے کسی ذمی کو ناحق قتل کر دیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا)) رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [2]

(صحيح)

آپ ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے ذمیوں کے کسی آدمی کو (ناحق) قتل کر دیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے آتی ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 2398

[2] كتاب القسامة ، باب تعظيم قتل المعاهد (3/4424)

رَحْمَتُهُ ﷺ بِالْحَيَوَانِ وَالْجَمَادِ

حیوانات اور جمادات پر آپ ﷺ کی رحمت

مسئلہ 264 آپ ﷺ نے جانور کے چہرہ پر داغ لگانے اور چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷛ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ ((اَمَا بَلَغَكُمْ اَنِّيْ لَعَنْتُ مَنْ وَسَمَ الْبَهِيْمَةَ فِيْ وَجْهِهَا اَوْ ضَرَبَهَا فِيْ وَجْهِهَا)) فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤْدَ[1] (صحیح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے جانور کے چہرے پر داغ لگانے والے یا جانور کے چہرے پر مارنے والے پر لعنت کی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے ایسے کرنے سے منع فرمایا۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 265 زندہ جانور کے اعضاء کاٹنے والے پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ[2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”حیوانوں کا مثلہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب الجهاد ، باب النهی عن الوسم فی الوجه والضرب فی الوجه (2/2235)

[2] کتاب الضحایا ، باب النهی عن المجثمه (3/4135)

مسئلہ 266 کسی جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کسی جانور کو باندھ کر نشانہ مارنا جائز نہیں۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 267 جانور پر بلا ضرورت بیٹھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِیَّاکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّکُمْ مَنَابِرَ فَاِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا سَخَّرَهَا لَکُمْ لِتُبَلِّغَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ❷ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم ایسی جگہوں تک (آرام سے) پہنچ سکو جہاں بغیر تکلیف کے تمہارے لئے پہنچنا ممکن نہ تھا لیکن ان کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ (یعنی بلا ضرورت نہ بیٹھے رہو)۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 268 آپ ﷺ نے دورانِ سفر جانوروں کے کھانے پینے کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّهَا وَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْجَدْبِ فَاَسْرِعُوا السَّیْرَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ❸ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم ہریالی میں سفر کرو تو اونٹ کو اس کا حق دو (یعنی اسے چارہ کھانے کے لئے چھوڑ دو تاکہ اس کے بعد تیز تیز چلیں) اور جب تم قحط

---

❶ کتاب الضحایا ، باب النهی عن المجثمه (3/4139)

❷ کتاب الجهاد ، باب فی الوقوف علی الدابة (2/2238)

❸ کتاب الجهاد ، باب فی سرعة السیر (2/2239)

سالی میں سفر کرو تو جلدی جلدی سفر طے کرو۔'' (تاکہ اونٹ بھوک سے لاغر نہ ہو جائیں) اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 269 آپ ﷺ نے جانور کو ذبح کرتے وقت اس پر احسان اور رحم کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا لْقِتْلَةَ وَ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَالْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَالْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ)) رَوَاهُ النِّسَائِيُّ [1] (صحیح)

حضرت شداد بن اوس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو (یعنی فوراً قتل کر دو تڑپا تڑپا کر قتل نہ کرو) اور جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو، اس کے لئے اپنی چھری کو اچھی طرح تیز کر لو اور جب ذبح کرنے لگو تو جانور کو آرام دو۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 270 تمام جانوروں پر رحم کرنے میں اجر و ثواب ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ اِشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ : لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِىْ كَانَ بَلَغَ مِنِّىْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ ، فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِىَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَ اِنَّ لَنَا فِىْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ لَاَجْرًا ؟ فَقَالَ ((فِىْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک آدمی کو دوران سفر بہت پیاس لگی، اسے ایک کنواں نظر آیا وہ اس میں اترا اور پانی پیا پھر باہر نکلا تو دیکھا ایک کتا پیاس کی وجہ سے

---

[1] کتاب الضحایا ، باب حسن الذبح (3/4109)

[2] کتاب السلام ، باب فضل سقی البهائم

ہانپ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ آدمی نے سوچا کہ پیاس کی شدت سے اس کتے کا بھی وہی حال ہوگا جو میرا تھا، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کی قدر فرمائی اور اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! تو کیا ان جانوروں کو کھلانے پلانے پر بھی ہمیں ثواب ملے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر زندہ حیوان (کو کھلانے پلانے پر) اجر ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 271 اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے مالک کو اونٹ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت فرمائی۔

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : سَافَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُ مِنْهُ شَيْئًا عَجِيْبًا نَزَلْنَا مَنْزِلاً اَتَاهُ بَعِيْرًا فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَأَى عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَبَعَثَ اِلٰى اَصْحَابِهِ ، فَقَالَ ((مَا لِبَعِيْرِكُمْ هٰذَا يَشْكُوْكُمْ ؟)) فَقَالُوْا : كُنَّا نَعْمَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَبَّرَ وَ ذَهَبَ عَمَلُهُ تَوَاعَدْنَا عَلَيْهِ لَنَنْحَرَهُ غَدًا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَنْحَرُوْهُ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْاِبِلِ يَكُوْنُ مَعَهَا)) رَوَاهُ الْحَاكِمُ [1] (صحيح)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا اور ایک عجیب وغریب بات دیکھی۔ ہم ایک جگہ رکے تو ایک اونٹ آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کے مالکوں کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا ''یہ اونٹ تم لوگوں کی شکایت کیوں کر رہا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''ہم اس سے کام لیتے تھے، لیکن اب یہ بڑا ہو گیا ہے، کام کرنے کے لائق نہیں رہا تو ہم نے اسے کل ذبح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اسے ذبح نہ کرو بلکہ اسے دوسرے اونٹوں کے ساتھ رہنے دو۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 272 روتے ہوئے اونٹ سے آپ ﷺ نے پیار کیا تو اس کے آنسو تھم

---

[1] کتاب آیات رسول اللہ ﷺ التی فی دلائل النبوۃ ، باب شکوۃ البعیر عندہ ﷺ

گئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلْفَهٗ ذَاتَ یَوْمٍ ......فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا جَمَلٌ ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِیَّ ﷺ حَنَّ وَ ذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ ، فَقَالَ ((مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ ؟)) فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَقَالَ : لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! فَقَالَ ((اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهِیْمَةِ الَّتِیْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِیَّاهَا فَاِنَّهٗ شَكٰی اِلَیَّ اَنَّكَ تُجِیْعُهٗ وَ تُدْئِبُهٗ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ[1]

(صحیح)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک روز مجھے اپنے پیچھے سوار کیا اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟'' ایک انصاری جوان حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا اونٹ ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو اس جانور کے معاملے میں اس اللہ سے ڈرتا نہیں جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے تیری شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کام زیادہ لیتا ہے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 273 آپ ﷺ نے اونٹنی کے مالک کو مارنے سے منع فرمایا اور خود اسے چلنے کا حکم دیا تو وہ فوراً چل پڑی۔

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ السُّلَمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی السَّلْبِ فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَدْ خَلَأَتْ نَاقَتِیْ وَ اَنَا اَضْرِبُهَا فَقَالَ ((لَا تَضْرِبْهَا)) وَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((حِلْ)) فَقَامَتْ وَ سَارَتْ مَعَ النَّاسِ . رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ[2] (حسن)

حضرت حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سلب (ایک درخت کی چھال

---

[1] کتاب الجهاد ، باب ما یؤمر به من القیام علی الدواب والبهائم (2222/2)

[2] مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، الجزء الثامن ، کتاب علاماة النبوة ، باب فی معجزاته ﷺ فی الحیوانات والشجر و غیر ذلک

کا نام ہے) لینے کے لئے بھیجا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میری اونٹی اپنی جگہ اڑی ہوئی تھی (چل نہیں رہی تھی) اور میں اسے (چلانے کے لئے) مار رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا''اسے نہ مار۔'' اور اونٹنی کو حکم دیا''چل'' اونٹنی اٹھ کھڑی ہوئی اور لوگوں کے ساتھ چل کھڑی ہوئی۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 274 بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ امْرَأَةً بَغِيًّا رَأَتْ كَلْبًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍ يُطِيْفُ بِبِئْرٍ قَدْ اَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوْقِهَا ، فَغُفِرَ لَهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا''ایک بدکار عورت نے گرمی کے دنوں میں ایک کتے کو دیکھا جو کنویں کے گرد چکر کاٹ رہا تھا اور پانی کی شدت سے اپنی زبان باہر نکال رکھی تھی، اس عورت نے جوتے کے ذریعہ کنویں سے پانی نکالا اور اسے پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 275 بلی پر ظلم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عورت کو جہنم میں ڈال دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((عُذِّبَتْ اِمْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَاهِيَ اَطْعَمَتْهَا وَ سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَ لَاهِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''ایک عورت بلی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کی گئی اس نے بلی کو قید کیا اسے کھانا دیا نہ پینا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھالیتی، اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم میں ڈال دیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 276 بلا وجہ چیونٹی بھی مارنا جائز نہیں۔

---

[1] كتاب قتل الحياة ، باب فضل سقى البهائم

[2] كتاب قتل الحياة ، باب تحريم قتل الهرة

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْیَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ اَفِی اَنْ قَرَصَتْکَ نَمْلَةٌ اَهْلَکْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹا تو انہوں نے حکم دیا اور چیونٹیوں کا سارا گھر جلا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی ''اے نبی! ایک چیونٹی کے کاٹنے سے تم نے پوری امت کو ہلاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح کرنے والی تھی؟'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 277 لرزتے اُحد پہاڑ کو آپ ﷺ نے مخاطب ہو کر فرمایا تو وہ فوراً ساکن ہو گیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَقَالَ ((اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَ شَهِیْدَانِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے، پہاڑ کانپنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔'' (اور پہاڑ ساکن ہو گیا) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 278 حراء پہاڑ کی ایک چٹان نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے اُسے تھمنے کا حکم دیا، وہ تھم گئی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 303 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 279 روتے ہوئے کھجور کے تنے پر آپ ﷺ نے دست شفقت رکھا تو وہ آہستہ آہستہ خاموش ہو گیا۔

---

[1] کتاب قتل الحیات ، باب النهی عن قتل النمل

[2] کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ، باب قول النبی ﷺ ((لو کنت متخذا خلیلا))

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَى شَجَرَةٍ اَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَوْ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا ؟ قَالَ ((اِنْ شِئْتُمْ)) فَجَعَلُوْا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَضَمَّهُ اِلَيْهِ يَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِیْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِیْ عَلٰى مَاكَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور (کے تنے) سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔انصار کی ایک خاتون یا ایک مرد نے عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ !آپ کے لئے ایک منبر نہ بنوادیں؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''اگر تم چاہو تو بنوادو''انہوں نے آپ کے لئے ایک منبر بنوا دیا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔کھجور کا تنا اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا جیسے بچہ چلا چلا کر روتا ہے۔نبی اکرم ﷺ منبر سے اترے درخت کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ اس بچے کی طرح باریک آواز نکالنے لگا جس کو تسلی دی جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''یہ اس لئے روتا ہے کہ پہلے میرے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر سنتا تھا''(اوراب یہ اللہ کا ذکر نہیں سن سکے گا جس پر یہ رنجیدہ ہے)اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 280 آپ ﷺ نے جہاد میں شریک ہونے والے گھوڑے کو بھی مال غنیمت میں سے حصہ دینے کا حکم دیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَ لِصَاحِبِهٖ سَهْمًا . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت میں سے) گھوڑے کے لئے دو حصے مقرر فرمائے اور اس کے مالک کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا''اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب المناقب ، باب علامات النبوة فى الاسلام

❷ كتاب الجهاد والسير ، باب سهام الفرس

مَــعِــيْـشَـتُـهٗ (ﷺ)

آپ ﷺ کی معیشت[1]

مسئلہ 281 مکی زندگی میں آپ ﷺ نے تنگدستی کی وجہ سے کیکر کی پھلیاں اور پتے بھی کھائے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷜ قَالَ رَأَیْتُنِیْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحَیْلَةِ اَوِ الْحُبْلَةِ حَتّٰی یَضَعَ اَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے ہم سات آدمی تھے۔ اس زمانہ میں ہمارا کھانا سوائے کیکر کے پتوں یا پھلیوں کے اور کچھ نہ تھا اور ہمارا پاخانہ بکریوں کی مینگنیوں کی طرح ہوگیا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ابتدائے اسلام کے سات فرد یہ تھے: ① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ ④ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ ⑤ حضرت زید بن عوام رضی اللہ عنہ ⑥ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ⑦ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

مسئلہ 282 بعثت مبارک کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عمر بھر چھلنی کا چھنا ہوا آٹا نہیں کھایا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷜ قَالَ : مَا رَأٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخلاً مِنْ حِیْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ ، قَالَ : قُلْتُ کَیْفَ کُنْتُمْ تَاْکُلُوْنَ الشَّعِیْرَ غَیْرَ مَنْخُوْلٍ ؟ قَالَ : کُنَّا نَطْحَنُهٗ وَ

---

[1] یاد رہے کہ آپ ﷺ کی یہ فقیرانہ اور درویشانہ معیشت خود اختیاری تھی جبری نہ تھی جس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی برضا و رغبت شامل تھیں۔ بلاشبہ فتوحات کے بعد آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سال بھر کا غلہ مہیا فرما دیتے لیکن مسلسل انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے وہ غلہ سال سے پہلے ہی ختم ہوجایا کرتا تھا۔

[2] کتاب الاطعمة ، باب ما کان النبی ﷺ واصحابه یاکلون

نَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد سے لے کر وفات تک (آٹا چھاننے والی) چھلنی دیکھی تک نہیں۔ میں (حدیث کے راوی ابو حازم رحمہ اللہ) نے پوچھا ''تم لوگ چھانے بغیر جو کا آٹا کیسے کھاتے تھے؟'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم جو کو پیستے اور اس کے بعد منہ سے پھونکتے جتنا بھوسہ اڑ جاتا وہ اڑ جاتا اور جو باقی رہ جاتا اسے آٹے کے ساتھ گوندھتے اور کھالیتے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 283 رسول اکرم ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ دونوں نے مسلسل تیس روز اس حال میں گزارے کہ ان کے پاس کھانے کی کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھی۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَ مَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَلَمْ يُؤْذَ اَحَدٌ وَ لَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلاَثُوْنَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ وَ مَالِيَ وَ لِبِلاَلٍ طَعَامٌ يَاكُلُهُ ذُوْكَبِدٍ اِلاَّ شَيْءٌ يُوَارِيْهِ اِبْطُ بِلاَلٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں اللہ کی راہ میں اتنا ڈرایا گیا ہوں کہ کوئی دوسرا اتنا نہیں ڈرایا گیا اور میں اللہ کی راہ میں اتنی اذیت دیا گیا ہوں کہ اتنی اذیت کوئی دوسرا نہیں دیا گیا۔ مجھ پر تیس دن رات ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیز میسر نہیں تھی جسے کوئی انسان کھاسکے سوائے اس چیز کے جو بلال کی بغل میں آجاتی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 284 رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بعض اوقات مہینہ بھر آگ تک نہ جلتی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ يَاْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا اِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلاَّ اَنْ نُؤْتٰى بِاللَّحْمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم پر کبھی ایک مہینہ ایسا بھی آجاتا کہ ہم آگ تک نہ جلا پاتے اور ہمارا گزارا صرف کھجور اور پانی پر ہوتا البتہ کہیں سے گوشت (ہدیہ) آجاتا تو وہ کھالیتے۔ اسے بخاری نے

---

[1] کتاب الاطعمۃ ، باب ما کان النبی ﷺ و اصحابہ یا کلون

[2] ابواب صفۃ القیامۃ ، باب 15 (2012/2)

[3] کتاب الرقاق ، باب کیف کان عیش النبی ﷺ

روایت کیا ہے۔

مسئلہ 285 گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا، بھوک سے مجبور ہو کر آپ ﷺ اس نیت سے گھر سے نکلے کہ شاید کوئی میزبانی کر دے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ ((مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ ؟)) قَالَ : اَلْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ ((وَ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِیَ الَّذِیْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا)) فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِیْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ : مَرْحَبًا وَ اَهْلاً فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيْنَ فُلَانٌ ؟)) قَالَتْ : ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ ، اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِیُّ رضی اللہ عنہ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ صَاحِبَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدَ الْيَوْمِ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِنِّیْ)) قَالَ : فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَ تَمْرٌ وَ رُطَبٌ فَقَالَ : كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَ اَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ)) فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَ مِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَ شَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَ رَوَوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آپ ﷺ گھر سے باہر نکلے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''اس وقت آپ حضرات کیسے نکلے؟'' دونوں نے عرض کی ''بھوک کی وجہ سے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں جس وجہ سے تم نکلے ہو۔'' پس دونوں آپ ﷺ کے ساتھ ہو لئے اور ایک انصاری کے گھر تشریف لائے۔ انصاری گھر میں نہیں تھا۔ انصاری کی اہلیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا ''صاحب خانہ کہاں ہیں؟'' خاتون نے جواب دیا ''وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔'' انصاری واپس آیا تو ان کی نگاہ رسول اللہ

---

[1] کتاب الاشربہ ، باب جواز استتباعہ غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذلک

ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر پڑی تو پکار اٹھے ''الحمد للہ! آج جیسے معزز مہمان تو میرے ہاں کبھی نہیں آئے۔'' انصاری گئے اور کھجور کا ایک خوشہ توڑ لائے جس میں خشک، تر اور کچی ہر طرح کی کھجوریں تھیں اور عرض کی ''تناول فرمائیں'' پھر (بکری ذبح کرنے کے لئے) ہاتھ میں چھری لی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔'' انصاری نے بکری ذبح کی۔ تینوں حضرات نے گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی بھی پیا جب سیر ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا، بھوک نے تمہیں گھر سے نکالا اور تم گھروں کو پلٹے بہت سی نعمتوں کے ساتھ۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 286 بعض اوقات بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ اپنے پیٹ پر پٹی یا پتھر باندھ لیتے تا کہ تکلیف نہ ہو۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ يَقُوْلُ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ اَصْحَابِهٖ يُحَدِّثُهُمْ وَ قَدْ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ قَالَ اُسَامَةُ وَ اَنَا اَشُكُّ عَلٰى حَجَرٍ فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ لِمَ عَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَهُ ، فَقَالُوْا : مِنَ الْجُوْعِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے اور پیٹ پر ایک پٹی باندھ رکھی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (پٹی کے ساتھ) پتھر باندھنے کا ذکر کیا یا نہیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ''بھوک کی وجہ سے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 287 کاشانہ نبوت کی ساری کائنات ایک چٹائی، ایک تکیہ، کچھ پتے، چند مٹھی جو اور کچے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر مشتمل تھی۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى

---

[1] کتاب الاشربہ، باب جواز استتباعه غیره الی دار من یثق برضاه بذلک

حَصِيْرٍ وَ تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسْتُ فَاَدْنٰى عَلَيْهِ اِزَارَهُ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَ اِذَا الْحَصِيْرُ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ فَنَظَرْتُ بِبَصَرِيْ فِيْ خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيْرٍ نَحْوَ الصَّاعِ وَ مِثْلِهَا قَرَظًا فِيْ نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ فَاِذَا اَفِيْقٌ مُعَلَّقٌ قَالَ : فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ قَالَ ((مَا يُبْكِيْكَ يَا بْنَ الْخَطَّابِ ؟)) قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَ مَالِيَ لاَ اَبْكِيْ وَ هٰذَا الْحَصِيْرُ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِكَ وَ هٰذِهٖ خِزَانَتُكَ لاَ اَرٰى فِيْهَا اِلاَّ مَا اَرٰى وَ ذَاكَ قَيْصَرُ وَ كِسْرٰى فِي الثِّمَارِ وَالْاَنْهَارِ وَ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ صَفْوَتُهُ وَ هٰذِهٖ خِزَانَتُكَ فَقَالَ ((يَا بْنَ الْخَطَّابِ ! اَلاَ تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَةُ وَ لَهُمُ الدُّنْيَا؟)) قُلْتُ: بَلٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ ﷺ کے سر مبارک کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا تہبند اوپر کرلیا، تہبند کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا۔ چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر نشان پڑ گئے تھے۔ میں نے کاشانہ نبوت میں نظر دوڑائی تو چند مٹھی جو، ایک صاع (پونے تین کلو) کے قریب تھے، کچھ پتے اور ایک کچے چمڑے کا ٹکڑا لٹکا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''کیوں نہ روؤں یہ ایک چٹائی ہے جس نے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر نشان ڈال دیئے ہیں اور آپ کے گھر کا سارا اثاثہ یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں جبکہ قیصر وکسریٰ مال و دولت میں عیش کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور برگزیدہ ہیں آپ ﷺ کے پاس صرف یہ چند چیزیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے ابن خطاب! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ ہمارے لئے آخرت کی نعمتیں ہوں اور ان (کافروں) کے لئے دنیا کی نعمتیں؟'' میں نے عرض کیا ''کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ، میں راضی ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 288 رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

[1] كتاب الطلاق ، باب بيان ان تخيير إمرأته لا يكون طلاقا الا بالنية

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَدَمٍ وَ حَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 289 آپ ﷺ دن میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتے، اگر کھجور میسر ہوتی تو دوسرے وقت کھجور کھا لیتے ورنہ فاقہ فرماتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا اَكَلَ الُ مُحَمَّدٍ ﷺ اَكْلَتَيْنِ فِیْ يَوْمٍ اِلَّا اِحْدَاهُمَا تَمْرٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں محمد ﷺ کے گھر والوں نے ایک دن میں جب دو بار کھانا کھایا تو دوسری بار کا کھانا کھجور ہوتی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 290 مدینہ منورہ آمد کے بعد رسول اکرم ﷺ کو مسلسل تین دن تک کبھی گیہوں کی روٹی میسر نہیں آئی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا شَبِعَ الُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد اور آپ ﷺ کی وفات تک محمد ﷺ کے گھر والوں کو مسلسل تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر کبھی میسر نہیں آئی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 291 میدے کی روٹی آپ ﷺ نے عمر بھر نہیں کھائی۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ وَ عِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ قَالَ : مَا اَكَلَ النَّبِیُّ ﷺ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَ لَا شَاةً مَسْمُوْطَةً

---

[1] کتاب الرقاق ، باب کیف کان عیش النبی ﷺ

[2] کتاب الرقاق ، باب کیف کان عیش النبی ﷺ

[3] کتاب الاطعمة ، باب ما کان النبی ﷺ و اصحابه یاکلون

حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے باورچی بھی موجود تھے (باورچی کے سامنے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک میدے کی روٹی اور کھال سمیت بھنی ہوئی بکری کبھی نہیں کھائی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 292 عمر کے آخری حصہ میں آپ ﷺ کو جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نصیب نہیں ہوئی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ شَاۃٌ مَصْلِیَّۃٌ فَدَعَوْہُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الدُّنْیَا وَ لَمْ یَشْبَعْ مِنَ الْخُبْزِ الشَّعِیْرِ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے ان کے آگے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 293 وفات مبارک سے پہلے آپ ﷺ کی غذا کھجور اور پانی پر مشتمل تھی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ حِیْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرُ وَ الْمَاءُ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت ہم دو سیاہ چیزوں سے اپنا پیٹ بھرتے تھے کھجور اور پانی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 294 وفات مبارک سے قبل آپ ﷺ کے پاس ایک خچر، کچھ ہتھیار اور کچھ خیبر اور فدک کی زمین تھی جسے آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی وقف

---

[1] کتاب الاطعمۃ ، باب الخبز المرقق

[2] کتاب الاطعمۃ ، باب ما کان النبی ﷺ و اصحابہ یاکلون

[3] کتاب الاطعمۃ ، باب من اکل حتی شبع

فرما دیا تھا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ﷺ قَالَ : مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دِیْنَارًا وَ لاَ دِرْھَمًا وَ لاَ عَبْدًا وَلاَ اَمَۃً اِلاَّ بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ الَّتِیْ کَانَ یَرْکَبُھَا وَ سَلاَحَہُ اَوْ اَرْضًا جَعَلَھَا لِاِبْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَۃً . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دینار، درہم، غلام، لونڈی کچھ بھی نہ چھوڑا سوائے ایک سفید خچر کے جس پر آپ ﷺ سواری فرماتے اور ہتھیار چھوڑے یا پھر کچھ زمین تھی جسے آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی مسافروں کے لئے صدقہ فرما دیا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 295 وفات کے وقت آپ ﷺ کے ہاں درہم تھا نہ دینار، بکری تھی نہ اونٹ اور نہ ہی کوئی اور قابل وصیت چیز تھی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دِیْنَارًا وَ لاَ دِرْھَمًا وَ لاَ شَاۃً وَلاَ بَعِیْرًا وَلاَ اَوْصٰی بِشَیْءٍ . رَوَاہُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے (وفات کے بعد) دینار چھوڑا نہ درہم، بکری چھوڑی نہ اونٹ، نہ ہی کوئی اور قابلِ وصیت چیز چھوڑی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 296 وفات کے وقت آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس 30 صاع جو (75 کلوگرام) کے عوض رہن تھی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ وَ دِرْعُہُ مَرْھُوْنَۃٌ عِنْدَ یَھُوْدِیٍّ بِثَلاَثِیْنَ یَعْنِیْ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ

[2] کتاب الوصیۃ، باب ترک الوصیۃ لمن لیس لہ شیء یوصی فیہ

[3] کتاب المغازی، باب وفاۃ النبی ﷺ

مسئلہ 297 **وفات کے وقت آپ ﷺ کا لباس ایک موٹے کپڑے کے تہبند اور پیوند لگے کمبل پر مشتمل تھا۔**

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِزَارًا غَلِیْظًا وَ كِسَاءً مُلَبَّدًا، فَقَالَتْ : فِیْ هٰذَا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک موٹا تہبند اور ایک پیوند لگا کمبل نکالا اور فرمایا کہ آپ ﷺ کی وفات ان دو کپڑوں میں ہوئی تھی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 298 **آپ ﷺ نے ساری زندگی کسی درخت کے سائے تلے چند لمحے آرام کر کے اپنی راہ لینے والے مسافر کی طرح بسر فرمادی۔**

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ اِضْطَجَعَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی حَصِیْرٍ فَاَثَّرَ عَلٰی جِلْدِهٖ فَقُلْتُ : بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتَ اٰذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَیْهِ شَیْئًا یَقِیْكَ مِنْهُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَنَا وَالدُّنْیَا ! اِنَّمَا اَنَا وَالدُّنْیَا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحیح)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کے نشان آپ ﷺ کی بدن مبارک پر نظر آرہے تھے۔ میں نے عرض کیا ”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں حکم فرماتے تو آپ کے لئے بستر بچھاتے جس پر آپ آرام فرماتے۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میرا دنیا سے کیا واسطہ؟ میرا دنیا سے بس اتنا ہی تعلق ہے جتنا کوئی مسافر کسی درخت کے سائے تلے چند لمحے آرام کرتا ہے پھر اسے چھوڑ کر آگے روانہ ہو جاتا ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

✧✧✧

---

1. كتاب اللباس والزينة ، باب التواضع فى اللباس
2. كتاب الزهد ، باب مثل الدنيا (3317/2)

مُعْجِزَاتُہٗ (ﷺ)

آپ ﷺ کے معجزات

مَسئلہ 299 نبوت سے قبل مکہ مکرمہ کے پتھر نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھے نبوت سے قبل سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 300 نبوت سے قبل ایک وادی کے حجر و شجر آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے جھک گئے۔

وضاحت: ① حدیث مسئلہ نمبر 34 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

② یاد رہے دونوں مذکورہ معجزات کے وقت رسول اللہ ﷺ کو بلاشبہ اپنی نبوت کا علم نہیں تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی نبوت اس وقت ہی طے ہو چکی تھی جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے مرحلے میں تھے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 51

مَسئلہ 301 آپ ﷺ نے لوگوں کو چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا ہوا دکھایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى اِذَا انْفَلَقَ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فَكَانَتْ فِلْقَةٌ وَرَاءَ الْجَبَلِ وَ فِلْقَةٌ دُوْنَهُ ، فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِشْهَدُوْا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا (حرا) پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا ٹکڑا (حرا) پہاڑ کی دوسری طرف چلا گیا۔

---

① كتاب الفضائل ، باب فضل نسب النبى ﷺ تسليم الحجر على النبى ﷺ قبل النبوة

② كتاب صفات المنافقين ، باب انشقاق القمر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''گواہ رہو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : قریش مکہ آپ ﷺ سے نبوت کی دلیل کے طور پر کوئی نشانی طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی چاند کے دوٹکڑے ہونے کی اطلاع دی جسے دیکھ کر آپ ﷺ نے حاضرین کی توجہ چاند کی طرف دلائی، وہاں موجود تمام لوگوں نے چاند کو دو ٹکڑوں میں دیکھا۔ یاد رہے کفار کے مطالبہ پر آپ ﷺ کا اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کی روایت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ 302 دبلی پتلی کم عمر بکری نے آپ ﷺ کے دست مبارک سے دودھ دیا اور دودھ دینے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ : كُنْتُ غُلاَمًا يَافِعًا اَرْعٰى غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ اَبِىْ مُعِيْطٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ وَ قَدْ فَرَّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالاَ ((يَا غُلاَمُ ! هَلْ عِنْدَكَ مِنْ لَبَنٍ تَسْقِيْنَا ؟)) فَقُلْتُ : اِنِّىْ مُؤْتَمَنٌ وَ لَسْتُ سَاقِيَكُمَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ جَذَعَةٍ لَمْ يَنْزُ عَلَيْهَا الْفَحْلُ ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ ، فَاَتَيْتُهُمَا بِهَا فَاعْتَقَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَ مَسَحَ الضَّرْعَ وَ دَعَا فَحَفَلَ الضَّرْعُ ثُمَّ اَتَاهُ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ بِصَخْرَةٍ مُنْقَعِرَةٍ فَاحْتَلَبَ فِيْهَا فَشَرِبَ وَ شَرِبَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ ثُمَّ شَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ ((اَقْلِصْ)) فَقَلَصَ ، قَالَ ((فَاَتَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ)) فَقُلْتُ : عَلِّمْنِىْ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ ، قَالَ ((اِنَّكَ غُلاَمٌ مُعَلَّمٌ)) فَاَخَذْتُ مِنْ فِيْهِ سَبْعِيْنَ سُوْرَةً لاَ يُنَازِعُنِىْ فِيْهَا اَحَدٌ . رَوَاهُ اَحْمَدُ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بلوغت کے قریب تھا اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک روز نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ دونوں حضرات مشرکین سے نفرت کرتے تھے، دونوں نے مجھ سے پوچھا ''بیٹا! کیا پینے کے لئے کچھ دودھ ہے؟'' میں نے عرض کیا ''بکریاں میرے پاس امانت ہیں، لہٰذا میں دودھ نہیں پلا سکتا۔'' نبی اکرم ﷺ نے پوچھا ''کیا کوئی ایسی بکری ہے جو ابھی نر سے جفت نہ ہوئی ہو؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں!'' میں وہ بکری ان حضرات کے پاس لے گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے باندھا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا مانگی۔ تھنوں میں دودھ بھر آیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک پتھر کا پیالہ لے آئے اور آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہا اور خوب پیا پھر میں نے پیا پھر آپ ﷺ نے تھنوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ''خالی ہو جا۔'' تھن پہلے کی طرح خالی ہو گئے۔ میں (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) حاضر ہوا اور عرض کیا : مجھی یہ دعا سکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

---

[1] صفوة الصفوة ، الجزء الاول ، رقم الصفحه 181

"تم عقلمند لڑکے ہو۔" (یعنی تمہیں واقعی سیکھنا چاہئے) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایمان لانے کے بعد) "میں نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست ستر سورتیں سیکھیں جن میں مجھ سے کوئی بحث نہیں کرسکتا۔" اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 303 حرا پہاڑ کی ایک چٹان نے حرکت کی، آپ ﷺ نے اسے تھمنے کا حکم دیا تو وہ فوراً تھم گئی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰی حَرَاءٍ هُوَ وَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ وَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ وَالزُّبَیْرُ رضی اللہ عنہ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِهْدَأْ فَمَا عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حراء پہاڑ پر تھے کہ چٹان نے حرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تھم جا تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید کھڑے ہیں۔" (اور وہ تھم گئی) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور آپ ﷺ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

مسئلہ 304 کفار نے واقعہ معراج کی تکذیب کی۔ آپ ﷺ کا امتحان لینا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا جسے دیکھ کر آپ ﷺ کفار مکہ کے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 348 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 305 ام معبد کی دودھ سے خشک اور لاغر بکری نے اتنا دودھ دیا کہ گھر میں موجود تمام افراد سیر ہو گئے اور برتن دودھ سے بھر گئے۔

عَنْ حُبَیْشِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ ......هُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا...... اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَی الْمَدِیْنَةِ ، هُوَ وَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ ، وَ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ عَامِرِ

---

[1] كتاب الفضائل ، باب من فضائل طلحة وزبير رضی الله عنهما

بْنِ فُهَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَ دَلِيْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّيْثِيُّ رضی اللہ عنہ، مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَ تَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا ، فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَ كَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ ...... مُسْنِتِيْنَ ...... فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى شَاةٍ فِيْ كَسْرِ الْخَيْمَةِ ، فَقَالَ ((وَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ؟)) قَالَتْ : شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ ، قَالَ ((هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ ؟)) قَالَتْ : هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ ، قَالَ ((أَ تَأْذَنِيْنَ لِيْ اَنْ اَحْلِبَهَا ؟)) قَالَتْ : بِاَبِيْ وَ اَنْتَ وَ اُمِّيْ اِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلِبْهَا ، فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَ سَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى، وَ دَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا ، فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ ، وَ دَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ ، فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ ، فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا ، حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ، ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رُوِيَتْ ، وَ سَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوُوْا ، ثُمَّ شَرِبَ آخِرُهُمْ ، ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ ، حَتّٰى مَلَأَ الْاِنَاءَ ، ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا ، وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا. رَوَاهُ الْحَاكِمُ [1]

حضرت حبیش بن خالد رضی اللہ عنہ ...... ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی ...... سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکالے گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ اور ان حضرات کا گائیڈ عبداللہ اللیثی تھے۔ جب یہ لوگ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمے کے پاس سے گزرے تو ام معبد رضی اللہ عنہا سے پوچھا ''کیا اس کے پاس گوشت اور کھجوریں ہیں تاکہ وہ اس سے خرید سکیں۔'' لیکن ان لوگوں کو ام معبد رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز نہ ملی۔ ویسے بھی یہ لوگ غریب اور قحط زدہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیمے کے ایک کونے میں بکری دیکھی تو دریافت فرمایا'' اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟'' ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' لاغرپن کی وجہ سے یہ بکری اپنے ریوڑ سے پیچھے رہ گئی ہے۔'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا'' کیا یہ دودھ دیتی ہے؟'' ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' دودھ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کیا تو مجھے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت دیتی ہے؟'' ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر آپ کو دودھ نظر آتا ہے تو بسم اللہ فرمائیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے بکری منگوائی اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھ کر اس کے لئے دعا فرمائی، بکری نے اپنے دونوں پاؤں کھول دیئے، دودھ چھوڑ دیا اور جگالی کرنے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے

[1] مشکوۃ المصابیح، للالبانی ، کتاب الفضائل ، باب فی المعجزات ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 5943

سارے گھر والوں کو کفایت کرنے والا برتن طلب فرمایا اور اس میں اتنا دودھ دوہا کہ اس کے اوپر تک جھاگ آ گئی۔ پھر آپ ﷺ نے ام معبد رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہو گئی پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ آخر میں آپ ﷺ نے خود دودھ نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دوبارہ اسی برتن میں دودھ دوہنا شروع کیا حتی کہ وہ برتن بھر گیا اور اسے ام معبد رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا۔ (رخصت ہونے سے قبل) رسول اللہ ﷺ نے ام معبد رضی اللہ عنہا سے بیعت لی اور وہاں سے (مدینہ منورہ کی طرف) روانہ ہو گئے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 306 آنسو بہاتے ہوئے اونٹ سے آپ ﷺ نے پیار کیا تو اس کے آنسو تھم گئے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 272 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 307 دورانِ ہجرت آپ ﷺ کا تعاقب کرنے والے سراقہ بن مالک کے لئے آپ ﷺ نے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔

مسئلہ 308 سراقہ بن مالک کی درخواست پر آپ ﷺ نے دوبارہ دعا کی تو گھوڑا زمین سے صحیح سالم نکل آیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَی الْمَدِیْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِکِ بْنِ جُعْشَمٍ فَدَعَا عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ ، قَالَ : اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ وَ لَا اَضُرُّکَ فَدَعَا لَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لا رہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے عرض کیا ''اللہ سے میری نجات کی دعا فرمائیں، میں آپ کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔'' آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ (اور اس کا گھوڑا زمین سے باہر نکل آیا) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ و اصحابه الی المدینة

مسئلہ 309 جنگ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عکاشہ کو ایک لکڑی تھمائی جو فوراً تلوار میں بدل گئی ۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ الْخَشْنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمَّتِهٖ قَالَتْ : قَالَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہ اِنْقَطَعَ سَیْفِیْ یَوْمَ بَدْرٍ فَاَعْطَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَوْدًا فَاِذَا هُوَ سَیْفٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَقَاتَلْتُ بِهٖ حَتّٰی هَزَمَ اللّٰهُ الْمُشْرِكِیْنَ وَ لَمْ یَزَلْ عِنْدَهٗ حَتّٰی هَلَکَ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ [1]

حضرت عمر بن عثمان خشنیؒ اپنے باپ سے اور وہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بدر کے روز (لڑائی کے دوران) میری تلوار ٹوٹ گئی (میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا) آپ ﷺ نے مجھے ایک عود کی لکڑی دی (اور فرمایا اس سے لڑو) وہ لکڑی فوراً چمکتی ہوئی لمبی تلوار بن گئی اور میں مشرکین کی شکست تک اس تلوار سے لڑتا رہا۔ یہ تلوار حضرت عکاشہ کے پاس ان کی موت تک موجود رہی۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 310 دو درخت چل کر آئے اور رفع حاجت کے لئے آپ ﷺ کو پردہ مہیا کیا، رفع حاجت کے بعد دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے ۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی نَزَلْنَا وَادِیًا اَفْیَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْضِیْ حَاجَتَهٗ فَاتَّبَعْتُهٗ بِاِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا یَسْتَتِرُ بِهٖ وَ اِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِیءِ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ ((اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰی اَتَی الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰی فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَیْنَهُمَا لَامَ بَیْنَهُمَا یَعْنِیْ جَمَعَهُمَا فَقَالَ ((اِلْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) فَالْتَأَمَتَا قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ فَخَرَجْتُ اُحْضِرُ مَخَافَةً اَنْ یُحِسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقُرْبِیْ فَیَبْتَعِدُ قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ رضی اللہ عنہ فَیَتَبَعَّدُ فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰی

[1] البدایة والنهایة ، لابن كثیر ، كتاب المغازی ، باب قتل ابی جهل لعنة الله ، الجزء الثالث ، رقم الصفحه 308

سَاقٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک کھلی وادی میں ہم نے پڑاؤ کیا۔رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے،میں پانی کا برتن لئے آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔رسول اللہ ﷺ نے ادھر ادھر نظر دوڑائی،لیکن آپ ﷺ کو پردہ کرنے والی کوئی چیز نظر نہ آئی۔اس وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔آپ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا''اللہ کے حکم سے میری تابعداری کر۔''وہ درخت آپ ﷺ کا اس طرح تابع ہو گیا جس طرح نکیل پڑا اونٹ اپنے مالک کا تابعدار ہوتا ہے۔پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے،اس کی شاخ پکڑی اور فرمایا''اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا۔''چنانچہ دوسرا درخت بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔جب دونوں درخت وادی کے وسط میں پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا''دونوں مل جاؤ۔''چنانچہ دونوں درخت مل گئے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) نکلا تھا تو میرے دل میں یہ خدشہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ میری قربت کی وجہ سے (رفع حاجت کے لئے) دور چلے جائیں گے (جب رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے چلے گئے تو) میں بیٹھ کر اپنے دل میں باتیں کرنے لگا اتنے میں مجھے سامنے سے رسول اکرم ﷺ واپس تشریف لاتے ہوئے نظر آئے اور (میں نے دیکھا کہ) دونوں درخت الگ الگ ہو کر اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے ہیں۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 311 آپ ﷺ کے حکم سے درخت اپنی جگہ سے چل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے حکم سے واپس اپنی جگہ پلٹ گیا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَاءَ جِبْرِيْلُ علیہ السلام اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ جِبْرِيْلُ علیہ السلام: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تُحِبُّ اَنْ اُرِيَكَ اٰيَةً ؟ قَالَ ((نَعَمْ)) فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَائِهٖ فَقَالَ : اُدْعُ بِهَا ، فَدَعَا بِهَا فَجَاءَ تْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ ،فَقَالَ : ((مُرْهَا)) فَلْتَرْجِعْ ، فَاَمَرَ بِهَا فَرَجَعَتْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حَسْبِيْ حَسْبِيْ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ❷ (صحیح)

❶ كتاب الزهد ، باب حديث جابر الطويل قصه ابى اليسر

❷ مشكوة المصابيح ، للالبانى ، كتاب الفضائل ، باب فى المعجزات ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 5924

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس وقت آپ ﷺ غمزدہ حالت میں بیٹھے تھے۔اہل مکہ کے ظلم کی وجہ سے آپ ﷺ خون آلود تھے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو کوئی معجزہ دکھایا جائے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں!'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے پیچھے ایک درخت دیکھا اور کہا ''آپ اس درخت کو بلائیں۔'' آپ ﷺ نے اسے بلایا، وہ درخت آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ اسے حکم دیں کہ واپس چلا جائے۔آپ ﷺ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری تسکین کے لئے یہی کافی ہے۔'' اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 312 غزوہ خندق کے موقع پر دس آدمیوں کا کھانا ہزار آدمیوں نے کھایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ ، فَقَالَ ((اَنَا نَازِلٌ)) ثُمَّ قَامَ وَ بَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ ، وَ لَبِثْنَا ثَلاَثَةَ اَيَّامٍ لاَ نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ ، فَضَرَبَ فِي الْكُدْيَةِ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَأْتُ اِلَى امْرَأَتِيْ فَقُلْتُ : هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ ؟ فَاِنِّيْ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا ، وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا ، وَ طَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ كَانَ عِنْدَنَا ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَ نَفَرٌ مَعَكَ ، فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ ! اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا ، فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلاَ تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ)) وَ جَاءَ ، فَاَخْرَجْتُ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَ بَارَكَ ، ثُمَّ قَالَ ((اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ ، وَ اقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَ لاَ تُنْزِلُوْهَا)) وَهُمْ اَلْفٌ ، فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَ كَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَ اِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ ، وَ اِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب خندق کھودی گئی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا

[1] کتاب المغازی ، باب غزوۃ الخندق

پیٹ بھوک کی شدت سے بہت نیچے لگ گیا ہے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا ''کیا تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔'' اس نے ایک پوٹلی نکالی جس میں صرف ایک صاع (یعنی پونے تین کلو) جو تھے اور ہمارے گھر میں ایک پالتو بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا اور بیوی نے جو کا آٹا تیار کیا۔ میں نے گوشت بنا کر ہنڈیا میں ڈالا تو وہ جو پیس کر فارغ ہوگئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہونے لگا تو بیوی نے کہا ''دیکھو! مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔'' (یعنی زیادہ آدمی نہ بلانا) میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کرتے ہوئے عرض کی ''ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کی روٹیاں پکائی ہیں، آپ چند اصحاب کے ساتھ تشریف لائیں۔'' نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ''خندق والو! جابر کے ہاں تمہاری دعوت ہے سب آجاؤ۔'' مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا ''میرے آنے سے پہلے ہنڈیا چولہے سے نہ اتارنا اور نہ ہی آٹے کی روٹیاں پکانا۔'' چنانچہ میں واپس گھر پلٹا اور رسول اللہ ﷺ بھی لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے۔ میں نے گھر آ کر بیوی کو ساری بات بتائی تو کہنے لگی ''اللہ تجھے عقل دے یہ کیا کیا؟'' میں نے کہا ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے وہی بات کہی تھی جو تو نے مجھے سکھائی تھی۔'' پھر بیوی نے آٹا نکالا اور آپ ﷺ نے اس میں اپنا تھوک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی پھر ہنڈیا کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں اپنا لب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی اور میری بیوی کو حکم دیا کہ ''روٹی پکانے والی ایک عورت بلا لے تاکہ وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور ہنڈیا سے گوشت نکالتی جا، لیکن چولہے سے نہ اتارنا۔'' اس روز کھانے والے ایک ہزار آدمی تھے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب نے جی بھر کر کھایا حتی کہ خود ہی کھانا چھوڑ کر واپس پلٹے۔ اس کے بعد بھی ہماری ہنڈیا اسی طرح گوشت سے بھری جوش مار رہی تھی اور آٹے کا بھی یہی حال تھا کہ ویسے کا ویسے تھا اور اس سے روٹیاں پک رہی تھیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے

مسئلہ 313 **غزوہ حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کے دست مبارک کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلا اور پندرہ سو آدمی سیراب ہوئے۔**

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ : عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ ، فَقَالُوا رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ ((مَالَكُمْ ؟)) قَالُوْا : لَيْسَ عِنْدَنَا

مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَ نَشْرَبُ اِلاَّ مَا فِي رَكْوَتِكَ ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ ، قَالَ : فَشَرِبْنَا وَ تَوَضَّأْنَا . قِيْلَ لِجَابِرٍ ؓ : كَمْ كُنْتُمْ ؟ قَالَ : لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا ، كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صراحی تھی آپ ﷺ نے اس میں سے وضو کیا اتنے میں کافی لوگ جمع ہوگئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا "کیا بات ہے؟" صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس پانی پینے کے لئے ہے نہ وضو کے لئے سوائے آپ ﷺ کی اس صراحی کے۔" آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس صراحی میں رکھ دیا۔ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح نکلنے لگا۔ حضرت جابر ؓ کہتے ہیں ہم نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ راوی حدیث حضرت سالم ؓ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر ؓ سے پوچھا "اس روز تم کتنے آدمی تھے؟" حضرت جابر ؓ نے فرمایا "اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمارے لئے کافی تھا، ہم تو صرف پندرہ سو تھے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 314 غزوہ حدیبیہ کے سفر میں ایک جگہ کنویں کا پانی ختم ہوگیا۔ آپ ﷺ نے کنویں کے پانی میں لب مبارک ڈالا تو کنواں پانی سے بھر گیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ الْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ ، فَنَزَحْنَاهَا ، فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَاَتَاهَا ، فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ، ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ ، فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَ دَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِيْهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ، ثُمَّ قَالَ : ((دَعُوْهَا سَاعَةً)) فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَ رِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو یا اس سے زائد آدمی تھے وہ سب ایک کنویں پر رکے اور اس کا سارا پانی (استعمال کے لئے) نکال لیا (حتی کہ پانی ختم ہوگیا) صحابہ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ کنویں پر تشریف

[1] کتاب المغازی ، باب غزوۃ الحدیبیۃ

[2] کتاب المغازی ، باب غزوۃ الحدیبیۃ

لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا ''کنویں کے پانی سے بھرا ہوا ڈول میرے پاس لاؤ۔'' پانی بھرا ڈول لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا لب مبارک ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا ''چند لمحے انتظار کرو۔'' اس کے بعد سب لوگ کنویں سے سیراب ہوئے اور جانوروں نے بھی خوب پانی پیا۔ پھر ہم وہاں سے چل دیئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 315 کیکر کے درخت نے تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِی سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِیْكَ لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ؟)) قَالَ : وَ مَنْ يَشْهَدُ عَلٰی مَا تَقُوْلُ ؟ قَالَ ((هٰذِهِ السَّلَمَةُ)) فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هِیَ بِشَاطِیءِ الْوَادِیْ ، فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ خَدًّا، حَتّٰی قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلاَثًا ، فَشَهِدَتْ ثَلاَثًا . اَنَّهُ كَمَا قَالَ ، ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَنْبَتِهَا . رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک بدو آیا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا ''تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' بدو نے کہا ''جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کی گواہی اور کون دیتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ کیکر کا درخت گواہی دیتا ہے۔'' آپ ﷺ وادی کے کنارے پر کھڑے تھے، آپ ﷺ نے کیکر کو بلایا تو کیکر زمین کو پھاڑتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھنے کا حکم دیا اور کیکر نے تین مرتبہ کلمہ پڑھا یعنی وہی الفاظ کہے جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے تھے پھر وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 316 اُحد پہاڑ نے جنبش کی آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا تو وہ تھم گیا۔

---

[1] مشکوۃ المصابیح ، للالبانی ، کتاب الفضائل ، باب فی المعجزات، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 5925

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 277 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 317 ایک درخت نے رسول اللہ ﷺ کو جنات کے قرآن سننے کی خبر دی۔

عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ اَبِیْ ، قَالَ : سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَیْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ ؟ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْکَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت معن بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے مسروق سے پوچھا ''نبی اکرم ﷺ کو کس نے بتایا کہ آپ ﷺ کا قرآن جنوں نے سنا ہے؟'' مسروق نے جواب دیا ''تمہارے والد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے مجھے بتایا کہ آپ ﷺ کو ایک درخت نے یہ بتایا تھا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 318 کھجوروں کے ڈھیر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دست مبارک سے برکت ڈال دی۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ : تُوُفِّیَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ ﷺ وَ عَلَیْهِ دَیْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَلٰی غُرَمَائِهٖ اَنْ یَضَعُوْا مِنْ دَیْنِهٖ فَطَلَبَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْهِمْ فَلَمْ یَفْعَلُوْا ، فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَکَ اَصْنَافًا اَلْعَجْوَةُ عَلٰی حِدَةٍ وَ عِذَقَ زَیْدٍ عَلٰی حِدَةٍ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلَیَّ)) فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَرْسَلْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلٰی اَعْلَاهُ اَوْ فِیْ وَسَطِهٖ ثُمَّ قَالَ ((کِلْ لِلْقَوْمِ)) فَکِلْتُهُمْ حَتّٰی اَوْفَیْتُهُمُ الَّذِیْ لَهُمْ بَقِیَ تَمْرِیْ کَاَنَّهٗ لَمْ یَنْقُصْ مِنْهُ شَیْءٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان پر کچھ قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے قرض خواہوں سے کہا جتنی کھجوریں میرے پاس ہیں وہ لے لو، لیکن انہوں نے اتنا کم لینے سے انکار کر دیا تب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر

---

[1] کتاب المناقب ، باب ذکر الجن و قول اللہ تعالی ﴿ قل اوحی الی...... ﴾

[2] کتاب البیوع ، باب الکیل علی البائع والمعطی

ہوئے اور کہنے لگے کہ ”آپ کو معلوم ہے کہ غزوہ احد کے دن میرے والد شہید ہو گئے ان پر بہت زیادہ قرض تھا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ قرض خواہوں سے قرض معاف کروا دیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا ”اچھا تو جا اور (اپنے باغ کی ہر قسم کی) کھجور کا (الگ الگ) ڈھیر لگا دے۔ (مثلاً عجوہ کا ڈھیر الگ، عذق کا ڈھیر الگ) پھر مجھے بلا لینا۔“ میں نے ایسا ہی کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور ڈھیر کے اوپر یا وسط میں بیٹھ گئے اور فرمایا ”قرض خواہوں کو تول تول کر دیتے جاؤ۔“ میں نے کھجور تولنی شروع کر دی حتی کہ میرے والد کے سارے قرض خواہوں کا قرض پورا ہو گیا۔ آخر میں میری کھجوریں اتنی ہی تھیں جتنی شروع میں تھیں، گویا ان میں سے کچھ بھی کم نہ ہوئیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 319 **کھجور کا تنا آپ ﷺ کے فراق میں رونے لگا اور آپ ﷺ کے شفقت فرمانے پر خاموش ہو گیا۔**

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 279 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 320 **مدینہ کے محلّہ زوراء میں وضو کے لئے پانی میسر نہیں تھا آپ ﷺ نے ایک پیالے میں دستِ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح بہنے لگا۔**

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ بِالزَّوْرَاءِ فَاُتِیَ بِاِنَاءٍ مَاءٍ لاَ یَغْمُرُ اَصَابِعَهُ فَوَضَعَ کَفَّیْهِ فِیْهِ فَجَعَلَ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ جَمِیْعُ اَصْحَابِهِ قَالَ : قُلْتُ کَمْ کَانُوْا یَا اَبَا حَمْزَةَ ؟ قَالَ : کَانُوْا زُهَاءَ ثَلاَثِ مِائَةٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ زوراء (مدینہ کا ایک محلّہ) میں تشریف فرما تھے (پانی ختم ہو گیا تو) آپ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن (پیالہ) لایا گیا جس میں بس اتنا ہی پانی تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک اس میں رکھی تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پانی سے وضو کیا۔ راوی نے حضرت

---

[1] کتاب الفضائل ، باب، فی معجزات النبی ﷺ

انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''ابوحمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) سارے آدمی کتنے تھے؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''قریباً تین سو آدمی تھے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 321 ایک آدمی کا کھانا ستر یا اسی آدمیوں نے کھایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ رضی اللہ عنہ لِاُمِّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْہِ الْجُوْعَ فَھَلْ عِنْدَکِ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَتْ : نَعَمْ ! فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَھَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِہٖ ثُمَّ دَسَّتْہُ تَحْتَ ثَوْبِیْ وَ رَدَّتْنِیْ بِبَعْضِہٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ، قَالَ : فَذَھَبْتُ بِہٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ وَ مَعَہُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَیْھِمْ ، فَقَالَ : رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَرْسَلَکَ اَبُوْ طَلْحَۃَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ ! فَقَالَ ((أَ لِطَعَامٍ ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِمَنْ مَعَہُ ((قُوْمُوْا)) قَالَ : فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَۃَ رضی اللہ عنہ فَاَخْبَرْتُہُ ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ : یَا اُمَّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالنَّاسُ وَ لَیْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُھُمْ ، فَقَالَتْ : اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ، قَالَ : فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَۃَ حَتّٰی لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَعَہٗ حَتّٰی دَخَلَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ((ھَلُمِّیْ مَا عِنْدَکِ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ فَاَتَتْ بِذٰلِکَ الْخُبْزِ)) فَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَفُتَّ وَ عَصَرَتْ عَلَیْہِ اُمُّ سُلَیْمٍ عُکَّۃً لَھَا فَاَدَمَتْہُ ثُمَّ قَالَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰہُ ، اَنْ یَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ((ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ)) فَاَذِنَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ((ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ)) فَاَذِنَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ، ثُمَّ قَالَ ((ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ)) حَتّٰی اَکَلَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ وَ شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ . رَوَاہُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے والد) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا ''میں نے نبی اکرم ﷺ کی آواز بھوک کی وجہ سے بڑی کمزور محسوس کی ہے، کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟'' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ''ہاں!'' پھر جو کی کچھ روٹیاں نکالیں اور انہیں اپنے دوپٹے میں لپیٹ دیا اور میری چادر کے ایک حصہ میں چھپا دیا اور دوسرا حصہ میرے اوپر اوڑھا دیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا،

[1] کتاب الاشربہ ، باب جواز استتباعہ غیرہ الی دار من یثق برضاہ ذالک

میں گیا تو آپ ﷺ مسجد میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، میں جا کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ابوطلحہ نے تجھے بھیجا ہے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا کھانا ہے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں!'' رسول اللہ ﷺ نے اپنے سارے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''چلو کھانے کے لئے۔'' وہ سب اٹھ کر چل دیئے اور میں سب کے آگے تھا حتی کہ (اپنے والد) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (ام سلیم رضی اللہ عنہا سے) کہا ''اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس تو انہیں کھلانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔'' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''(فکر نہ کرو) اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانیں۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا اور پھر دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے ام سلیم! تیرے پاس جو کچھ ہے، وہ لے آ۔'' ام سلیم رضی اللہ عنہا وہی روٹیاں لے آئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں توڑنے کا حکم دیا پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر کچھ گھی ڈال دیا گویا وہ سالن تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی توفیق سے دعا فرمائی اور حکم دیا ''دس آدمی آ کر کھانا کھائیں۔'' دس آدمیوں نے کھانا کھایا حتی کہ وہ سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر دس مزید آدمیوں کو کھانے کے لئے بلایا گیا انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور چلے گئے پھر دس آدمی بلائے گئے حتی کہ تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ سارے لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 322 اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اپنے مالک کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے اونٹ والوں کو اونٹ سے اچھا سلوک کرنے کی نصیحت فرمائی۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 271 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 323 مدینہ منورہ کے بھیڑیئے نے رسول اکرم ﷺ کی رسالت کی شہادت دی جسے سن کر یہودی چرواہا مسلمان ہو گیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً ، فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی اِنْتَزَعَهَا مِنْهُ ، قَالَ : فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَذْفَرَ ، وَ قَالَ : قَدْ عَمِدْتُ اِلٰی

رِزْقٍ رَزَقَنِيهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهُ ، ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّي ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ : تَااللّٰهِ اِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبًا يَتَكَلَّمُ ! فَقَالَ الذِّئْبُ : اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ . قَالَ : فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا ، فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ ، وَ اَسْلَمَ ، فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّهَا أَمَارَةٌ مِنْ أَمَارَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ، قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْرُجَ فَلا يَرْجِعَ حَتّٰى يُحَدِّثَهُ نَعْلاهُ وَ سَوْطُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بھیڑیا چرواہے کی بکری لے گیا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری چھڑوالی، بھیڑیا اونچے ٹیلے پر دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ”میں نے اپنی خوراک حاصل کرنا چاہی اللہ نے مجھے دے دی لیکن تو نے مجھ سے چھین لی۔“ چرواہے نے کہا ”اللہ کی قسم! آج کے دن جیسا واقعہ میں نے کبھی نہیں دیکھا، بھیڑیا کلام کررہا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا ”اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص (ﷺ) دو پہاڑوں کے درمیان واقع کھجوروں والے علاقہ میں موجود ہے جو ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔“ وہ چرواہا یہودی تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی اور اسلام لے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور فرمایا ”یہ قیامت کی نشانیاں ہیں (قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) ایک آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے گا اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے اہل نے جو باتیں کی ہوں گی وہ اس کی جوتی اور چھڑی تک بیان کرے گی۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 324 ایک سفر کے دوران پانی ختم ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی والے پیالے کے اوپر اپنا دستِ مبارک رکھا تو پیالے میں اتنا پانی آ گیا کہ ستر کے قریب افراد نے اس سے وضو کرلیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً يَتَوَضَّئُوْنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْ

[1] مشكوة المصابيح ، للالبانی ، كتاب الفضائل ، باب فی المعجزات ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 5927

الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيْرٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ ((قُوْمُوْا فَتَوَضَّئُوْا)) فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَ كَانُوْا سَبْعِيْنَ اَوْ نَحْوَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کسی سفر میں لوگوں کے ساتھ باہر نکلے۔ دوران سفر نماز کا وقت آ گیا اور وہاں وضو کے لئے پانی نہیں تھا۔لوگوں میں سے ایک آدمی پیالے میں تھوڑا سا پانی لے آیا۔رسول اللہ ﷺ نے وہ پانی لیا،اس سے وضو کیا اور پھر اپنی چاروں انگلیاں اس پیالے کے اوپر پھیلا دیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وضو کرنے کا حکم دیا۔سارے لوگوں نے اپنا اپنا وضو مکمل کیا اور وہ ستر کے قریب لوگ تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 325 مسجد نبوی ﷺ میں نماز کے وقت پانی ختم ہو گیا، پتھر کے چھوٹے سے برتن میں کوئی صاحب پانی لائے ۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اکٹھی کر کے برتن میں ڈال دیں تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا جس سے 80 آدمیوں نے وضو کیا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَ بَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَضَمَّ اَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ، قُلْتُ : كَمْ كَانُوْا؟ قَالَ : ثَمَانُوْنَ رَجُلاً . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نماز کا وقت ہو گیا جن لوگوں کا گھر مسجد نبوی کے قریب تھا انہوں نے اپنے اپنے گھروں میں جا کر وضو کیا اور باقی لوگ مسجد میں رہ گئے (ان کے لئے پانی نہیں تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا جس میں پانی تھا۔آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک پانی میں رکھی لیکن پیالہ اس قدر چھوٹا تھا کہ آپ ﷺ اپنی ہتھیلی اس میں پھیلا نہ سکے۔آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اکٹھی کر کے پیالے میں ڈالیں (اور ان سے پانی بہنے لگا) سارے لوگوں نے اس سے وضو کیا۔راوی نے

[1] کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام

[2] کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''وہ سارے کتنے آدمی تھے؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اسّی آدمی تھے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 326 ایک بکری کی بھنی ہوئی کلیجی ایک سوتیس آدمیوں نے کھائی اور اس بکری کا گوشت بھی ایک سوتیس آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا، لیکن گوشت پھر بھی بچ گیا۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ثَلاَثِیْنَ وَ مِائَةً ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ ؟)) فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ مِنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((أَ بَيْعٌ اَمْ عَطِيَّةٌ ؟)) اَوْ قَالَ ((هِبَةٌ؟)) قَالَ : لاَ بَلْ بَيْعٌ ، قَالَ ((فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً)) فَصُنِعَتْ فَاَمَرَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَ اللّٰهِ مَا مِنْ ثَلاَثِيْنَ وَ مِائَةٍ اِلاَّ قَدْ حَزَّ لَهُ حَزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا ، اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ وَ اِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَهَا لَهُ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا اَجْمَعُوْنَ وَ شَبِعْنَا وَ فَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سوتیس آدمی تھے۔ (کھانے کا وقت ہوا تو) آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا ''کسی کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟'' ایک آدمی کے پاس ایک صاع (پونے تین کلو) یا اس کے لگ بھگ آٹا تھا وہ گوندھا گیا۔ اتنے میں ایک لمبا تڑنگا مشرک اپنی بکریاں ہانکتا ہوا ادھر آنکلا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا ''بکری بیچو گے یا ہدیہ دو گے یا ہبہ کرو گے؟'' اس نے کہا ''بیچوں گا۔'' آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی، اسے ذبح کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا، واللہ! ایک سوتیس آدمیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جسے کلیجی کا ایک ایک ٹکڑا نہ دیا گیا ہو جو حاضر تھا اسے وہیں دیا گیا جو غائب تھا اس کے لئے محفوظ کرلیا گیا۔ اس بکری کا گوشت دو برتنوں میں ڈالا گیا جسے ہم سب نے خوب پیٹ بھر کر کھایا، پھر بھی گوشت بچ گیا جسے میں نے اونٹ پر لاد لیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 327 تبوک میں کھانے کی قلت اور رسول اللہ ﷺ کی دعا سے برکت!

---
[1] کتاب الاطعمة ، باب من اكل حتی شبع

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ : لَمَا کَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْکَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ ، قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَکَلْنَا وَادَّهَنَّا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِفْعَلُوْا)) قَالَ : فَجَاءَ عُمَرُ ﷛ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰکِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَکَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَجْعَلَ فِیْ ذٰلِکَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ !)) قَالَ : فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبَسَطَهٗ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِکَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَجَعَلَ یَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَ یَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکِسْرَةٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النَّطْعِ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ قَالَ : فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْهِ بِالْبَرَکَةِ ثُمَّ قَالَ ((لَهُمْ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ)) قَالَ : فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِهِمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُهٗ قَالَ : فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَ فَضِلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍ فَیُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ (کھانے کے لئے) ذبح کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا ذبح کرلو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی ''اگر اونٹ ذبح کئے گئے تو سواریاں کم پڑ جائیں گی (میرا مشورہ یہ ہے کہ) آپ لوگوں کو طلب فرمائیں اور انہیں حکم دیں کہ اپنی اپنی بچی ہوئی کھانے کی چیزیں لے آئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں امید ہے اللہ تعالیٰ اس طرح کوئی راستہ نکال دیں گے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ٹھیک ہے۔'' آپ ﷺ نے ایک دستر خوان منگوا کر بچھا دیا اور لوگوں کو کھانے سے بچی کچھی چیزیں لانے کا حکم دیا، کوئی مٹھی بھر مکئی لایا، کوئی مٹھی بھر کھجور لایا، کوئی روٹی کا ٹکڑا لے آیا حتی کہ دستر خوان پر کچھ چیزیں اکٹھی ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور لوگوں کو حکم دیا کہ ''اپنے اپنے برتن کھانے کی چیزوں سے بھر لو۔'' سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے، کوئی برتن ایسا نہ تھا جسے بھرا نہ گیا ہو۔ پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہوگئے اور کھانا بچ گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جو شخص

[1] کتاب الایمان ، باب الدلیل ، علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً

ان دونوں باتوں پر یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، اللہ اسے جنت سے محروم نہیں فرمائے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 328 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح کی آواز سنتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَ هُوَ يُؤْكَلُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) کھانا کھاتے ہوئے ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 329 قرآن مجید کا قیامت تک محفوظ رہنا بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَارْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تمام انبیاء کو ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر (اس زمانہ کے) لوگ ایمان لائے لیکن مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ قرآن ہے جو بذریعہ وحی دیا گیا (جس سے قیامت تک لوگ متاثر ہوتے رہیں گے لہٰذا) مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز مجھ پر ایمان لانے والے تعداد میں سب سے زیادہ ہوں گے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے اور گزشتہ اقوام کے بیان کئے گئے واقعات کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے کہ انہیں آج تک کوئی غلط ثابت نہیں کر سکا اور غیب کی خبروں (برزخ، حشر نشر وغیرہ) کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے کہ ایسی خبریں کوئی نہیں دے سکتا۔

***

---

❶ کتاب المناقب ، باب علاماۃ النبوۃ فی الاسلام

❷ کتاب فضائل القرآن ، باب کیف نزل الوحی واول ما نزل

مِعْرَاجُـــــهٗ (ﷺ)

واقعہ معراج

مسئلہ 330 آسمانوں پر جانے سے پہلے رسول اکرم ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر طے فرمایا۔

مسئلہ 331 آپ ﷺ کا راتوں رات مسجد حرام سے سدرۃ المنتہیٰ تک کا سارا سفر جسمانی تھا۔

مسئلہ 332 معراج شریف کا مقصد آپ ﷺ کو عالم ملکوت کی بعض اشیاء کا مشاہدہ کروانا تھا۔

﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ ﴾(1:17)

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی جس کے گردو پیش کو اس نے برکت دے رکھی ہے تاکہ اسے (یعنی رسول اللہ کو) اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بے شک وہ سب کچھ سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 1)

وضاحت : یاد رہے بیت المقدس...... القدس...... یروشلم اور ایلیا چاروں نام ایک ہی شہر کے ہیں۔ اس شہر میں ایک کلومیٹر مربع رقبہ پر مشتمل ایک احاطہ ہے جسے حرم اقصیٰ کہا جاتا ہے۔ اس حرم اقصیٰ میں وہ مسجد واقع ہے جسے مسجد اقصیٰ کہا جاتا ہے۔ اسی کا ذکر قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت شریف میں کیا گیا ہے۔ معراج کے موقع پر اسی مسجد میں رسول اکرم ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ مسجد اقصیٰ بھی ان تین مساجد میں شامل ہے جن میں نماز پڑھنے کی نیت سے سفر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ باقی دو مساجد، مسجد حرام اور مسجد نبویؐ ہیں...... حرم اقصیٰ میں مسجد اقصیٰ کے علاوہ ایک اور مسجد بھی ہے جسے مسجد قبۃ الصخرہ کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کے اندر وہ چٹان ہے جہاں سے رسول اکرم ﷺ نے سفر معراج کا آغاز فرمایا تھا۔ اس چٹان کی لمبائی 17.7 میٹر، چوڑائی 13.5 میٹر اور اونچائی 1.5 میٹر ہے۔ اس چٹان کے اوپر ایک گنبد (قبہ) تعمیر کیا گیا ہے جس کا قطر

تقریباً 20 میٹر اور زمین سے اونچائی 35 میٹر ہے۔ اس قبہ کے گرد بھی ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جسے مسجد قبۃ الصخرہ کہا جاتا ہے۔ مسجد قبۃ الصخرہ کا گنبد، مسجد اقصیٰ کے گنبد سے کہیں بڑا ہے جس وجہ سے لوگ عموماً مسجد قبۃ الصخرہ کو ہی مسجد اقصیٰ سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں۔

مسئلہ 333 بیت المقدس روانہ ہونے سے پہلے مسجد حرام میں آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ سینہ اور دل آبِ زمزم سے دھوئے گئے۔ دل کو دوبارہ اپنی جگہ پر رکھا گیا۔ سینے میں ایمان اور حکمت بھرے گئے اور سینہ دوبارہ سی دیا گیا۔

عَنْ قَتَادَةَ ﷺ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ ﷺ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحَجْرِ مُضْطَجِعًا اِذَا اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَّمْلُوْءَةٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ فِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ[1]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے مالک بن صعصعہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسراء کی رات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''میں (بیت اللہ شریف کے غیر مسقف حصہ) حطیم میں لیٹا ہوا تھا بعض اوقات آپ نے (حطیم کے بجائے) حجر کا لفظ استعمال فرمایا[2] ایک فرشتہ (حضرت جبرائیل علیہ السلام) میرے پاس آیا اس نے میرے سینے سے لے کر ناف تک کا حصہ چیرا اور میرا دل نکال لیا پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری لائی گئی جو ایمان سے بھری ہوئی تھی میرا دل (آبِ زمزم سے) دھویا گیا اس میں (اللہ کی محبت) بھری گئی اور واپس اسی جگہ رکھ دیا گیا۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میرا پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور پھر ایمان اور حکمت سے بھرا گیا۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 334 بیت الحرام سے بیت المقدس تک آپ ﷺ کو براق پر لایا گیا جو کہ

---

1. مشکوۃ المصابیح کتاب الفضائل باب فی المعراج، الفصل الاول
2. یاد رہے حطیم اور حجر دونوں الفاظ بیت اللہ شریف کے غیر مسقف حصہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

سفید رنگ کا، گدھے سے بڑا، خچر سے چھوٹا اور حد نگاہ تک قدم رکھنے والا جانور تھا۔

مسئلہ 335 مسجد اقصیٰ میں آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ دُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ حَتّٰى تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِيْ جِبْرَائِيْلُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ علیہ السلام اَخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میرے پاس براق لایا گیا وہ ایک سفید رنگ کا لمبا، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی میں اس پر سوار ہو گیا حتی کہ بیت المقدس پہنچ گیا وہاں میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے دیگر انبیاء اپنے اپنے جانور باندھتے تھے پھر میں مسجد (اقصیٰ) میں داخل ہوا دو رکعت نماز ادا کی پھر باہر نکلا حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے لئے دو برتن لے کر آئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ کا انتخاب کیا۔“ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ”آپ ﷺ نے فطرت کا انتخاب کیا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بعض دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تمام انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے اور آپ ﷺ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرواتے ہوئے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

مسئلہ 336 حضرت محمد ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ سے آسمان پر تشریف لے گئے پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت

[1] کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔

مسئلہ 337 تمام آسمانوں کے دروازے ہیں جن پر محافظ اور چوکیدار موجود ہیں۔

مسئلہ 338 معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے بیت المعمور کا بھی مشاہدہ فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَقِیْلَ مَنْ اَنْتَ ؟ قَالَ جِبْرِیْلُ ، قَالَ : وَ مَنْ مَعَکَ ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ ، قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِیْ وَ دَعَا لِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الثَّانِیَۃِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَقِیْلَ : مَنْ اَنْتَ ؟ قَالَ : جِبْرِیْلُ ، قِیْلَ وَ مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ، قَالَ : قَدْبُعِثَ اِلَیْہِ ، فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِابْنَیِ الْخَالَۃِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَ یَحْیَ بْنِ زَکَرِیَّا صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلاَمُہٗ عَلَیْہِمَا فَرَحَّبَابِیْ وَ دَعَیَا لِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَۃِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام ، فَقِیْلَ : مَنْ اَنْتَ ؟ قَالَ : جِبْرِیْلُ ، قِیْلَ: وَ مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ ، قَالَ : قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِیُوْسُفَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ وَ اِذَا ھُوَ قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ ، قَالَ فَرَحَّبَ بِیْ وَ دَعَا لِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَۃِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَقِیْلَ : مَنْ ھٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِیْلُ ، قِیْلَ : وَ مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ قَالَ : قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ ، فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِیْسَ علیہ السلام فَرَحَّبَ بِیْ وَ دَعَا لِیْ بِخَیْرٍ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ وَ رَفَعْنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا (19:57)﴾، ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الْخَامِسَۃِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَقِیْلَ : مَنْ ھٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِیْلُ ، قِیْلَ : وَ مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ، قَالَ : قَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ ، فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِھٰرُوْنَ علیہ السلام فَرَحَّبَ بِیْ وَ دَعَا لِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ السَّادِسَۃِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَقِیْلَ : مَنْ ھٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِیْلُ ، قِیْلَ وَ مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ :

مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِيلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ ، قَالَ : قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوسٰى علیہ السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ علیہ السلام فَقِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ ، قَالَ : قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ ، فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَ اِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (مسجد اقصیٰ پہنچنے کے بعد) جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ آسمان کی طرف چڑھے جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو ان سے دریافت کیا گیا ''کون ہے؟'' جبریل نے جواب دیا ''میں جبریل ہوں۔'' پھر دریافت کیا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' جبریل نے کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں، بھیجا گیا تھا۔'' پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔ پہلے آسمان پر میں نے آدم علیہ السلام کو پایا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے حق میں دعاءِ خیر کی۔ پھر جبریل ہمارے ساتھ دوسرے آسمان پر چڑھے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا ''کون ہے؟'' جواب دیا ''جبریل ہوں۔'' پھر پوچھا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں! بھیجا گیا تھا۔'' دوسرے آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا دوسرے آسمان پر خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے حق میں دعاءِ خیر کی۔ پھر ہم تیسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا ''کون ہے؟'' جواب دیا ''جبریل ہوں۔'' پھر پوچھا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں! بھیجا گیا تھا۔'' اس کے بعد ہمارے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ تیسرے آسمان پر میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے آدھی دنیا کا حسن دیا ہے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے حق میں دعاءِ خیر کی اور پھر ہم چوتھے آسمان کی طرف چڑھے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا ''کون ہے؟'' جواب دیا ''جبریل ہوں۔'' پھر پوچھا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی

[1] کتاب الایمان ، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں! بھیجا گیا تھا۔'' پھر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا میں نے وہاں پر ادریس علیہ السلام کو پایا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''ہم نے اسے بلند مقام عطا فرمایا۔'' (57:19) انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے حق میں دعاءِ خیر کی۔ اور پھر ہم پانچویں آسمان کی طرف چڑھے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا ''کون ہے؟'' جواب دیا گیا ''جبریل ہوں۔'' پھر پوچھا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں! بھیجا گیا تھا۔'' پھر ہمارے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا پانچویں آسمان پر میری ملاقات ہارون علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے حق میں دعاءِ خیر کی۔ پھر ہم چھٹے آسمان کی طرف چڑھے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا ''کون ہے؟'' جواب دیا گیا ''جبریل ہوں۔'' پھر پوچھا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں! بھیجا گیا تھا۔'' پھر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو پایا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے حق میں دعاءِ خیر کی۔ پھر ہم ساتویں آسمان کی طرف چڑھے جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا ''کون ہے؟'' جواب دیا ''جبریل ہوں۔'' پھر پوچھا گیا ''تیرے ساتھ کون ہے؟'' کہا ''محمد ﷺ ہیں'' پھر پوچھا گیا ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟'' جبریل نے کہا ''ہاں! بھیجا گیا تھا۔'' پھر ساتویں آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا ساتویں آسمان پر ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پایا جو اپنی پشت بیت المعمور کے ساتھ لگا کر بیٹھے تھے۔ بیت المعمور وہ جگہ ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے (طواف کے لئے یا عبادت کے لئے) داخل ہوتے ہیں۔ پھر (قیامت تک) اس میں دوبارہ داخل نہیں ہو پاتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بیت اللہ شریف کے عین اوپر ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف جیسا ہی اللہ تعالیٰ کا ایک گھر ہے جس کا نام بیت المعمور ہے فرشتے اس گھر کا طواف کرتے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جو فرشتہ ایک مرتبہ طواف کر لیتا ہے قیامت تک دوبارہ اس کی باری نہیں آتی۔ بیک وقت ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم!

مسئلہ 339 ساتویں آسمان کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔

مسئلہ 340 سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے براہ راست

کلام کیا، اس موقع پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں جنہیں تخفیف کے بعد پانچ کیا گیا۔

مسئلہ 341 اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ پر احسان فرماتے ہوئے یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ نیک کام کی نیت پر ایک نیکی کا ثواب اور عمل کرنے پر دس گنا ثواب دیا جائے گا۔ برائی کی نیت پر سزا معاف ہوگی برائی کرنے پر برائی کے برابر گناہ لکھا جائے گا۔

مسئلہ 342 اللہ تعالیٰ کی ذات ساتویں آسمان کے اوپر عرش معلیٰ پر جلوہ فرما ہے۔

وَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثُمَّ ذَهَبَ اِلَی السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَاِذَا وَرَقُهَا کَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَ اِذَا ثَمَرُهَا کَالْقِلَالِ ، قَالَ : فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰی اِلَيَّ مَا اَوْحٰی فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِيْ کُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰی مُوْسٰی عليه السلام ، فَقَالَ : مَا فَرَضَ رَبُّکَ عَلٰی اُمَّتِکَ ؟ ، قُلْتُ ((خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ کُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ)) قَالَ : فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِکَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَ خَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّيْ فَقُلْتُ ((يَا رَبِّ ! خَفِّفْ عَلٰی اُمَّتِيْ)) فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی عليه السلام ، فَقُلْتُ ((حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا)) قَالَ : اِنَّ اُمَّتَکَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِکَ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ ، قَالَ ((فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَ بَيْنَ مُوْسٰی حَتّٰی قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ کُلَّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ لِکُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِکَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُکْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰی انْتَهَيْتُ اِلٰی مُوْسٰی عليه السلام ، فَاَخْبَرْتُهُ)) قَالَ : ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ ((قَدْ رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّيْ حَتّٰی اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

---

[1] کتاب الایمان ، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''پھر جبرائیل مجھے سدرۃ (بیری کا درخت) المنتہیٰ (آخری حد) کے پاس لے گئے اس درخت کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے اور اس کے بیر (یعنی پھل) بڑے مٹکے (تقریباً 20 لیٹر حجم) کے برابر تھے۔ اس درخت کو اللہ کے حکم سے (نور نے) ڈھانپا تو وہ درخت ایسا شاندار اہو گیا کہ اس کی تعریف کرنا کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے میری طرف (براہ راست) وہ وحی فرمائی جو وحی کی گئی اور مجھ پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ''آپ ﷺ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا ہے؟'' میں نے بتایا ''ایک دن رات میں پچاس نمازیں۔'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اپنے رب کے حضور واپس جائیں اور نمازوں میں کمی کی درخواست کریں آپ ﷺ کی امت اس بوجھ کی متحمل نہیں ہوسکتی میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں مجھے ان کا بہت تجربہ ہے۔'' پس میں اپنے رب کے حضور واپس لوٹا اور درخواست کی ''اے میرے رب! میری امت کا بوجھ ہلکا کر دیں۔'' اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردیں میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ پانچ نمازیں کم کردی گئی ہیں۔'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہوسکتی آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور نمازیں کم کرنے کی درخواست کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اسی طرح میں اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے محمد ﷺ! دن رات میں پانچ نمازیں اور ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہوگا اسطرح پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہوگا پھر فرمایا جو شخص ایک نیکی کا ارادہ کرے گا لیکن عمل نہ کر پائے گا اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر اس نے وہ نیک عمل کر لیا تو اس کے لئے دس گنا ثواب لکھا جائے گا اس کے برعکس جس نے گناہ کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جائے گا اور اگر اس نے گناہ پر عمل کیا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ اس کے بعد میں سدرۃ المنتہیٰ سے نیچے اترا موسیٰ کے پاس پہنچا انہیں بتایا، تو انہوں نے کہا ''اے محمد ﷺ! اپنے رب کے پاس پھر واپس جائیں اور نمازیں کم کرائیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اپنے رب کے پاس اتنی مرتبہ جا چکا ہوں کہ اب مجھے اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: سدرۃ المنتہیٰ......ساتویں آسمان کے اوپر ایک بیری کا درخت ہے اسے منتہیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ فرشتے بھی اس سے آگے نہیں جاسکتے۔ رسول اللہ ﷺ بھی سدرۃ تک تشریف لے گئے بعض نے اسے منتہیٰ اس لئے کہا ہے کہ انبیاء اور فرشتوں سمیت ساری مخلوق کے علم کی حد سدرۃ تک ہے اس سے آگے کیا ہے اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ممکن ہے دونوں ہی مفہوم اس

سے مراد ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 343 رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں سدرۃ المنتہیٰ پر نور الٰہی کی تجلیات ظاہر ہوئیں جس کا آپ ﷺ نے مشاہدہ فرمایا۔

﴿ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ○ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ○ ﴾(53:16-17)

''اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا رسول اکرم (ﷺ) کی نگاہ نہ تو چندھیائی نہ اِدھر اُدھر ہوئی۔'' (سورہ النجم، آیت نمبر 16 تا 17)

مسئلہ 344 سدرۃ المنتہیٰ کے قریب آپ ﷺ کی خدمت میں تین پیالے ایک دودھ کا، دوسرا شہد کا اور تیسرا شراب کا پیش کئے گئے، آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ منتخب فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((رُفِعْتُ اِلَی السِّدْرَۃِ فَاُتِیْتُ بِثَلاَثَۃِ اَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِیْہِ لَبَنٌ وَ قَدَحٌ فِیْہِ عَسَلٌ وَ قَدَحٌ فِیْہِ خَمْرٌ فَاَخَذْتُ الَّذِیْ فِیْہِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِیْلَ لِیْ اَصَبْتَ الْفِطْرَۃَ اَنْتَ وَ اُمَّتُکَ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب میں سدرۃ المنتہیٰ لایا گیا تب میرے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے دودھ والا پیالہ لیا اور اسے نوش کیا تو مجھے بتایا گیا، آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کی امت نے فطرت کا راستہ اختیار کیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 345 معراج کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے براہ راست گفتگو فرمائی، لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ؟ قَالَ ((نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ[2]

---

1. کتاب الاشربة ، باب شرب اللبن
2. کتاب الایمان باب معنی قول اللہ عزوجل ﴿ ولقد راہ نزلة اخری ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ''آپ ﷺ نے (معراج کے موقع پر) اپنے رب کو دیکھا تھا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

﴿ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ○ ﴾

(15-13:53)

''رسول اللہ (ﷺ) نے جبریل کو دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جس کے پاس ہی جنت الماوی ہے۔'' (سورہ النجم، آیت نمبر 13 تا 15)

وضاحت : یاد رہے رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہے پہلی مرتبہ ابتداء نبوت میں جس کا ذکر سورہ النجم کی آیت نمبر 7 تا 9 میں ہے اور دوسری مرتبہ معراج کے موقعہ پر جس کا ذکر مذکورہ بالا آیات میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ﴿ لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (18:53)﴾ قَالَ ((رَاٰى جِبْرِيْلَ علیہ السلام فِيْ صُوْرَتِهٖ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک ﴿ لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴾ یعنی اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں سے مراد جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنا ہے جن کے چھ سو بازو تھے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 346 **معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ جنت میں تشریف لے گئے۔**

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى نَاتِيَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ قَالَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''پھر میں جبریل کے ساتھ گیا حتیٰ کہ ہم سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچ گئے سدرۃ المنتہیٰ کو ایسے رنگوں نے ڈھانپ لیا جنہیں میں نہیں جانتا وہ کیا تھے؟ پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا وہاں موتیوں کے گنبد تھے جن کی مٹی مشک کی سی تھی۔'' اسے مسلم نے

[1] کتاب الایمان باب معنی قول اللہ عزوجل ﴿ ولقد راہ نزلۃ اخری ﴾

[2] کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

روایت کیا ہے۔

مسئلہ 347 معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امت کے لئے درج ذیل تین ہدیے عطا فرمائے ① پانچ نمازیں ② سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ③ شرک نہ کرنے والوں کی مغفرت کا وعدہ۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ’’(معراج کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں ① پانچ نمازیں ② سورہ البقرہ کی آخری دو آیات اور ③ اللہ تعالیٰ سے شرک نہ کرنے والے کے لئے کبائر کی مغفرت کا وعدہ۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 348 کفار نے واقعہ معراج کی تکذیب کی، تب آپ ﷺ کا امتحان لینا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا جسے دیکھ کر آپ ﷺ کفار مکہ کے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهٖ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قریش نے (معراج کے بارے میں) مجھے جھٹلایا تو (اس وقت) میں حطیم میں کھڑا تھا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں انہیں (ان کی پوچھی گئی) نشانیاں بتانے لگا۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

[2] کتاب التفسیر ، باب قولہ ﴿سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام﴾

وَفَـــاتُـــهُ (ﷺ)

آپ ﷺ کی وفات

مَسئلہ 349 وفات مبارک سے چند یوم پہلے رسول اکرم ﷺ آدھی رات کے وقت بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) تشریف لے گئے۔اہل بقیع کوسلام کہا نیز رقت آمیز خطاب فرمایا اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

مَسئلہ 350 بقیع سے واپسی کے بعد آپ ﷺ کی مرض الموت کا آغاز ہوگیا۔

عَنْ اَبِیْ مُوَیْهِبَةَ رضی اللہ عنہ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ فَقَالَ ((یَا اَبَا مُوَیْهِبَةَ ! اِنِّیْ قَدْ اُمِرْتُ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاَهْلِ الْبَقِیْعِ فَانْطَلِقْ مَعِیَ)) فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ ، فَلَمَّا وَقَفَ بَیْنَ اَظْهُرِهِمْ قَالَ ((اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْمَقَابِرِ لِیَهْنِ لَكُمْ مَا اَصْبَحْتُمْ فِیْهِ مِمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ فِیْهِ ، لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا نَجَّاكُمُ اللّٰهُ مِنْهُ ، اَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یَتْبَعُ اٰخِرُهَا اَوَّلَهَا الْاٰخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الْاُوْلٰی)) ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیَّ فَقَالَ ((یَا اَبَا مُوَیْهِبَةَ ! اِنِّیْ قَدْ اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الدُّنْیَا وَالْخُلْدَ فِیْهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ وَ خُیِّرْتُ بَیْنَ ذٰلِكَ وَ بَیْنَ لِقَاءِ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَالْجَنَّةِ)) قَالَ : قُلْتُ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ فَخُذْ مَفَاتِیْحَ الدُّنْیَا وَ الْخُلْدَ فِیْهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ ، قَالَ ((لاَ وَاللّٰهِ ! یَا اَبَا مُوَیْهِبَةَ لَقَدِ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّیْ ثُمَّ الْجَنَّةَ)) ثُمَّ اسْتَغْفَرَ لِاَهْلِ الْبَقِیْعِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَبُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حِیْنَ اَصْبَحَ . رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ [1] (حسن)

---

[1] مجمع الزوائد ، کتاب علاماۃ النبوۃ ، باب تخییرہ بین الدنیا والاخرۃ(14247/8)

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا ''ابومویہبہ! مجھے بقیع کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، میرے ساتھ چلو۔'' میں آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا۔ جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو فرمایا ''اے قبر والو! تم پر اللہ کی سلامتی ہو اور تمہیں مبارک ہو جس حال میں لوگ صبح کر رہے ہیں ان سے تمہاری صبح کہیں بہتر ہے۔ کاش تم جان سکو کہ اللہ نے تمہیں (کس کس فتنے سے) نجات دلا دی ہے۔ فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح یکے بعد دیگرے چلے آ رہے ہیں اور بعد میں آنے والا فتنہ پہلے والے فتنے سے کہیں بڑا ہے۔'' پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اے ابومویہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور اس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی اور پھر جنت میں جانے کا اختیار دیا گیا، لیکن میں نے اللہ سے ملاقات اور جنت میں جانے کا انتخاب کیا ہے۔'' میں نے عرض کیا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ﷺ دنیا کی بادشاہت، ہمیشہ کی زندگی اور پھر جنت کا انتخاب فرمالیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''واللہ! کبھی نہیں، میں نے اپنے رب سے ملاقات اور پھر جنت کا انتخاب کرلیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے۔ اگلی صبح آپ ﷺ کو درد (سر) کی وہ تکلیف شروع ہوگئی جس میں آپ ﷺ کی روح مبارک اللہ تعالیٰ نے قبض فرمالی۔ اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 351 بیماری میں اضافہ کی وجہ سے جب آپ ﷺ کو چلنے میں دقت محسوس ہونے لگی تو آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی اجازت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں منتقل ہوگئے۔

مسئلہ 352 آپ ﷺ کی تدفین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہوئی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِيْ مَرَضِهٖ ((اَيْنَ اَنَا الْيَوْمَ ؟ اَيْنَ اَنَا غَدًا ؟ اِسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ)) فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَ نَحْرِيْ وَ دُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ اپنی مرض (کے ابتداء) میں اپنی ازواج مطہرات

---

[1] کتاب الجنائز ، باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ

رضی اللہ عنہن سے معذرت کے طور پر فرماتے ’’آج میری باری کس کے پاس ہے؟ کل میری باری کہاں ہوگی؟‘‘ دراصل آپ ﷺ یہ سوال صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کے انتظار میں پوچھتے تھے۔ میری باری کے دن ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح مبارک قبض فرمائی، میرے پہلو اور سینے کے درمیان اور آپ ﷺ میرے گھر میں ہی دفن کئے گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں منتقل ہونے کا واقعہ وفات مبارک سے ایک ہفتہ قبل کا ہے۔ (الرحیق المختوم)

مسئلہ 353 وفات مبارک سے چھ یوم قبل آپ ﷺ نے نیاز مندانِ رسالت کو کاشانۂ نبوت پر طلب فرمایا جنہیں دیکھ کر وفور جذبات سے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور لسانِ رسالت مآب ﷺ پر جاں نثارانِ نبوت کے لئے بے اختیار ڈھیروں دعائیں جاری ہوگئیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نُعِيَ اِلَيْنَا حَبِيْبُنَا وَ نَبِيُّنَا بِاَبِيْ هُوَ وَ نَفْسِيْ لَهُ الْفِدَاءُ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسِتٍّ فَلَمَّا دَنَا الْفِرَاقُ جَمَعَنَا فِيْ بَيْتِ اُمِّنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَظَرَ اِلَيْنَا فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ ((مَرْحَبًا بِكُمْ وَ حَيَّاكُمُ اللّٰهُ ، وَحَفِظَكُمُ اللّٰهُ ، اٰوَاكُمُ اللّٰهُ وَ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ ، هَدَاكُمُ اللّٰهُ ، رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ، وَفَّقَكُمُ اللّٰهُ ، سَلَّمَكُمُ اللّٰهُ قَبَّلَكُمُ اللّٰهُ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ اُوْصِي اللّٰهَ بِكُمْ وَ اسْتَخْلِفُهُ عَلَيْكُمْ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَنْ لَا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ فِيْ عِبَادِهٖ وَ بِلَادِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِيْ وَلَكُمْ ﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (83:28) ﴾ وَ قَالَ ﴿ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ (60:39) ﴾ ثُمَّ قَالَ : قَدْ دَنَا الْاَجَلُ وَ الْمُنْقَلَبُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَاِلَى الْجَنَّةِ الْمَاْوٰى وَ الْكَاْسِ الْاَوْفٰى وَالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى)) رَوَاهُ الْبَزَّارُ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے، ہمارے ماں باپ ان پر قربان، اپنی وفات مبارک سے چھ روز پہلے ہمیں اپنی بیماری کی اطلاع بھجوائی جبکہ جدائی کا وقت قریب آچکا تھا آپ ﷺ نے ہمیں ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع فرمایا۔ ہمیں دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ارشاد فرمایا ’’خوش آمدید، اللہ تمہاری عمریں دراز کرے، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے، اللہ

[1] مجمع الزوائد ، کتاب علاماۃ النبوۃ ، باب فی وداعہ ﷺ (14251/8)

تمہیں اپنی پناہ میں رکھے، اللہ تمہاری مدد فرمائے، اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے، اللہ تمہیں ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائے، اللہ تمہیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تمہیں سلامت رکھے، اللہ تمہیں سرفراز فرمائے، میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں، تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں اور تمہیں اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ بے شک میں صاف ڈرانے والا ہوں۔ اللہ کے بندوں اور بستیوں میں اللہ کے مقابل سرکشی اختیار نہ کرنا، اللہ نے میرے اور تمہارے لئے ارشاد فرمایا ہے ''یہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو زمین میں سرکشی نہیں کرتے، فساد برپا نہیں کرتے اور اچھا انجام تو متقی لوگوں کے لئے ہے۔ (سورۃ القصص، آیت نمبر 83) پھر فرمایا ''کیا متکبروں کے لئے جہنم میں کافی جگہ نہیں؟'' (سورہ الزمر، آیت نمبر 60) پھر ارشاد فرمایا ''موت قریب آ گئی ہے اب اللہ کے پاس ٹھکانہ ہے، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جنت الماویٰ کے پاس، بہترین جزا کے ساتھ اور بلند مرتبہ رفقاء کے پاس۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 354 وفات مبارک سے پانچ روز قبل (بروز بدھ) بیماری کی تکلیف زیادہ ہوگئی فرمایا میرے اوپر پانی کی سات مشکیں پانی بہاؤ تاکہ بخار کی شدت کم ہو جائے۔

مسئلہ 355 جسم اطہر پر پانی ڈالنے کے بعد مزاج مبارک میں سکون محسوس ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز (ظہر) پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِيْ وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ قَالَ ((هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ اَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ اَعْهَدُ اِلَى النَّاسِ)) فَاَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا بِيَدِهٖ اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ : ثُمَّ خَرَجَ اِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ وَ خَطَبَهُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی

[1] کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

بیماری سخت ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے اوپر سات مشکیں پانی بہاؤ، جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں (یعنی جن سے پانی کم نہ کیا گیا ہو) تاکہ (بیماری کم ہونے پر) لوگوں کو وصیت کرسکوں، چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کو ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹب میں بٹھایا اور آپ ﷺ پر پانی بہانا شروع کیا حتی کہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے اشارے سے فرمایا ''بس بس!'' پھر آپ ﷺ (گھر سے مسجد کی طرف) تشریف لائے، لوگوں کو نماز پڑھائی اور (منبر پر بیٹھ کر) خطبہ ارشاد فرمایا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 356 دورانِ خطبہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اشارتاً اپنی وفات مبارک سے آگاہ فرمایا جسے صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سمجھ سکے۔

مسئلہ 357 آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانی و مالی خدمات کا اعتراف فرمایا نیز اپنے بعد مسجد نبوی میں آمد و رفت کے لئے دروازہ باقی رکھنے کا اعزاز صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ قَالَ ((اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَ بَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ ذٰلِکَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ)) قَالَ : فَبَکٰی اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ فَعَجِبْنَا لِبُکَائِہٖ اَنْ یُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خُیِّرَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْمُخَیَّرُ وَ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ اَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَ مَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً وَ لٰکِنَّ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَ مَوَدَّتُہٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا ''اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے چاہے تو اللہ کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ حاصل کرلے چاہے تو دنیا میں رہے، اس بندے نے اللہ کی نعمتوں کو منتخب کیا ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے پر تعجب کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو کسی عام آدمی کا ذکر فرمارہے

[1] کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ سدوا الابواب الا باب ابی بکر رضی اللہ عنہ

ہیں حالانکہ وہ اختیار دیئے گئے خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعی ہم سے زیادہ عالم تھے، آپ ﷺ نے اسی خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا ''لوگوں میں سے اپنی جان اور مال کے ساتھ جس آدمی کے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہیں وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی دوسرے کو دوست بنانے والا ہوتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن اب ان کے ساتھ میرا اسلامی بھائی چارے اور محبت کا تعلق ہے۔ مسجد میں اب کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے سب بند کر دیئے جائیں سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 358 آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ نے اپنا دوست بنایا ہے، لہٰذا اب میں کسی اور کو دوست بنانا پسند نہیں کرتا نیز مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ خبردار! کسی قبر کو مسجد نہ بنانا۔

عَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ قَبْلَ اَنْ یَمُوْتَ بِخَمْسٍ وَ هُوَ یَقُوْلُ ((اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یَکُوْنَ لِیْ مِنْکُمْ خَلِیْلٌ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خَلِیْلًا وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا، اَلَا وَ اِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ وَ صَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان کی وفات سے پانچ روز پہلے یہ بات فرماتے ہوئے سنا ''میں اللہ کے علاوہ تم میں سے کسی کو دوست بنانا پسند نہیں کرتا کیونکہ اللہ نے مجھے اسی طرح اپنا دوست بنایا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا تھا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو ابو بکر کو دوست بناتا اور ہاں دیکھو، تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا تھا تم لوگ قبروں کو مساجد نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 359 آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں انصار مدینہ کی گریہ وزاری کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے انصار سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا اور لوگوں کو انصار

[1] کتاب المساجد ، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور

سے حُسنِ سلوک کی تاکید فرمائی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ يَقُوْلُ : مَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ ﷛ وَالْعَبَّاسُ ﷛ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ ، فَقَالَ : مَا يُبْكِيْكُمْ ؟ قَالُوْا : ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ قَالَ : فَخَرَجَ النَّبِيُّ وَ قَدْ عَصَبَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَ لَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ((فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِىْ وَ عَيْبَتِىْ وَ قَدْ قَضَوُا الَّذِىْ عَلَيْهِمْ وَ بَقِىَ الَّذِىْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ تَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انصار کی ایک مجلس پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ''کیوں روتے ہو؟'' انصار نے کہا ''ہمیں رسول اللہ ﷺ کی صحبتیں یاد آ رہی ہیں۔'' دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں انصار کی مجلس کے بارے میں بتایا۔ رسول اکرم ﷺ (اپنے گھر سے مسجد میں) تشریف لائے اس وقت آپ ﷺ نے سر مبارک پر دھاری دار چادر (سر درد کی وجہ سے) باندھ رکھی تھی، آپ ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد نہیں فرما سکے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر ارشاد فرمایا ''انصار میرے قلب و جگر ہیں میں تمہیں ان سے حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں، وہ اپنا حق ادا کر چکے اب ان کا حق (یعنی جنت) باقی ہے ان میں سے جو نیک لوگ ہوں گے ان کی قدر کرنا اور جو برے ہوں ان سے درگزر کرنا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 360 خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی ذات کو مسلمانوں کے سامنے احتساب کے لئے پیش فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ یاد رکھو آخرت کی رسوائی سے دنیا کی رسوائی بہت آسان ہے۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ قَدْ دَنَا مِنِّىْ حُقُوْقٌ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِكُمْ فَمَنْ كُنْتُ جَلَدْتُ لَهُ ظَهْرًا فَهٰذَا ظَهْرِىْ فَلْيَسْتَقِدْ مِنْهُ اَلَا وَ مَنْ

[1] کتاب المناقب ، باب قول النبی ﷺ ((اقبلوا من محسنهم و تجاوزوا عن مسیئهم))

كُنتُ شَتَمْتُ لَهُ عِرْضًا فَهٰذَا عِرْضِيْ فَلْيَسْتَقِدَّ مِنْهُ...... ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَعَادَ لِمَقَالَتِهٖ فِي الشَّحْنَاءِ اَوْ غَيْرِهَا ثُمَّ قَالَ :((يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيُرَدَّهُ وَ لَا يَقُلْ فُضُوْحَ الدُّنْيَا اَلَا وَ اِنَّ فُضُوْحَ الدُّنْيَا اَيْسَرُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَ اَبُوْ يَعْلٰى [1]

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے لوگو! تمہارے درمیان رہتے ہوئے مجھے (بعض) لوگوں کے حقوق کا خیال آ رہا ہے پس جس کسی کو میں نے پیٹھ پر کوڑا مارا ہو اس کے لئے میری پیٹھ حاضر ہے وہ بدلہ لے لے اگر میں نے کسی کی بے عزتی کی ہو تو وہ بھی مجھ سے بدلہ لے لے۔“ پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور وہی احتساب والی باتیں دہرائیں اور کچھ اس کے علاوہ باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر فرمایا ”جس کسی کے پاس کسی کی کوئی چیز ہو وہ واپس لوٹا دے اور یوں نہ کہے کہ اس میں تو دنیا کی رسوائی ہے۔ یاد رکھو! آخرت کی رسوائی کے مقابلہ میں دنیا کی رسوائی بہت ہلکی اور آسان ہے۔“ اسے طبرانی اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 361 **وفات مبارک سے چار روز قبل (یعنی جمعرات) بیماری کی شدت میں اضافہ ہو گیا، آپ ﷺ نے وصیت لکھوانا چاہی لیکن مرض کی شدّت کے باعث نہ لکھوا سکے۔**

مسئلہ 362 **بیماری کی شدت میں ہی زبانی تین وصیتیں فرمائیں۔**
① مشرکوں کو سرزمین عرب سے نکال دینا۔ ② بیرونی وفود کی اسی طرح خاطر تواضع کرتے رہنا جس طرح میں کرتا رہا ہوں۔ ③ تیسری وصیت راوی بھول گیا۔

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ رحمه الله قَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَ مَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ ((اِئْتُوْنِيْ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا)) فَتَنَازَعُوْا وَ لَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ ، فَقَالُوْا : مَاشَأْنُهُ اَهَجَرَ؟ اِسْتَفْهِمُوْهُ

[1] مجمع الزوائد ، کتاب علاماۃ النبوۃ ، باب فی وداعہ 2-(14252/8)

فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ ((دَعُونِي فَالَّذِي اَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي اِلَيْهِ)) وَ اَوْصَاهُمْ بِثَلاَثٍ ، قَالَ : ((اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَ اَجِيْزُوْا لَوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ)) وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَنَسِيْتُهَا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جمعرات کا دن کیا ہی سخت دن تھا جمعرات کا ! رسول اللہ ﷺ کی بیماری اس روز شدید ہوگئی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے پاس قلم کاغذ لاؤ، میں تمہیں وصیت لکھوا دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کرنا شروع کر دیا (قلم کاغذ لائیں یا نہ لائیں؟) حالانکہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اختلاف کرنا درست نہیں تھا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ''آخر کیا وجہ ہے کیا آپ رخصت ہو گئے ہیں، دوبارہ کیوں نہیں پوچھ لیتے ؟'' بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی طرف رجوع کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے چھوڑ دو، میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس طرف تم مجھے بلاتے ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے (زبانی) تین وصیتیں فرمائیں ① مشرکوں کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دینا۔ ② وفود کی اسی طرح خاطر تواضع کرنا جس طرح میں کرتا رہا ہوں اور تیسری بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان نہیں کی یا راوی نے کہا کہ تیسری بات میں بھول گیا ہوں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 363 تیسری وصیت قرآن مجید پر عمل کرنے کی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب!

عَنْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى : اَوْصَى النَّبِيُّ ؟ فَقَالَ : لاَ، فَقُلْتُ : كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ اُمِرُوْا بِهَا وَ لَمْ يُوْصِ؟ قَالَ : اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''نبی اکرم ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''نہیں۔'' (یعنی مال و دولت کے بارے میں) میں نے کہا ''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تو لوگوں کو وصیت کرنے کا حکم دیا گیا ہو اور آپ ﷺ وصیت نہ فرمائیں؟'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہاں ! آپ ﷺ نے قرآن مجید پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب المغازى ، باب مرض النبى ﷺ و وفاته

[2] كتاب فضائل القرآن ، باب الوصاة بكتاب الله عزوجل

مسئلہ 364 وفات مبارک سے چار دن قبل (یعنی جمعرات) کی نماز مغرب تک تمام نمازیں آپ ﷺ نے خود پڑھائیں۔

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْرَءُ فِی الْمَغْرِبِ ﴿ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ ثُمَّ مَا صَلّٰی لَنَا بَعْدَھَا حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ المرسلات تلاوت کرتے ہوئے سنا پھر اس کے بعد اپنی وفات تک آپ ﷺ نے ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 365 نماز عشاء تک تکلیف اس قدر بڑھ گئی کہ آپ ﷺ پر بار بار غشی طاری ہونے لگی تب آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز عشاء پڑھانے کا حکم دیا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اُغْمِیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ مَرَضِہٖ ثُمَّ اَفَاقَ ، فَقَالَ : ((اَحَضَرَ الصَّلٰوۃُ ؟)) قَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ)) ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَیْہِ فَاَفَاقَ ، فَقَالَ ((اَحَضَرَ الصَّلٰوۃُ ؟)) فَقَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ)) ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَیْہِ فَاَفَاقَ ، فَقَالَ : ((اَحَضَرَ الصَّلٰوۃُ ؟)) فَقَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا : اِنَّ اَبِیْ رَجُلٌ اَسِیْفٌ فَاِذَا قَامَ ذٰلِکَ الْمُقَامَ یَبْکِیْ لَا یَسْتَطِیْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ غَیْرَہٗ ، ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَیْہِ فَاَفَاقَ ، فَقَالَ ((مُرُوْا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ اَوْ صَوَاحِبَاتُ یُوْسُفَ)) قَالَ: فَاُمِرَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ وَ اُمِرَ اَبُوْ بَکْرٍ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ . رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ[2] (صحیح)

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ پر بیماری کے دوران غشی طاری ہوگئی جب

---

1. کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ
2. ابواب اقامۃ الصلاۃ ، باب ماجاء فی صلوۃ رسول اللہ ﷺ فی مرضہ (1019/1)

افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا نماز (عشاء) کا وقت ہو گیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز پڑھائے۔'' پھر آپ ﷺ پر (شدت مرض سے) غشی طاری ہو گئی، افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا ''کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز پڑھائے۔'' پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی، افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا ''کیا اذان کا وقت ہو گیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز پڑھائے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ!) میرے والد نرم دل آدمی ہیں جب آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو اپنے آنسو روک نہیں سکیں گے، اچھا ہو، اگر آپ ان کے علاوہ کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔'' پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی، افاقہ ہوا تو فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو اذان دے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز پڑھائے، تم تو یوسف والیوں جیسا معاملہ کر رہی ہوں۔'' چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انہوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انہوں نے نماز پڑھائی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: ① مصری عورتیں بظاہر عزیز مصر کی بیوی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ محبت کرنے پر ملامت کر رہی تھیں لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو خود بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں، یعنی ان عورتوں کی زبان پر ملامت تھی، لیکن دل میں محبت۔ گویا زبان اور دل کی بات میں فرق تھا یہاں بھی بظاہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواز یہ پیش کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل انسان ہیں قرأت نہیں کر سکیں گے لیکن دل میں یہ بات تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جو شخص اس مصلے پر کھڑا ہو گا، لوگ اسے منحوس خیال کریں گے۔ ''یوسف والیوں جیسا معاملہ'' فرمانے سے آپ ﷺ کی یہ مراد تھی۔ واللہ اعلم بالصواب!

② رسول اللہ ﷺ کے حکم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔

مسئلہ 366 وفات مبارک سے ایک یا دو روز قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز ظہر کی جماعت کروا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے مزاج شریف میں قدرے سکون محسوس فرمایا تو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب پہلو میں آ کر بیٹھ گئے۔

مَسئلہ 367 باقی نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا فرمائی جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے رہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : فَلَمَّا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَ رِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ حِسَّهٗ ذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّیْ قَائِمًا وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ قَاعِدًا يَقْتَدِیْ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ ظہر پڑھانی شروع کی تو رسول اللہ ﷺ نے مزاج مبارک میں قدرے سکون محسوس کیا اور آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے کھڑے ہوئے ان کے سہارے پاؤں گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو میں آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے جبکہ نبی اکرم ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز ادا فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 368 وفات مبارک سے ایک روز پہلے تیمارداری کرنے والوں نے دوا پلانی چاہی تو آپ ﷺ نے انکار فرما دیا، تیمارداروں نے غشی کی حالت میں دوا پلا دی تو ہوش آنے پر فرمایا "یہی دوا سب کو پلائی جائے۔"

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَدَدْنَاهُ فِیْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ لَا

[1] کتاب الاذان ، باب الرجل یأتم بالامام و یأتم الناس بالماموم

تَلُدُّوْنِیْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ ((اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِیْ ؟)) قُلْنَا : كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ ، فَقَالَ ((لاَ يَبْقٰى اَحَدٌ فِی الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے دوران ہم نے آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالنی چاہی تو آپ ﷺ نے اشارے سے منع فرمایا ''میرے منہ میں دوا نہ ڈالو۔'' ہم سمجھے کہ یہ مریض کی دوا سے کراہت کا معاملہ ہے (لہٰذا ہم نے پلا دی) لیکن جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں نے تمہیں دوا پلانے سے منع نہیں کیا تھا؟'' ہم نے عرض کیا ''ہم تو اسے محض مریض کی دوا سے کراہت کا معاملہ سمجھ رہے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا، اب گھر کے تمام آدمیوں کو یہی دوا پلائی جائے سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ اس وقت گھر میں موجود نہیں تھے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 369 وفات مبارک کے روز (یعنی سوموار) مزاج مبارک پرسکون تھا نماز فجر کے وقت مسجد اور حجرہ شریف کے درمیان لٹکا ہوا پردہ سرکایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت کروا رہے تھے، نماز باجماعت کا ایمان افروز منظر دیکھ کر رخِ انور پر مسرت کی لہر دوڑ گئی اور پردہ دوبارہ گرا دیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَاهُمْ فِیْ صَلاَةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّیْ لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَ هُمْ فِیْ صُفُوْفِ الصَّلاَةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَ ظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الصَّلاَةِ فَقَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ وَ هَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَفْتَتِنُوْا فِیْ صَلاَتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتِمُّوْا صَلاَتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

[1] کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

[2] کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوموار کے روز مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ اچانک تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں پر نظر ڈالی، اس وقت وہ نماز میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ (نماز کا منظر دیکھ کر) پہلے تبسم فرمایا۔ پھر (جوش مسرت سے) ہنس دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں، ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنا چاہا تاکہ صف میں شامل ہوجائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کو دیکھ کر خوشی سے اتنے بے چین ہوگئے کہ (آپ کا حال پوچھنے کے لئے) نماز توڑنے والے تھے، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ نیچے گرادیا اور حجرہ میں واپس تشریف لے گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 370 وفات مبارک کے روز اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود یاد فرمایا اور انہیں اپنی وفات کی خبر دی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ سَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ : سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِهٖ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا اور ان کے کان میں کچھ بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر دوبارہ بلایا اور کان میں بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلی بار رسول اللہ ﷺ نے میرے کان میں فرمایا تھا کہ میں اس بیماری میں رخصت ہونے والا ہوں، اس پر میں رونے لگی۔ پھر دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا ''میرے اہل وعیال میں سے تم سب سے پہلے مجھے آکر ملوگی، اس پر میں ہنس پڑی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 371 وفات مبارک سے چند لمحے قبل آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔

---

[1] کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَ بِيَدِهِ السِّوَاكُ وَ اَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَاَيْتُهُ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ عَرَفْتُ اَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ، فَقُلْتُ : آخُذُهُ لَكَ ؟ فَاَشَارَ بِرَأْسِهِ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَ قُلْتُ ، اُلَيِّنُهُ لَكَ؟ فَاَشَارَ بِرَأْسِهِ اَنْ نَعَمْ ، فَلَيَّنْتُهُ فَاَمَرَّهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دیئے ہوئے تھی کہ (میرا بھائی) عبدالرحمٰن آیا اس کے ہاتھ میں مسواک تھی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی نظریں مسواک پر لگی ہیں، مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ مسواک کس قدر پسند فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ''کیا آپ کے لئے مسواک لے لوں؟'' آپ ﷺ نے سر کے اشارہ سے فرمایا ''ہاں لے لو۔'' میں نے وہ مسواک لے کر آپ کو دی لیکن آپ بیماری کی سختی کی وجہ سے چبا نہ سکے۔ میں نے عرض کیا ''کیا مسواک نرم کر دوں؟'' آپ ﷺ نے سر کے اشارہ سے فرمایا ''ہاں کر دو۔'' میں نے اسے منہ سے نرم کیا تو آپ ﷺ نے وہ مسواک استعمال فرمائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 372 بیماری کی شدت حد سے بڑھنے لگی تو فرمایا ''لگتا ہے زہر آلود بکری کے زہر کا اثر میری رگ جاں کاٹ رہا ہے۔''

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ ((يَا عَائِشَةُ ! مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا اَوَانٌ وَجَدْتُّ اِنْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں یہ بات ارشاد فرمائی ''عائشہ! مجھے اب تک اس (زہر آلود بکری کے) کھانے کی تکلیف محسوس ہوتی ہے جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اب مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگِ جاں کٹ رہی ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 373 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیماری کی شدت دیکھ کر پریشان ہو گئیں اور

❶ کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاته
❷ کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

ساختہ منہ سے یہ الفاظ نکل گئے ''ہائے میرے بابا کی تکلیف!''

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ جَعَلَ یَتَغَشَّاہُ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَا کَرْبَ اَبَاہُ ! فَقَالَ ((لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ ھٰذَا الْیَوْمِ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ. ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ پر بیماری کی شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہونے لگی ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ حالت دیکھ کر فرمانے لگیں ''ہائے میرے بابا کی تکلیف!'' آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا ''آج کے بعد تمہارے بابا پر ایسی تکلیف نہیں آئے گی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 374 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر دم کرنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے الگ کر لیا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَتَعَوَّذُ بِھٰؤُلاَءِ الْکَلِمَاتِ ((اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لاَ شِفَاءَ اِلاَّ شِفَاءُکَ شِفَاءً لاَّ یُغَادِرُ سَقَمًا)) فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَجَعَلْتُ اَمْسَحُہٗ وَ اَقُوْلُھَا فَنَزَعَ یَدَہٗ مِنْ یَدِیْ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَالْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)) قَالَتْ : فَکَانَ ھٰذَا اٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ کَلاَمِہٖ . رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ ❷ **(صحیح)**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے ((اَذْھِبِ الْبَأْسِ......)) جب نبی اکرم ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں (حسب معمول) آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر یہ کلمات پڑھ کر آپ ﷺ کے بدن مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو روک دیا اور فرمایا ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے بلند پایہ رفقاء سے ملا دے۔'' اور یہی آپ ﷺ کے آخری کلمات تھے جو میں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے تھے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

❶ کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ

❷ کتاب الجنائز ، باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ (1312/1)

مَسئلہ 375 حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی نیز مسلمانوں کو نماز کی پابندی کرنے اور غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالاَ : لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَ هُوَ كَذٰلِكَ ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو (بے چینی سے) اپنی چادر مبارک سے منہ ڈھانپ لیتے اور جب گھبراہٹ محسوس فرماتے تو چادر منہ سے ہٹا دیتے ایسی کیفیت میں آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ''اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر انہوں نے انبیاء کی مساجد کو قبریں بنالیا۔'' گویا آپ ﷺ مسلمانوں کو اس گناہ سے ڈرا رہے تھے جو یہود و نصاریٰ نے کیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ ((اَلصَّلاَةَ وَ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ)) فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى مَا يَفِيْضَ بِهَا لِسَانُهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] **(صحيح)**

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا ''لوگو! نماز اور جن کے تم مالک ہو۔'' آپ ﷺ مسلسل یہ بات ارشاد فرماتے رہے حتی کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک لڑکھڑانے لگی۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 376 حیات طیبہ کے آخری الفاظ یہ تھے '' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَالْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ''

---

[1] كتاب المغازى ، باب مرض النبى ﷺ و وفاته

[2] كتاب الجنائز ، باب ماجاء فى ذكر مرض رسول الله ﷺ (1317/1)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ؓ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَ اَصْغَتْ اِلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ وَ هُوَ مُسْنِدٌ اِلَيَّ ظَهْرَهُ تَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَ اَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کہتے ہیں، حضرت عائشہ ؓ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے وفات کے وقت کان لگا کر نبی اکرم ﷺ کی بات سنی، جبکہ آپ ﷺ میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ فرمارہے تھے "یا اللہ! میرے گناہ معاف فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بلند پایہ رفقاء سے ملادے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 377 آہ! مکہ مکرمہ میں طلوع ہونے والا ماہِ عرب وعجم 63 برس تک ساری دنیا کو نورِ توحید سے منور کرنے کے بعد سوموار کے روز مدینہ منورہ کی پاک سرزمین میں غروب ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ يَقُوْلُ : اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَشْفُ السَّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ...... وَ مَاتَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحیح)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں سوموار کے روز جب (نماز فجر کے وقت) آپ ﷺ نے پردہ اٹھایا تو آپ ﷺ پر میری یہ آخری نظر تھی اسی روز آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [3]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے 63 برس کی عمر میں وفات پائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : اہل علم کی تحقیق کے مطابق اس روز ربیع الاول کی 12 تاریخ تھی اور سال 11ھ

مسئلہ 378 وفات نبوی ﷺ کے حادثۂ دلفگار پر اہل ایمان کی زندگیاں یکدم تیرہ و

---

[1] کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

[2] ابواب ما جاء فی الجنائز، باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ (1316/1)

[3] کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

تاریک ہوگئیں۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ : لَمَّا کَانَ یَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا کُلُّ شَیْءٍ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَظْلَمَ مِنْهُ کُلُّ شَیْءٍ وَ مَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ الْاَیْدِیْ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحیح)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز ہمارے لئے روشن ہوگئی اور جس روز آپ ﷺ کا وصال ہوا اس روز مدینہ منورہ کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا، ہم ابھی ہاتھ بھی نہ جھاڑ پائے تھے کہ ہمارے دلوں نے پہلے سے مختلف کیفیت محسوس کرنی شروع کر دی۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 379 رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں حضرت عمر ؓ کی غلط فہمی اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بے مثال دور اندیشی اور استقامت!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَا بَکْرٍ ؓ خَرَجَ وَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ یُکَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ : اِجْلِسْ یَا عُمَرُ ؓ! فَاَبٰی عُمَرُ ؓ اَنْ یَجْلِسَ فَاَقْبَلَ النَّاسُ اِلَیْهِ وَ تَرَکُوْا عُمَرَ ؓ ، فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ؓ : اَمَّا بَعْدُ ! مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَ مَنْ یَنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشَّاکِرِیْنَ ۞ ﴾ قَالَ : وَاللّٰهِ ! لَکَاَنَّ النَّاسَ لَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی تَلَاهَا اَبُوْبَکْرٍ ؓ فَتَلَقَّاهَا النَّاسُ مِنْهُ کُلُّهُمْ فَمَا اَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ اِلَّا یَتْلُوْهَا . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ (آپ ﷺ کے جسم اطہر کو بوسہ دے کر) باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عمر ؓ لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں (کہ آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہا ''بیٹھ جاؤ۔'' لیکن حضرت عمر

---

[1] ابواب ماجاء فی الجنائز ، باب ذکر وفاته و دفنه ﷺ (1322/1)

[2] کتاب المغازی ، باب مرض النبی ﷺ و وفاته

رضی اللہ عنہ نہ بیٹھے۔لوگ (از خود) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امابعد کہہ کر لوگوں سے یوں خطاب فرمایا ''تم میں سے جو کوئی محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کے لئے موت نہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے ﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... ﴾ ترجمہ: ''محمد تو بس اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی جو رسول آئے وہ فوت ہوئے اس لئے اگر وہ (یعنی محمد) مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو جو شخص الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا اور جو لوگ (ہر حال میں) اللہ کا شکر ادا کریں گے اللہ انہیں اس کا بدلہ دے گا۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 144) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو لوگوں کو محسوس ہوا کہ جیسے لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت پہلے سے نازل شدہ ہے پھر سب لوگوں نے یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھ لی اور پھر جسے دیکھو وہی یہ آیت تلاوت کرتا نظر آ رہا تھا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 380 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا۔

مسئلہ 381 رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین آنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں اپنے پاؤں پر کھڑے رہنے کی ہمت تک نہ رہی ، بے حال ہو کر گر پڑے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مُسَيَّبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ عُمَرَ ﷺ قَالَ : وَاللّٰهِ ! مَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ اَبَابَكْرٍ ﷺ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلَايَ وَ حَتّٰى اَهْوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن کر) کہا ''واللہ! مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میں نے یہ آیت آج پہلی بار سنی ، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا، آیت سن کر میں حیران رہ گیا، خوف کے مارے میرے پاؤں نہیں اٹھتے تھے۔جب میں نے یہ

[1] کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنی تو مجھے یقین آ گیا کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور میں (نڈھال ہوکر) زمین پر گر پڑا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 382 آپ ﷺ کی نماز جنازہ منگل کے روز پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے گروہ در گروہ از خود امام کے بغیر ادا کی۔

مسئلہ 383 آپ ﷺ کی تدفین بروز بدھ آدھی رات کے وقت عمل میں آئی۔

مسئلہ 384 آپ ﷺ کا جسد اطہر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت قثم رضی اللہ عنہ، حضرت شقران رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهٖ يَوْمَ الثُّلُثَاءِ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَالاً يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوا النِّسَاءَ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَ لَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَدٌ لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ يُحْفَرُ لَهٗ ، فَقَالَ قَائِلُوْنَ : يُدْفَنُ فِيْ مَسْجِدِهٖ ، وَ قَالَ قَائِلُوْنَ : يُدْفَنُ مَعَ اَصْحَابِهٖ ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ : اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا قُبِضَ نَبِيٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ)) قَالَ : فَرَفَعُوْا فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ تُوُفِّيَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوْا لَهٗ ، ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ وَ نَزَلَ فِيْ حُفْرَتِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَ قُثَمُ اَخُوْهُ وَ شُقْرَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَ قَالَ اَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ هُوَ اَبُوْ لَيْلٰى لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ : اَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَ حَظَّنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ اَنْزِلْ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں منگل کے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی تکفین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کا جسد اطہر آپ ﷺ کے حجرہ مبارک میں چارپائی پر رکھ دیا گیا۔ لوگ گروہ در گروہ آتے اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ ادا کرتے۔ مرد نماز پڑھ چکے تو عورتیں داخل ہونے لگیں، جب عورتیں نماز پڑھ چکیں تو بچے داخل ہونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کروائی۔

---

[1] ابواب ما جاء فی الجنائز ، باب ذکر وفاته و دفنه ﷺ

آپ ﷺ کی قبر مبارک کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ کہاں بنائی جائے ،بعض نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کی قبر آپ کی مسجد میں ہی بنائی جائے ،بعض نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کو (بقیع میں) صحابہ کے ساتھ دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ کا بستر مبارک اٹھایا گیا جس پر آپ ﷺ فوت ہوئے تھے اور وہیں آپ ﷺ کی قبر مبارک بنائی گئی۔ بدھ کی نصف رات کے وقت آپ ﷺ کو دفن کیا گیا (آپ کی تدفین کے لئے) قبر میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ اترے۔ حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ''میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے ہمارا بھی تعلق ہے۔'' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''اچھا! تم بھی آ جاؤ۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی ہجرت کے فوراً بعد اسلام لائے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

مسئلہ 385 آپ ﷺ کی قبر مبارک اونٹ کی کوہان کی طرح بنائی گئی۔

عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ ﷺ اَنَّه حَدَّثَهُ اَنَّهُ رَاٰى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ (کھجور فروش) کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر دیکھی، کوہان نما تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

---

[1] كتاب الجنائز ، باب ماجاء في قبر النبي ﷺ

اَلْاَحَادِیْثُ الْمَوْضُوْعَةُ فِیْ فَضْلِهٖ ﷺ

آپ ﷺ کی فضیلت میں موضوع احادیث

① "لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیْئَةَ ، قَالَ : یَا رَبِّ ! أَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ ، فَقَالَ اللّٰهُ : یَا آدَمُ ! وَکَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ﷺ ، وَلَمْ اَخْلُقْهُ ؟ قَالَ : یَا رَبِّ ! لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَ نَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِکَ ، رَفَعْتَ رَأْسِیْ ، فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلَی اسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ ، فَقَالَ اللّٰهُ : صَدَقْتَ یَا آدَمُ ! اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ ، اُدْعُنِیْ ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ ﷺ مَا خَلَقْتُکَ."

"جب آدم علیہ السلام سے گناہ سرزد ہو گیا تو آدم علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں محمد ﷺ کے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے۔ اللہ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا، میں نے تو ابھی اسے پیدا ہی نہیں کیا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! جب تو نے اپنے ہاتھ سے مجھے بنایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا ((لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)) تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین مخلوق کا اضافہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا۔ بے شک میری مخلوق میں سے وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، لہٰذا تو مجھے اس کے حق کا واسطہ دے کر پکار، بے شک میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ، للالبانی، جلد اول، حدیث نمبر 25

② ”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! بِـاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْيَاءِ ، قَالَ : يَا جَابِرُ ! اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّکَ مِنْ نُوْرِهٖ ، فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرَ يَدُوْرُ بِالْقُدْرِهٖ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ وَ لَمْ يَكُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَ لَا قَلَمٌ وَ لَا جَنَّةٌ وَ لَا نَارٌ وَ لَا مَلَکٌ وَ لَا سَمَاءٌ وَ لَا اَرْضٌ وَ لَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَ لَا جِنِّیٌّ وَ لَا اِنْسِیٌّ.“

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس پہلی چیز کے بارے میں مجھے بتایئے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل پیدا کیا۔ فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا اور اس نور کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی قدرت وطاقت سے جہاں اللہ چاہے چکر لگائے جبکہ اس وقت لوح محفوظ تھی نہ قلم تھا، جنت تھی نہ جہنم، فرشتہ تھا نہ آسمان وزمین، سورج تھا نہ چاند، جن تھا نہ انسان۔“

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنة الناس، جلد اول، حدیث نمبر 827

③ ”اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ وَالْخَيْرُ فِیَّ وَ فِیْ اُمَّتِیْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ“

”میں اللہ کے نور سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔ خیر مجھ میں اور میری امت میں ہے قیامت تک۔“

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعہ، از امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ، حدیث نمبر 105، صفحہ نمبر 288

④ ”اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ يُرٰی لَهٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَ لَا قَمَرٍ“

”رسول اللہ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا تھا نہ سورج کی دھوپ میں نہ چاند کی چاندنی میں۔“

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، ص 7، بحوالہ ظل رسول ﷺ از مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ

⑤ قَالَ عُثْمَانُ ﷺ: ”اَنَّ اللّٰهَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا يَضَعُ اِنْسَانٌ قَدَمَهٗ عَلٰی

ذٰلِکَ الظِّلِّ۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یا رسول اللہ ﷺ! بے شک اللہ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا تاکہ کوئی انسان اس پر اپنا پاؤں نہ رکھے۔"

وضاحت : یہ حدیث بے اصل ہے۔ ملاحظہ ہو "ظل رسول ﷺ" از مولانا عبدالقادر حصاری رحمہ اللہ، ص 54

⑥ "تُشْرِقُ الْاَرْضُ لِوَجْهِيْ وَالسَّمَاءُ لِرُؤْيَتِيْ وَ رُقِيَ بِيْ فِيْ سَمَائِهٖ وَ شَقَّ لِيْ اِسْمًا مِّنْ اَسْمَائِهٖ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ اَنَا مُحَمَّدٌ"

"زمین میرے چہرے کی وجہ سے روشن ہے، آسمان میرے دیدار کے باعث روشن ہے اور مجھے آسمان کی بلندیوں میں لے جایا گیا اور اللہ نے اپنے نام سے میرا نام نکالا، پس عرش والا محمود اور میں محمد ہوا۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، از امام محمد بن علی الشوکانی، حدیث نمبر 997، باب فضائل النبی ﷺ

⑦ "لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"

"اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، از امام محمد بن علی الشوکانی، حدیث نمبر 1013

⑧ "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَ ثَمَانِيْنَ عَامًا۔"

"جس نے جمعہ کے دن 80 مرتبہ مجھ پر درود بھیجا، اللہ اس کے 80 سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، از شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، جلد اول، حدیث نمبر 215

⑨ "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ۔"

"جس نے جمعہ کے روز مجھ پر ہزار بار درود بھیجا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ، از شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، جلد اول، حدیث نمبر 5110

⑩ "مَسَحَ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمِلَتَيِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ

مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَنَّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتُہٗ."

"مؤذن کے اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے وقت دونوں انگشت شہادت کے اندرونی حصوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرنے والے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہوجائے گی۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو تمییز الطیب من الخبیث، از امام عبدالرحمٰن بن علی، حدیث نمبر 1279، صفحہ نمبر 171

⑪ "اِنَّ اللّٰہَ اَعْطٰی مُوْسَی الْکَلَامَ وَ اَعْطَانِی الرُّؤْیَۃَ وَ فَضَّلَنِیْ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ."

"بے شک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام فرمایا، مجھے اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا، مقام محمود عطا فرمایا کر مجھے فضیلت بخشی اور حوض کوثر عنایت فرمایا جس پر مومن آئیں گے۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو "الموضوعات" از امام ابن جوزی رحمہ اللہ، جلد اول، صفحہ نمبر 290، باب فضلہ علی موسیٰ

⑫ "مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ."

"جس نے حج کیا اور میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ، از شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، جلد اول، حدیث نمبر 47

⑬ "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ"

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو ضعیف الجامع وزیادتہ، از شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، جلد نمبر 5، حدیث نمبر 5618

⑭ "مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ."

"جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

وضاحت : یہ حدیث موضوع ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ، از شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، جلد 5، حدیث نمبر 5619

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَ اَلْفُ اَلْفِ صَلَاۃٍ وَّسَلَامٍ عَلٰی اَفْضَلِ الْبَرِیَّاتِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تفهیم السنة
کے مطبوعہ حصے
1 توحید کے مسائل
2 اتباعِ سنّت کے مسائل
3 طہارت کے مسائل
4 نماز کے مسائل
5 جنازے کے مسائل
6 درود شریف کے مسائل
7 دعاء کے مسائل
8 زکوٰۃ کے مسائل
9 روزوں کے مسائل
10 حج اور عمرہ کے مسائل
11 جہاد کے مسائل
12 نکاح کے مسائل
13 طلاق کے مسائل
14 جنّت کا بیان
15 جہنّم کا بیان
16 شفاعت کا بیان
17 قبر کا بیان
18 علاماتِ قیامت کا بیان
19 قیامت کا بیان
20 دوستی اور دشمنی
21 فضائل قرآن مجید
22 تعلیماتِ قرآنِ مجید
23 فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
24 حقوق النبی ﷺ (زیرِ طبع)
حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ
لاہور پاکستان